TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222972
UNIVERSAL
LIBRARY

نمبر جلد ۱

حسن

بابت ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء

عربوں کی گذشتہ تجارت ..... از جناب مجیب احمد صاحب تمنائی - ۱ صفحہ

بودہ کی زندگی کے مختصر حالات ..... از جناب محمد عشرت اللہ خلف صاحب - ۲۹

ابونصر فارابی کے مختصر حالات ..... از جناب محمد احسان الدین صاحب کاکوروی - ۴۱

بقیہ تذکرۃ المشاہیر ..... از عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر - ۴۷

در مطبع مفید عالم آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۳ء

٨٩١٥ ق٣٠٥ ف
حسن

عربون کی گذشتہ تجارت

تاریخ تجارت مین **روم کبیر** کی تباہی سے بڑھکر مغربی **ایشیا** پر عربون کی فتح کا زمانہ بھی ایک بڑے معرکے کا زمانہ شمار ہوتا ہے - یہ قوم کا اطلاق اُس وقت سے ہونے لگا کہ جبکہ اِن لوگون نے دائرہ اسلام مین اگر قدم رکھا اور رفتہ رفتہ مذہبی جوش سے بیتاب ہوکر وہ از **سندھ** تا **پائرنیز** فتح و نصرت کا ڈنکا بجاتے چلے گیے ہین اور تجارت و صنعت کو خدا و رسول کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھکر اُنھون نے فروغ دیا ہے اگلی تاریخین عربونکی تجارت کے حیرت افزا حالات سے بھری پڑی ہین - وہ **مدین** ہی کے تاجرون کا قافلہ تھا کہ جسنے مصر کو جاتے ہوے راستے مین حضرت یوسف علیہ السلام کو اُنکے نامہربان اور سنگدل بھائیون سے خریدکیا تھا اہل یہود نے جس وقت مدین پر غارتگری کی ہے تو اُنکے ہاتھہ وہان کے تاجرونکے مال و اسباب مین سے بیشمار زر و جواہر سونے کے عمدہ عمدہ زیورات اور اُونٹون کی گردن مین ڈالنے کے طلائی حلقے آیے تھے - اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہان کی تجارت کس قدر بڑھی ہوئی تھی - حضرت **حزقیل** کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ **فنشیا** سے **عدم** یا **عدومیا** کا تجارتی تعلق اس درجہ بڑھا ہوا

تہا کہ یہان سے نیلم۔ زمرد و دوسرے قیمتی احجار۔ اور گڑھی ہوئی چیزین بمعاوضہ مین بہیجکر وہان کی تجارتی جنس منگائی جاتی تہی۔

ملک عرب کے لٹیرے **مصر** کی سلطنت کو تاخت و تاراج کرکے کتنی ہی صدیون تک **تھیبس** پر مسلط اور قابض رہے ہین۔ شہر گرا کہ جو خلیج **عمان** پر واقع ہے مدتون تک **ہندوستان** اور **بابل** کی تجارت کا ایک درمیانی واسطہ رہا ہے۔ زمانۂ حال کے بعض مورخین کا خیال یہ بھی ہے کہ **عافر** اسوقت ملک عرب ہی مین شامل تہا جبکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہان سے سونا چاندی صندل۔ اور جواہرات بکثرت حاصل ہوتے تھے۔

زمانۂ قدیم مین **ہندوستان** اور **فنشیا** والون کے درمیان جو تجارتی اغراض سے آمد و رفت ہوتی تہی وہ بذریعۂ قافلہ جنگلون کی راہ سے ہوتی تہی۔

ہیرودوٹس ایک مشہور یونانی مؤرخ لکہتا ہے کہ صبا اور لوبان تو عرب کے سوا اور کہین دستیاب ہی نہوتا تہا۔ عربی تجارت کو جیسا فروغ اور عروج زمانۂ وسطی مین ہوا ہے ایسا عروج اس سے پہلے اسکو کبہی نہین نصیب ہوا تہا۔

سلطنت **فارس** پر قابض اور مسلط ہوجانیکے باعث بلحاظ تجارت **ہندوستان** کے بازارون پر بہی عربون کو پورا پورا اختیار حاصل ہوگیا تہا۔ اور اس سے بڑھکر **چین** سے تو وہ بلا کسی درمیانی واسطے ہی کے تجارتی معاملے طے کرلیتے تہے۔ عربون نے سواحل **افریقہ** پر مصر سے رشتۂ تجارت برقرار رکہنے کے لیے

جابجا تجارتی منڈیان قائم کر رکھی تھین - یہانتک کہ گویا بحیرہ روم کی بحری تجارت تمام وکمال عربون ہی کے ہاتھ مین تہی -

شیوع اسلام کے قبل عرب لوگ مکے کو مقدس جگہ تو نہین خیال کرتے تہے مگر "اُم القریٰ" کی حیثیت سے اُنکے دلون مین اُسکی عظمت ضرور تہی - تعلیم اسلام کے اثر سے جب اُنکو مکے کی حرمت اور اُسکا تقدس معلوم ہوا تو اُسوقت اُنکے دلون مین اُسکی دوگنی عظمت اور وقعت قائم ہوگئی - اور قافلے کی پرانی راہون نے اب پھر از سر نو رونق حاصل کی - مدینہ - کوفہ - بصرہ - بوسرفا - دمشق - بغداد - موصل اور حدین جو کہ دجلے کے کنارے قدیم شہر سیلوشیا کے محاذی واقع ہے یہ سب چونکہ قافلون کے پڑاو اور روانگی کے مقامات تہے - اسلیے اُنکو شہرت اور رونق خوب حاصل ہوا - خصوصاً بغداد جو کہ دارالخلافت ہونیکے علاوہ قافلونکی گذرگاہ ہونکے وسط مین بھی واقع تہا بلحاظ ترقی تجارت اُسنے تو بابل کی گذشتہ عظمت و جبروت کو بالکل ہی بہلادیا تہا -

عرب - روم - مصر - فارس اور افریقہ کے مغربی سواحل کے مسافران حجاز جو بعزم حج آتے تہے وہ یہین سے گذر کر جاتے تہے - یہان اُنمین سے بہتیرون کے مقصد دینی کے ساتہہ دنیوی حاجتین بہی پوری ہوجاتی تہین چنانچہ ایسا ہوتا تہا - کہ اکثر تو اُنمین سے محافظین قافلہ بنا کر اور بعض پیشہ ور حجاج - دولتمند مگر کم ہمت یا ضعیف لوگون کی طرف سے نیابتہً حج کرنے کی غرض سے اخراجات سفر

اور کچھہ حق خدمت کے طور پر دیکر روانہ کیے جاتے تھے۔

عربون کا قدم جہان جاتا تھا وہان تجارت بھی اُنکے ہمرکاب ہوتی تھی جس کسی ملک یا صوبے کو وہ فتح کرتے تھے۔ اُس مین اُنکی طرف سے حاکم اور قاضی مقرر ہوتے۔ مدارس اور مسجدین تعمیر ہوتین۔ پختہ سڑکین بنتین اور سب چیزین خوش اسلوبی کے ساتھہ رکھی جاتی تھین۔

مکے کے ہر ایک راستے مین جا بجا کنوئین۔ مسافرونکی شب باشی کے لیے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کارواسرائین موجود تھین اور سڑکون پر فاصلہ بتلانے کے لیے نشانات نصب تھے۔

موقع اور محل مناسب پر مسافرون کے لیے تازہ دم گھوڑون اور اونٹون کے اڈے قائم تھے۔ یہ باتین ہین جو عربون کی حسن انتظامی پر بڑے زور کے ساتھہ شہادت دیتی ہین۔

سلطنت عرب کی وسعت اور اُسوقت کی وہانکی طرز حکومت سے جو کچھہ فائدے مترتب ہوے ہین وہ بھی کچھہ کم نہین ہین۔

عربون کی تمام مقبوضات مین خواہ وہ یورپ اور ایشیا مین ہون یا افریقہ مین زبان عربی ہی رائج تھی۔ اور یہی مفتوحات اور مقبوضات عرب کی گویا عام زبان تھی اسی طرح پر اُنکی سوشیل یعنی اخلاقی اور ارتباطی حالت مین بہت کچھہ نمایان ترقی پیدا ہوئی۔

شاہزادے اور مالدار و ذی مقدرت لوگونکے صاحبزادے تعلیم و تربیت کی غرض سے دارالعلوم بغداد کے مدارس مین بھیجے جاتے تھے۔ تجار لوگ تمام عرب مین بغیر تکلیف و زحمت کاروانسرائی سفر کر سکتے تھے۔ اور جہان جاتے تھے وہان اُنکی بڑی قدر و منزلت اور آؤ بھگت ہوتی تھی۔ عربونکی تجارت اسقدر پُرزور ہاتھون مین تھی کہ حریف سلطنتون کے روکنے سے بھی نہین رُک سکتی تھی۔

عربون کا طرز معاشرت بھی اقوام یورپ کے مقابلے مین نہایت ممتاز تھا جس زمانے مین کہ تہذیب جرمن۔ فرانس اور برطانیہ کے خانقاہ نشین راہبون مین بھی صرف برائے نام ہی تھی۔ اور اُن ممالک کے باشندے علی العموم مفلسی اور وحشیانہ حالت مین زندگی بسر کرتے تھے۔ اُس وقت ممالک عرب فضل خدا سے بلحاظ مال و دولت۔ علوم و فنون صناعی و دستکاری۔ اور عمارات عالی عروس سلطنت بنے ہوے تھے۔

چونکہ عربون کی شایستگی اور کمال اوج کا زمانہ یورپ والون کی بدتمیزی اور جہالت کے زمانے کے ساتھ تھا اس لیے اُس وقت جو کچھ اُنھون نے اپنی آنکھون سے دیکھا اُسکو تو وہ تمیز نہ کر سکے اور اب جو تاریخین اُنکے سامنے عربون کی گذشتہ تہذیب علوم و فنون۔ اور دولت و ثروت کا حال بیان کرتی ہین تو وہ اُسکو بطور فسانہ اور جھوٹے قصے کے سمجھتے ہین۔

حریف اگر سچے واقعے کو بھی نہ مانین تو بلا سے نہ مانین۔ اُنکے نہ ماننے سے واقعہ

کی سستی اور دقعت مین کوئی فرق نہین آسکتا - خیر یہ جملہ معترضہ تو اُن یورپین نوجوان کا جواب تہا کہ جو عربون کے گذشتہ علوم وفنون - ترقی تہذیب الغرض اُنکے تمام کمالات کے منکر ہین - اب ہم اپنے اصل مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہین -

عربون مین جو خلفاے وقت ہوتے تھے وہ عالمون اور اُنکے علوم کی بڑی قدر کرتے تہے چنانچہ اُنھین کے اشارے سے یونانی فلاسفرونکی تصنیفات عربی زبان مین ترجمہ ہوتین اور بڑے ذوق شوق سے پڑھی جاتی تہین - علم ہیئت - اور کیمیا کی کتابین خود عربی مین تدوین ہوکر یورپ کی دوسری زبانون مین ترجمے کے ذریعے سے گئی ہین - طریق شمار اور خصوصاً جبر مقابلہ عربون ہی کے دماغ سے پیدا ہوکر یورپ والونکے نصاب تعلیم مین داخل ہوا ہے الجبر سے کا الف لام جونکہ خود اُسکے عربی الاصل ہونے پر گواہی دیتا ہے اسلیے یورپ والون نے بھی اقرار کرلیا ورنہ اس قسم کے خصوص مین وہ دوسرون کے زیر بار احسان ہونے کو ذرا کم پسند کرتے ہین -

اسپین کو رومانوالون کی زیر حکومت رہ کر وہ رونق اور ترقی کبھی نصیب نہین ہوئی کہ جو مور یعنی عربون کے ظل عاطفت مین نصیب ہوئی ہے - چنانچہ عربون کے دور مین اسپین کی یہ حالت تہی کہ جہان دیکھو وہان آباد شہر - عالیشان عمارتین نظر آتی تہین - طریق آبپاشی کچھ ایسا پُرفن اور پُراثر تہا کہ زمین کے تختے مثل باغون کے گلزار اور رشک بوستان بنے ہوے تہے -

عربی تاجرون کی جانبازانہ سیر وسیاحت کی بدولت جغرافی معلومات

مین بھی بہت کچھ ترقی ہوئی - تجار عرب کے قافلے کے قافلے اُدھر تو تاتاری ملک کو پاؤن مین روندتے ہوے سائبیریا تک بڑھتے چلے گیے اور ادہر حُب قومی مین سرشار اور مذہب اسلام کے والہ و شیدا عربون کا ایک گروہ ہندوستان مین آکر مقیم ہوا کہ جسکی تلقین اور دعوت سے بیسیون راجہ اور مہاراجہ مشرف باسلام ہوے

عربون کی تجارت جانب شرق اور بڑھی یہانتک کہ بڑھتے بڑھتے چین اور مجمع جزائر الہند تک پہنچ گیے - جانب غرب عربی تاجرون کے قافلے پہنچنے کا پتہ صرف نائی گر چلتا ہے - افریقہ کے شرقی سواحل پر عربی تجارت کی وسعت میدا غشقار (میدا گاسکر) تک معلوم ہوئی ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی دولت کے ساتھ خلفا عیش و عشرت کے مہلک سمندر مین ڈوب گیے - اور اسیکا سیلاب اُنکی سلطنت کو بہا کر لے گیا - عربی سلطنت کا تجارتی فروغ - وسعت اور کثرت دونون اعتبار سے سلطنتہاے قدیم سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا - مگر بات یہہ ہے کہ جتنی جلد اسمین ترقی ہوئی تھی اُتنی ہی جلد اُسکو زوال بھی نصیب ہوا - عربون کی حکمت عملی تو یہ رہا کی ہے کہ جہان تک ممکن ہوتا تھا تجارتی مقامات تعداد مین بڑہائے جاتے تھے - اور اقوام قدیمہ کا دستور یہ تھا کہ وہ چند بڑے بڑے شہر جنکر دنیا کی تمام دولت و ثروت کو اُنھین مین جمع کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے - تجارت کی بدولت عربون مین جو عام فارغ البالی اور خوشحالی پھیل گئی تھی اُسنے اُن کو فلاحت اور زیر صنعت و حرفت کے دوسرے شعبون کی طرف مائل کیا - اور جب اُنکا وقت آیا تو اُنھون نے جنس بیدلے

کی طرف انکی عام توجہ کو مبذول کرادیا۔ دولتمند لوگ خوشنما اور پُر فضا باغون پر نازان نظر آنے لگے۔ اور ادنی درجے کے لوگ سامان آرایشی بنانے اور مہیا کرنے مین ذوق طبع ظاہر کرنے لگے۔ صنعت و دستکاری مین ریشمی کپڑے سب سے زیادہ پسند کیے جاتے تھے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ **مستنصر باللہ** کے توشہ خانے مین ایک ہزار ریشمی پردے موجود تھے کہ جنپر سونے کے تارون کا سوزنی کام کڑھا ہوا تھا۔ یہ پردے کیا تھے گویا اچھے خاصے مرقعے تھے کہ جنپر شاہان سلف۔ خلفا اور دارالخلافہ کے نامور لوگون کی تصویرین مع اُنکے مشہور کارنامون کے کڑھی ہوئی تھین اور جس خاندان مین سے جو خلیفہ اور بادشاہ ہوتا تھا اُسکا نام تصویر کے نیچے سوزنکاری سے لکھا رہتا تھا۔ آسمانی رنگ کی زمین کے قالینون پر تاریخی واقعات کے علاوہ شہرون دریاؤن۔ سڑکون اور سمندرون کے نقشے بھی مختلف رنگ کے ریشمی و ہاگون اور سونے چاندی کے تارون سے کڑھے رہتے تھے۔ اس قسم کے قالین نہایت قیمتی ہوتے تھے چنانچہ اسی قسم کے ایک قالین کی قیمت بائیس ہزار دینار بیان کی گئی ہے۔

تجارت سے عربون کو ایک بڑا نفع یہ بھی پہنچا کہ اُنھین سفر اور سیر و سیاحت کا ذوق پیدا ہوگیا۔ تاجر لوگ اپنے بیٹون کو قافلے کے ساتھ دور دراز ممالک مین بھیجنا گویا ایک جزو تعلیم سمجھتے تھے۔ علاوہ ازین جہان کہین علوم و فنون کے اساتذہ کامل ہوتے تھے وہان عرب لوگ اپنی اولاد کو بطیب خاطر بھیجکر پیغمبر آخرالزمان کے ارشاد

"اطلبوا العلم ولو کان فی الصین" کو بسر و چشم بجا لاتے تھے۔ الغرض عربون نے اسطرح پر وہ تہذیب اور شایستگی حاصل کرلی تھی کہ جو اس سے قبل اُن مین نام کو بھی موجود نہین تھی۔

دار الخلافہ بغداد کی دلکش خوبصورتی اور اُسکی شان و عظمت سلطنت عرب کے مختلف ممالک مین سے سیاحین اور مشتاقین کے گروہ کے گروہ اپنی طرف بکثرت کھینچتی رہتی تھی چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اُسکے مشتاق سیاحون کی سالانہ تعداد حجاج مکہ کی تعداد کی برابر ہوتی تھی۔

صنعت و حرفت اور زراعت کی برکت سے خاص عرب مین بھی اس قسم کی تجارتی اشیا پیدا ہونے لگی تھین کہ جو ممالک غیر کی اشیا سے ہر طرح پر ممیز اور انوکھی ہوتی تھین۔ عرب بہر مین یمن فن پارچہ بافی مین یکتا تھا۔ مضافات یمن مین سے صنعا جو ایک مشہور قصبہ ہے اُسمین خرمے اور گندم کی پیداوار بکثرت ہوتی تھی۔ روغن بلسان مکے سے بارہو کر فارس اور ہندوستان مین جاتا اور وہان سے اُسکے معاوضے مین ہندوستانی اور ایرانی ساخت کے کپڑونکی کھیپ آتی تھی۔ کافی کہ جسکا نام عرب والون نے اُسکی خاصیت کے لحاظ سے قہوہ[۱] رکھا ہے یہہ بھی عرب کی خاص

---

[۱] ترجمہ۔ طلب علم کی کوشش کرو اگر یہ وہ چین ہی مین کیون نہو۔ ۱۲ [۲] یونانی طبیبون نے اسکے خواص مین اسکو مسہل یعنی بیداری پیدا کرنیوالی شے لکھا ہے ۱۲ [۳] اس موقع پر مختلف ممالک مین قہوہ کے عام رواج پانیکا نہ بتلانا بیجا خالی از دلچسپی نہوگا۔ قسطنطنیہ مین اول اول قہوہ خانہ قائم ہونیکی تاریخ ۱۵۵۴ء مارسیلس مین ۱۶۷۱ء۔ پیرس مین ۱۶۷۲ء۔ ہمبرگ اور نورمبرگ مین ۱۶۹۶ء۔ اور لندن مین ۱۶۵۲ء بیان کی گئی ہے۔ قہوہ کا پودا اول اول بیوٹیا مین ۱۶۹۰ء۔ ایمسٹرڈم مین ۱۶۱۸ء سوری نام مین ۱۶۱۸ء ہندوستان مین ۱۶۱۹ء کیین و مارٹینگ مین ۱۷۲۷ء عیسوی اور جمیکا مین ۱۷۳۲ء عیسوی مین لایا گیا تھا۔ ۱۲

پیداوار تھی۔

بنظر دلچسپی معزز ناظرین ذیل مین ہم **عرب** کے چند نامی گرامی تجارتی مقامات کا ذکر کرتے ہین **بغداد** اور اُسکے قرب وجوار کے مقامات نے تو جیسا کہ ہم اوپر بھی لکھہ چکے ہین **بابل** کی گذشتہ تجارتی وقعت اور رونق کو اپنی سرزمین پر گویا از سر نو ہی پیدا کیا تھا۔

دمشق جو صوبۂ **شام** کا صدر مقام اور دنیا کے نہایت قدیم شہرون مین سے ایک پُرانا شہر تسلیم کیا جاتا ہے وہ حجاج **مکہ** کی گذرگاہ پر واقع ہونے کے سبب سے ایک بڑا تجارتی مقام تھا۔ علاوہ ازین وہ فن لوہاری اور خصوصاً تلوار سازی مین ہمیشہ مشہور رہا کیا ہے۔ چنانچہ تلوارون پر جو وہان نقش و نگار ہوتے تھے اُسی کے اعتبار انگریزی زبان مین اُس قسم کی منقش تلوار کے ساتھہ لفظ "ڈیمسننگ" استعمال ہوتا ہے علی ہذا القیاس لفظ "ڈیمسک" جو انگریزی زبان مین مشجر اور جامدانی کے لیے مستعمل ہے وہ بھی شہر دمشق (ڈیمسک) کی مناسبت کے لحاظ سے بولا جاتا ہے۔

ضلع **ارمنیا** اور بالخصوص **ٹری برانڈ** کہ جو بحر اسود پر واقع ہے یہ دونون اپنے اغوانی رنگ کے منقش پردون کے باعث دور دور مشہور تھے۔

طہران کہ جہان کو تاتار کے کاروان گذر کر جاتے تھے اُسکے بازارون مین اعلیٰ ترین فرنیچر یعنی اسباب آرایشی مکانات۔ سوت۔ کتان اور شتر کی پشم کے کپڑے اور نیز مختلف قسم کا سامان وافر بہ تعداد موجود رہتا تھا۔

عربون کے عہد حکومت مین **فارس** کی اندرونی تجارت کی خاص منڈی **اصفہان** تہا جسکو کہ اُس وقت سلطنت **فارس** کے پایہ تخت بننے کی بھی عزت حاصل تہی - اس شہر مین کتان اور اون کے کپڑے نہایت ملائم اور نرم بُنے جاتے تہے - دہانکی کتان تو خیر مثل ریشم کے باریک ہوتی ہی تہی - مگر اُون بھی ایک خاص قسم کی بھیڑ سے لیجاتی تہی کہ جو اُسکے سرسبز و شاداب منون مین رکھکر پالی جاتی تہی -

بحیرہ **آرل** اور **طبرستان** (کاسپین) کے درمیان کے نشیبی حصہ مین اُن تاجرون کا گروہ آباد تہا کہ جو **روس** اور **عرب** والون کے مابین تجارتی لین دین کیا کرتے تہے - عربون سے سوت - کتان - اور ریشم کی صنعکاری کی چیزین لیکر اُنکے معاوضے مین اُنکو سمبور - شہد - اور موم شمالی ایشیا کی پیداشدہ چیزین دیتے رہتے تہے - تاجر لوگ **خراسان** سے دریاے **والگا** کے دہانے تک اور وہان سے جانب شمال **کزن** اور جانب غرب دریاے **ڈان** تک پہنچتے تہے -

ملک **نائی گر** سے اہل عرب سونا اور بردے لاتے تہے اور وہین اُن کو وہ حبشگلی اور غیر مانوس جانور بہی بکثرت ملتے تہے کہ جنکے سدہانے اور تربیت دینے مین اُنکو اپنے ہنر و کمال دکہلانے کا موقع ملتا تہا -

عربون اور چینیون کے باہم تعلقات ملکی کا ایک مضبوط رشتہ قائم ہوگیا تہا - چنانچہ **بغداد** سے **کنٹن** تک قافلون کی آمد و رفت کے لیے برابر تین راستے کہلے ہوے تہے جنمین سے دو راستے تو **منگولیا** اور اضلاع **تاتار** خود مختارین سے ہوکر جاتے

تھے اور تیسرا بلخ اور ختن کے مشہور تجارتی مقامات سے گذر کر بخارا کو طے کرتا ہوا جاتا تھا۔

ختن اُس زمانے مین نافۂ دنیا شمار ہونیکے علاوہ قسم قسم کی صنعتکاری کے کارخانون اور مختلف علوم و فنون کی درسگاہون کے باعث بھی دور دور مشہور تھا۔ اور اُسکے قرب وجوار کا منظر نہایت ہی نظر فریب اور دلکش تھا۔

قافلۂ تجار کی آمد و رفت کے لیے جو ایک راستہ خراسان سے افغانستان اور بخارا کو ہوتا ہوا ہندوستان کو گیا تھا اُسکے اثنائے راہ مین نیشاپور مرو۔ ہرات اور بلخ یہ چارون بڑے بڑے اور مشہور و معروف شہر بھی پڑتے تھے۔ مرو ریشم کی تجارت کا تو گویا مرکز ہی تھا مگر قطع نظر اسکے وہان سوتی کپڑے بھی بکثرت بنے جاتے تھے۔ ہرات مین قالین غالیچے۔ اور تلوارین نایاب بنتی تھین۔ زعفران اور ہینگ بھی وہان نافراط پیدا ہوتی تھی۔ ایک نہایت عالیشان مسجد ہرات کی ایک پہاڑی کے وسط مین کھڑی اسلامی رعب و داب دکھلا رہی تھی۔ اور طرفہ ماجرا یہ کہ وہین من کوہ اور قلعہ کوہ پر جدا جدا عیسائیون کا کلیسا اور آتش پرستون کا آتشکدہ بھی بنا ہوا تھا۔

بلخ کو بلحاظ اُسکی قدامت کے ام القری کہتے تھے۔ اور اُسکے گرد و نواح مین احجار قیمتی بکثرت پائے جاتے تھے۔ اسکی مختلف راہون مین سے ایک راہ ملتان کے تجارتی قافلونکی آمد و رفت کے لیے بھی کھلی ہوئی تھی۔

یورپ مین عربون کی تجارت

۱۱۷۲ء مین جسوقت اسپین کی عظیم الشان سلطنت نے عربونکی

طاقت و حکومت کے جوے کے نیچے کندھا دیا ہے - فاتح بھی مثل اپنے مفتوحین کے محض وحشی اور ناہموار تھے - مگر اُنکا مذہب اسلام کچھ ایسا مصلح - اور تہذیب حاصل کرنے کے لیے عربونکی فطرتی استعداد اس غضب کی تھی کہ اُنکو مہذب اور ترقی یافتہ بنتے ذرا دیر نہین لگی -

جزیرہ نما اسپین کا کچھہ حصہ تو بزور شمشیر عربون کے قبضے مین آیا تھا اور باقی پر وہ اپنی حکمت عملیون سے بمصالحت تمام قابو یافتہ ہو گیے تھے -

بہادران عرب اسپین کا جو صوبہ فتح کرتے تھے وہ تمام وکمال اُنہین کی ملکیت تصور ہوتی تھی - الا جو ملک اُنکے پاس بصلح آتا تھا اُسکے باشندون کے حقوق ملکیت وہ ہر طرح پر محفوظ اور برقرار رکھتے تھے -

عیسائی مورخین کا فاتحین اسپین پر یہہ بہت بڑا اعتراض ہے کہ وہ اسپین کے اصلی باشندونکو بزور تعصب فوجی خدمتین نہین دیتے تھے - بلکہ ممالک شرقیہ ہی کی فوجین تمام اسپین مین پھیلی ہوئی تھین - چنانچہ قرطبہ مین خود خلیفہ کی خاص سپاہ تعینات رہتی تھی سوئیل مین ایمیسیا کے رسالے اور الجزیرہ و مدینہ سڈونیا مین فلسطین کی پلٹنین چھاونی ڈالے پڑی تھین - غرناطہ مین شریف و نجیب عربی خاندان کے ہزارہا لوگون سے رسالے بھرتی کرکے رکھا گیا تھا -

عیسائی مورخ اگر اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھتے تو کبھی اُن کو اس قسم کے اعتراض کرنکی جرأت نہوتی - کیونکہ خود اُنکی سلطنتین بھی قومی طرفداری کے خصوص سے مستثنی نظر

نہین آئین ہندوستان مین نوجی ملازمت کا جو حال ہے وہ خود بتلا رہا ہے کہ عرب مفتوحین کے مقابلے مین فاتح قوم کے ساتھ کس درجہ طرفداری کا برتاؤ کیا جاتا ہے دیسی لوگ فوج مین بھرتی ضرور ہین لیکن اُنکی ترقی اسقدر محدود ہے کہ اس بھرتی کیے جانے سے اُنکا نہ بھرتی کیا جانا اُنکے حق مین کہین بہتر ہوتا۔ یورپین کے لیے ترقی کا وسیع میدان کھلا پڑا ہے۔ افسری کی ادنی خدمت سے وہ کرنیلی۔ جرنیلی۔ حتی کہ کمانڈر انچیفی کے منصب جلیلہ اور اعلی خدمت پر بتدریج پہنچ سکتے ہین۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ متعصب مسیحی مؤرخ اپنے ہان مفتوحین کو فوج مین با اثر خدمتین نہ دینے کو مصلحت ملکی اور وہان تعصب مذہبی سے تعبیر کرتے ہین۔

عالی ہمت اور بلند حوصلہ عرب صرف اسپین ہی پر اکتفا کر کے نہین بیٹھے۔ بلکہ اُنکے منچلے بہادرون نے سلطنت فرانس کیطرف بھی قدم بڑہایا اور طورس تک پہنچے بھی مگر ناسازگاری بخت سے ایسا ہوا کہ ۷۳۲ء مین چارلس مارٹل کے مقابلے مین اُنکو شکست کھا کر وہان سے بے نیل مرام لوٹنا پڑا۔

کوہ پائرمنیز کہ جو اسپین اور فرانس کے درمیان حد فاصل کے طور پر واقع ہے اُسنے بھی اپنی دشوار گذاری کے باعث عربون کو اپنے اوپر بالاستقلال قبضہ نہین دیا اور اُسمین جو پہاڑی جرگون کے لوگ آباد تھے اُنھون نے بھی اقوام غیر کا مطیع فرمان بننا کبھی گوارا نہین کیا۔

بالآخر پندرہوین صدی مین سات سو سال کی باعظمت و جلال حکومت کے بعد عربونکو

ہمیشہ کے لیے اسپین چھوڑکر نکلنا پڑا۔ ان سات صدیون کا تاریخی حال سلطنتہائے مشرقیہ کی صدہا صدیون کی برابر ہے۔ الغرض جو سلطنت ایک زمانے مین عقل و دانش اور جوانمردی و بہادری سے عربون کے ہاتھ آئی تھی وہی اب اُنکی ناعاقبت اندیشی۔ بدعقلی اور بزدلی کے باعث اُنکے قبضے سے نکل گئی۔

عربون کی جفاکشی اور محنت پسند طبیعت کے ہاتھون اسپین کا چپہ چپہ رشک ارم بنا ہوا تھا۔ یہانتک کہ بنجر سے بنجر زمین کے قطعات بھی نہرون اور نالون کے آبیاری سے تختہ گلزار بنے ہوے تھے۔

تجارت کے باعث مال و دولت مین دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی تھی۔ نصف صدی سے بھی کم مدت مین عربونکی ناشایستہ اور وحشی قوم تہذیب اور شایستگی کے اعلیٰ رتبے کو پہنچ گئی تھی۔

امیر اسپین ابتدا مین خلافت دمشق کے زیردست اور باجگزار ہوتے تھے خلافت دمشق کے تہ و بالا ہونے کے وقت ایک شخص عبدالرحمن نامی جو کہ خاندان شاہی مین سے تھا وہان سے نکل کر اسپین مین آیا اور یہان اُسنے اپنی خودمختار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اسپین کو جب اسطرح خودمختاری نصیب ہوئی تو وہان کی وہ دولت و ثروت کہ جو وہان سے نکلکر بطور خراج دمشق کے خزانے مین داخل ہوتی تھی اب وہین رہنے لگی اور اس سے ترقی تہذیب مین گویا اور زیادہ مدد ملی۔

مورخین نے عبدالرحمن کے حال مین لکھا ہے کہ اُسکی سالانہ آمدنی حسب تفصیل

ذیل ہوتی تھی سونا دس ہزار اونس - چاندی دس ہزار رطل - خچر دس ہزار - زرہ بکتر ایکہزار - خود ایکہزار - برچھیان ایکہزار -

عبدالرحمن ثالث کے وقت مین سلطنت اسپین کمال عروج پر تھی اور اُسکے عہد مین اسپین کی آمدنی بھی بہ نسبت دوسرے خلفا کے عہد کے بڑھی ہوئی تھی چنانچہ بیان کرتے ہین کہ مالگزاری کا ساڑھے پانچ ملین روپیہ سال بسال رعایا پر کسی قسم کا فضول اور ناگوار ٹکس لگانے یا اور کسی طرح کی جور و تعدی کرنے کے بغیر وصول ہو جایا کرتا تھا -

عبدالرحمن ثالث کے وزیر اعظم نے ایک موقع پر اُسکے حضور مین جو نذرانہ پیش کیا تھا اُسکا حال مورخین نے بھی بیان کیا ہے اُسکو دیکھکر اسپین مین عربون کے تمول کا اندازہ اچھی طرح ہو سکتا ہے -

مورخین نے اس نذرانہ کی فہرست حسب تفصیل ذیل دی ہے -

طلائے خالص ۰۰۸ رطل - چار لاکھ بیس ہزار دینار کی مالیت کی چاندی کی سلاخین - مصبر ۰۰۸ رطل - عنبر ۰۰۵ اونس - کافور ۰۰۳ اونس - تاش بادلے کے تیس تھان - قسم اعلی کے پوستین دس سمبوری پوستین ایک سو - گھوڑونکی ریشمی اور کارچوبی جھولین چار در جن - ریشم ۰۰۸ رطل - ایرانی قالین تیس عدد - آٹھ سو گھوڑون کا فولادی ساز و سامان - ایکہزار ڈھالین - ایک لاکھ تیر - ایک سو پندرہ عربی گھوڑے - اور بیس خچرین مع قیمتی زیورات -

دولت و ثروت کے ساتھہ عقل و دانش اور علم و ہنر کا بھی تمام اسپین مین سکہ بیٹھا ہوا تھا - حق تو یون ہے کہ اسپین کے بیحد تمول نے مشرقی ٹیپ ٹاپ کو اپنے دل کے

ارمان نکالنے کا خوب ہی موقع دیا تھا۔

چنانچہ **قصرۃ الحمرا** کی در و دیوار کے طلائی نقش و نگار اور رنگ برنگ کی گلکاریان پرحسرت نظارہ کے ساتھ اب بھی اُسکے مٹے مٹے نشان ظاہر کر رہی ہین۔

خلفاے **اسپین** کو عمارات کا اس درجہ شوق تھا کہ اسپین کے ہر صوبے اور ہر شہر مین عالی عالیشان متعدد مسجدین اور بیشمار سر بفلک قصر کھڑے نظر آتے تھے اور جو عمارت ہوتی تھی وہ اس شان و شکوہ اور صنعت کی ہوتی تھی کہ آج باوجود اسکے کہ اُس زمانے کی مشہور عمارتین ویرانے اور کھنڈر کی بھیانک اور مہیب صورت بنا ئے کھڑی ہین لیکن تاہم جس شخص کا اُدھر گذر ہوتا ہے وہ اُنکی عجیب و غریب صناعی پر عش عش کیے بغیر نہین رہتا۔

مسجد **قرطبہ** کہ جسکو **عبد الرحمن** اول نے تعمیر کرا کر اپنی عالی حوصلگی اور فراخ دلی کا ثبوت دیا تھا وہ چھ سو فٹ لمبی اور دو سو پچاس فٹ چوڑی تھی۔ اُسکی چھت کو سنگ مرمر کے ایکہزار ترانوے ستون بلحاظ عظمت اپنے سرون پر لیے کھڑے تھے۔ مسجد کا اندرونی حصہ ستونون کی قطارون سے اُنیس درجون مین تقسیم کیا گیا تھا۔ مسجد مین رات کے وقت سات آٹھ ہزار گلاس اور قندیل روشن ہوتے تھے جنمین روزانہ بیس ہزار رطل تیل جلتا تھا۔

قصرۃ الزہرہ کی عمارت مین اس مسجد سے بھی بڑھکر اعلیٰ درجے کی صناعی دکھلائی گئی تھی۔ باوجود تعجیل اور کوشش بلیغ کے اُسکی تعمیر مین پچیس سال کا عرصہ لگا تھا۔ اسکی لاگت کا تخمینہ سوا تیس لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔

مدینۃ الزہرہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ **قصرۃ الزہرہ** کے اردگرد بعد مین آباد

کیا گیا تھا۔

قرطبہ سلطنت **اسپین** کے دارالخلافت ہونے کے علاوہ کارچوبی کے کام سونے اور چاندی کے زیورات کی ساخت اور وہین کے ایک خاص قسم کے چمڑے کے لحاظ سے بھی مشہور عام تھا۔

شہر **قرطبہ** کی وسعت اور رونق ظاہر کرنے کے لیے اسقدر لکھنا کافی ہے کہ اُس مین چھ سو مسجدین اور ایک ہزار حمام موجود تھے۔ صنعت و حرفت پیشہ والون کے دو لاکھ خاندان آباد تھے۔ اور ہر خاندان کی بود و باش علٰحدہ علٰحدہ تھی۔ ریشم بافی کے سولہ ہزار کارخانے قائم تھے اور صرف **سوئیل** مین ایک لاکھ تیس ہزار جولاہے بستے تھے آبادی کی گنجانی کی یہ کیفیت تھی کہ دریاے **گوئڈلکوئر** کے کنارون پر جو مواضعات آباد تھے اُن مین باہم ایک چوتھائی فرسنگ کا بھی فصل نہ تھا۔

وہان کے لوگونکی محنت اور جفاکشی کا یہ حال تھا کہ وہ ہر ایک کام اور ہر ایک پیشے کو نہایت سرگرمی اور بڑی تندہی سے انجام دیتے تھے **ہندوستان** کے مسلمانون کی طرح وہ کسی قسم کی محنت اور حرفہ کو باعث ذلت اور عار نہین سمجھتے تھے۔ اور نہ اہل **یونان** اور **روما** کی طرح محنت و مزدوری کو فعل غلامی خیال کرتے تھے۔

اہل عرب اپنے مفتوحین کے ساتھ اُس نرمی اور تلطف سے پیش آتے تھے کہ شاید کوئی فاتح اپنے مفتوح سے کبھی اُسطرح نہ پیش آیا ہوگا۔ وہ بات کے دھنی اور قول کے پکے ہوتے تھے۔

چاندی کی قدیم کانین کہ جو اسپین مین از کار رفتہ سمجھکر ویسے ہی چھوڑدی گئی تھین عربونکی تدبیر وحکمت سے وہ پھر چاندی اگلنے لگین اور درایت امریکہ تک اسپین کے معادن سے برابر قیمتی فلزات نکلتے رہے - لعل وزمرد بیجا اور ملاکا سے نکالے جاتے تھے - مرجان اور موتی ساحل سمندر پر جمع کیے جاتے تھے -

عرب لوگ ریشم اور اون کے رنگنے اور بننے اور بالخصوص معدنی کامون مین نہایت مشہور تھے - اُنکی صنعت وحرفت کی دوسری پیدا کی ہوئی چیزین مثل ریشم خام - روغن شکر - سیماب - لوہے کے شہتیر - رنگ - عنبر - مقناطیس - سرمہ - بلور - گندھک - بول قسطنطنیہ کو بطور برآمد بکثرت بھیجی جاتی تھین - علاوہ ازین ملک کی اور دوسری مختلف پیداوار کی اس درجہ کثرت تھی کہ بہ نسبت درآمد کے وہان برآمد کی مقدار ہمیشہ بڑہی رہتی تھی - اور تبادلہ جنس کے لحاظ سے عرب ہی ہمیشہ نفع مین رہتے تھے -

متواتر کامیابیون اور بیحد دولت وثروت نے قاعدہ عام کے مطابق اُنکو ایسا بدمست کیا کہ وہ اپنے پاک مذہب اور سچے دین اسلام کے بھی پورے پورے پابند نہ رہے اور عیش وتعیش مین پڑکر بالکل سست وکاہل بن گیے - انکے دلون مین جوش اور ہاتھ پانون مین طاقت تو باقی رہی نہ تھی مگر سر پر بھی طمع وحرص کے گدگدانے سے اُنسے بچا نہین بیٹھا جاتا تھا - آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے ضعف اور ناتوانی کے زمانے مین پائرنیز کے جنگجو پہاڑی لوگون سے جا بھڑے اور بجاے اسکے کہ اُنسے پہاڑکی دشوار گذار گھاٹیان خالی کراکر اُن پر خود قابض ومسلط ہوتے افسوس اور صد افسوس کہ

اُلٹا اُن کو ہی اسپین خالی کر دینا پڑا۔

افریقہ مین عربونکی تجارت عربونکی فتح سے پہلے بربر اُنکی اصطلاح مین افریقہ کے اُس حصہ ملک کو کہتے تھے کہ جو مصر سے لیکر بحر اطلانطک تک پھیلا ہوا تھا اور اسکا کچھ حصہ زمانۂ قدیم مین مارٹینا کے نام سے بھی مشہور تھا۔

عربون نے ممالک بربر کے دو ہزار میل رقبے پر شمول مصر فتح حاصل کی اور خلیفہ دمشق بذریعہ والیسرائے یا نائب السلطنت اُسپر حکمران ہوا۔

خلافت دمشق کا خاتمہ ہونے کے بعد بربری عربون کے دل مین بھی سلطنت اسپین کی طرح اپنی خود مختار سلطنت قائم کرنیکی ترغیب اور تحریص پیدا ہوئی۔ اور اسی بنا پر مصر مین خاندان بنی فاطمہ کی پُرزور خلافۃ قائم ہوگئی۔

ٹونس سے جانب جنوب بارہ میل کے فاصلے پر شہر قیروان جو ۶۷۰ء مین تعمیر کیا گیا تھا ممالک بربر کا صدر مقام اور خلیفہ دمشق کے نائب السلطنت کا قیام گاہ تھا۔ گو اب یہ شہر چندان مشہور نہین مگر اُس زمانے مین اسکی شہرت اور عظمت کا یہ حال تھا کہ مرجع خلائق کے اعتبار سے گویا وہ بربری سلطنت کا مرکز بنا ہوا تھا کہ جس سے مشرق مغرب اور جنوب کو برابر سڑکین چلی گئی تھین۔ شہر کے بیچون بیچ ایک نہایت عظیم الشان مسجد کھڑی اسلامی شان و شوکت ظاہر کر رہی تھی۔ اسکا طول (۲۵۰) اور عرض ۱۵۰ گز کے قریب تھا۔ اسکے گنبد کو کہ جو اعلیٰ درجے کے سنگ مرمر سے تراش کر بنایا گیا تھا اُسی قسم کے پتھر کے ۳۲ ستون اپنے سرون پر اُٹھائے کھڑے تھے

اور باقی حصہ مسجد کو معمولی پتھر کے ستون کہ جو شمار مین چار سو چودہ تھے سنبھالے ہوے تھے۔
اسی جگہ سے شہر کے ساتون دروازون کو بڑی بڑی کشادہ اور فراخ سڑکین گئی تھین کہ جنپر ہر وقت تجارتی مال کی آمد و رفت رہتی تھی۔ اِن مین سے خصوصًا اُن دو سڑکون پر کہ جو "باب طونس" اور "باب الفرج" کو جاتی تھین برابر دو میل تک بلا کسی فرق و فصل کے دونون طرف نہایت عالیشان دکانین کھلی ہوئی تھین کہ جنمین تقریبًا ہر ایک اقلیم یہانتک کہ **یورپ** اور **چین** کیسے دور و دراز ممالک کی چیزین بھی بکثرت موجود رہتی تھین۔

قیروان کے قرب و جوار مین اور بھی بہت سے پُر رونق شہر آباد تھے کہ جن کو اپنی تجارتی منڈیون اور سنگ مرمر کی عمدہ اور نفیس عمارتین پر بہت بڑا فخر اور ناز تھا۔

ذیل مین ہم **افریقہ** کے چند ایسے شہرون کا حال لکھتے ہین کہ جو تجارت اور اسباب تجارت کے لحاظ سے شہرت پائے ہوے تھے۔

بکاڈا ہی صرف ایک ایسا شہر تھا کہ جسکو شراب خرما بننے کی شہرت حاصل تھی۔
حوالی **کسک** مین قلعون کی شمار دو سو تک پہنچتی تھی۔

صبرہ کہ جو غلہ کی تجارت کا خاص مقام تھا وہ پایہ تخت **قیروان** سے بذریعہ ایک طول طویل دیوار کے ملحق کر دیا گیا تھا اور اُسکے آس پاس بہت سے ایسے بندرگاہ موجود تھے کہ جو بحری تجارت اور صنعت و حرفت کے لحاظ سے یکسان مشہور تھے۔

صوصہ مین زربفت اور ریشمی کپڑے کے تھان اس صفائی اور صناعی سے طیار ہوتے

تھے کہ لوگ انکو بلحاظ انکی نزاکت اور صفائی کے "ریح منسوج" یعنی "بنی ہوئی ہوا" سے تعبیر کرتے تھے۔

مہادیہ اور **سفاکس** مین سفید توت بکثرت پیدا ہوتے تھے اور ریشم کے کیڑے بھی بافراط پالے جاتے تھے۔

طرابلس مین بسبب ایک میدان شور کے قریب واقع ہونیکے نمک کی بہت کثرت تھی۔ بندرگاہون مین بحری اور کاروانی دونون تجارتون کا سلسلہ قائم تھا۔ بحری تجارت کا تعلق بالخصوص جزیرہ **سسلی** اور **اسپین** کے ساتھ تھا۔ اور کاروانی تجارت کے لحاظ سے تمام بندرگاہین پایہ تخت **قیروان** سے بذریعہ سڑکونکے وابستہ تھین۔ ممالک **مارٹینیا** کہ جنمین اب **مراکو فیض**۔ اور مغربی **الجیریا** شامل ہین **عرب** اور **اسپین** کے لوگون کو اپنی طرف گویا مقناطیسی قوت سے کھینچتے رہتے تھے۔ چنانچہ انہین نو وارد لوگونکی مجموعی کوشش کا نتیجہ تھا کہ آٹھوین صدی مین شہر **فیض** کی بنیاد پڑی۔ شدہ شدہ **فیض** نے صنعت اور دستکاری خاص کر فیض کلاہ کے بنانے مین کہ جو زیادہ تر رومی کلاہ کے نام سے مشہور اور ابتک ترکون اور **ہندوستان** کے مہذب لوگون کے سرون پر نظر آتی ہین۔ بڑا نام پیدا کیا۔ کپڑے بافی اور رنگسازی کے بیشمار کارخانون کے علاوہ وہان ریشم اور زردوزی کے کارخانے اور صابون کی بھٹیان بھی بکثرت موجود تھین۔ اُسکے سرسبز و شاداب تختہ جات زمین مین غلہ۔ کھجور۔ انگور۔ اور زیتون کی پیداوار بافراط ہوتی تھین۔ بھیڑ۔ بکریون۔ گھوڑون

گدھون اور اونٹون کے غول کے غول ہرے بھرے مرغزارون مین چرتے چراتے اور کلیلین کرتے ہوے نظر آتے تھے۔ معدنی پیداوار مین لوہا۔ تانبا۔ سُرمہ اُس ملک کی خاص چیزین ہین۔ مکہ سے اس ملک کی تجارت بذریعہ کاروان اور لوانٹ سسلی اور اسپین مین جہازون کے ذریعے سے ہوتی تھی۔ وسط افریقہ یعنی سوڈان اور حبش مین یہان کے تاجرونکی آمدورفت بغرض حصول پر۔ بردہ۔ سونا۔ اور ہاتی دانت برابر جاری رہتی تہی اور سگل میسا ان چیزونکی تجارت کا خاص وسادر تہا۔

سگل میسا کہ جو علاوہ وسادرگاہ ہونیکے صنعت و دستکاری کے اعتبار سے بہی ایک بڑا مشہور شہر تہا وہان سے شرقاً و غرباً ہمیشہ مصر اور نائی گر کو قافلے جاتے رہتے تھے۔ اس مقام کی تجارت اسقدر بڑہی ہوئی تھی کہ عربون نے یہان تجارت کی درآمد اور برآمد کی سہولت کے لیے پہاڑ کاٹ کر بیالیس میل لمبی ایک سڑک نکالی تہی۔

ممالک مارٹینیا کی گذشتہ اور موجودہ حالت مین بلحاظ سرسبزی و شادابی بہت بڑا فرق ہے۔ جہان اب خشک اور بنجر زمین کے قطعات پڑے نظر آتے ہین۔ وہان اُس زمانے مین سرسبز و شاداب اور لہلہاتے ہوے باغات۔ آباد موضعات۔ بیشمار عظیم الشان قلعے۔ اور جابجا آبپاشی کے لیے نہرین اور نالے موجود تھے۔ اس بنا پر اسکی اگلی اور موجودہ حالت دیکھکر دل مین خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دراصل نیچر کی مہربانی اور فیاضی بہ نسبت پہلے کے اب کچھ کم ہے کہ جسکے باعث اِس

سرزمین کو یہہ روز بد دیکھنے نصیب ہوئے جو اس گئے گذرے زمانے مین بھی اسکی زرخیزی کا یہ حال ہے کہ جس جگہہ آبپاشی وغیرہ کا اچھا بندوبست کیا جاتا ہے اُس جگہہ گویا گذشتہ سرسبزی اور شادابی کا نمونہ نظر کے سامنے پھر جاتا ہے۔

عربون کے زیر حکومت رہکر مصر مین بھی بلحاظ اُسکی تجارتی وقعت اور شان کے بہت کچھہ ترقی ہوئی ہے۔

سائین کاروانی تجارت کے لحاظ سے ایک مشہور و ساوری مقام تھا۔

ٹینس اور **ڈیمٹا** یہ دونون مقام صنعت و حرفت کے اعتبار سے یکسان مشہور تھے۔

مشرق کو جسقدر قافلے جاتے تھے اُن سب کو پایہ تخت **فوسٹاٹ** سے ہوکر گذرنا پڑتا تھا اور یہہ انتظام اس نظر سے کیا گیا تھا تاکہ پایہ تخت کی تجارت مین ترقی اور رونق ہو آخرکار یہ غرض پوری ہوئی اور شہر **فوسٹاٹ** مشرقی دولت و ثروت اور شان و شوکت کا مرکز بنکر رہا۔ لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس کہ ۱۱۶۷ء مین اُسکی تمام ثروت اور شوکت آتش زدگی کے ہاتھون خاک مین مل گئی۔

سسلے اور نیز دیگر ممالک مین عربونکی تجارت

سسلی کے اُس خوشنما اور پُرفضا جزیرے پر کہ جسکے جاڑے اور گرمیون مین جدا جدا موسم بہار اور گلابی جاڑون کا لطف تھا۔ عربون کا قبضہ ۸۳۲ء سے لیکر ۱۰۹۰ء تک رہا ہے۔ وہان عربونکی بود و باش اگرچہ فاتحانہ حیثیت سے تھی مگر مفتوحین کے ساتھہ اُنکا برتاؤ بالکل بے تکلفانہ اور ہمسرانہ

تہا۔ عربون کی توجہ اور کوشش سے مصر کی روئی نیشکر اور فارس کی طبیشیر بھی وہان بکثرت پیدا ہونے لگی تھی غلہ خصوصاً گیہون کی پیداوار کے لحاظ سے تو سسلی دنیاے قدیم کا کہتہ ہی کہلایا جاتا تہا۔ انگور۔ زیتون۔ اور نیز دوسری قسم کے بہت سے میوے بھی وہان بکثرت پیدا ہوتے تہے۔ اُسکے معاون سے مختلف قسم کی معدنی چیزین بھی بافراط نکالی جاتی تہین سسلی کے کشیدون اور تراش بادبون کی تو یہانتک قدر تھی کہ شہنشاہان جرمن کی تاج پوشی کے موقع پر جرمنی مین انکی اکثر مانگ رہتی تہی۔

عربونکی تجارت کے متعلق ابتک جسقدر رہاتین دریافت ہوئی ہین اُنسے عربونکی اعلیٰ تہذیب اور شرافت نسل کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔

اُنکے تجارتی قوانین کفایت شعاری کے اصول کے گو کیسے ہی خلاف کیون نہوتے تہے مگر ساتہہ ہی اسکے وہ انسانی ہمدردی سے ذرا تجاوز نہین کرتے تہے۔ اشیاے مایحتاج کی قیمت کی شرح اُنکے ہان اکثر غربا اور کم استطاعت لوگونکی حیثیت کے موافق مقرر کی جاتی تھی۔ تاکہ اُنکی ضرورتین اٹکی نہ رہین۔

اُنھون نے جہازون پر مقدار معین سے زیادہ مال و اسباب بار کرنیکی اسلیے سخت ممانعت کر رکھی تھی کہ کہین طامع اور لالچی تجار اپنے منافع کے لالچ مین جہازون پر بہقدر سباب نہ لادلیجائین کہ جسکے باعث جہاز کے ٹوٹنے اور اُسکے آدمیون کے ضائع ہونیکا خطرہ درپیش آیے۔

عربون کی بحری تجارت اسمین شک نہین کہ بہت ہی بڑہی ہوئی تہی مگر پہر بہی انکی کارروائی

تجارت کے مقابلے مین وہ کسی شمار مین نہین آسکتی۔

سمندر کی راہ سے سفر کرنے مین اگرچہ اُس طاقت اور قوت کی زیادہ تر ضرورت تھی کہ جس سے اُنکے بزرگون نے اُنکو پہلے سے بے نیاز کر کے نہین رکھا تھا مگر تاہم فن جہازرانی کی تھوڑی سی واقفیت پر بھی اُنھون نے اپنے جان و مال سے بیخطر ہوکر بحری تجارت کو جسقدر وسعت اور ترقی دی تھی آج وہ بھی ہمارے لیے کچھہ کم حیرت انگیز اور خالی از عبرت نہین ہے۔

مشرق مین عربی تاجرون کا ایک گروہ **بصرے** سے چل کر **مسقط** پہنچتا وہان اُسکو ایک طرف تو **ہندوستان** اور دوسری طرف **افریقہ** کے جنوبی اور شرقی سواحل نظر آیے اُس گروہ کے لوگ تجارت کی غرض سے ان دونون ممالک مین پھیل گیے۔ چنانچہ **افریقہ** کے مشرقی سواحل پر جسقدر مقامات ہین وہ تقریباً کل کے کل عربی الاصل یعنی اُنھین لوگون کے آباد کیے ہوے ہین۔

افریقہ کے اندرونی حصے کے باشندے سونا شترمرغ اور مور کے پر۔ ہرن کی کھالین۔ ہاتی دانت۔ عنبر۔ کچھوے کے خول۔ ان مقامات پر لاکر فروخت کیا کرتے تھے۔

ہندوستان مین بھی اس قسم کے مقامات اول اول ساحل **ملابار** پر آباد کیے گیے تھے۔ اور یہین سے عربونکی تجارت جزائر **مالدیو**۔ **نکوبار**۔ **سراندیپ** اور **سماترا** کیسے دور و دراز ممالک مین پہنچی تھی۔

چین مین مسلمانان عرب کی جماعت اول اول ۸۷۷ء مین پہنچی اور بڑی گرمجوشی کے ساتھہ اُسکا استقبال کیا گیا۔ اور تجارتی کوٹھیان کھولنے کی اُسکو اجازت دی گئی۔ عربی تاجر ٹیکس وغیرہ کی زحمتون سے مستثنیٰ کیے گیے۔ اور اُنکے باہمی مقدمات اور تنازعات کے فیصل کرنے کا حق بھی اُنہین کے حاکمون اور قاضیون کو دیا گیا۔ عربون کے اس قسم کے چند ہی جہاز تھے کہ جنکو **چین** کے دور و دراز اور پرخطر سمندرون مین جانے کی جرأت ہوئی تھی۔

واسکوڈیگاما نے جسوقت **کیپ آف گڈہوپ** کی راہ دریافت کرکے **ہندوستان** کی تجارت پرتگالیون کے ہاتھہ مین دی اُس وقت گویا عربون کو پرتگال اور ہندوستان والون کے درمیان بچنٹ یا گماشتہ بنکر اپنی گذشتہ تجارتی شہرت اور عظمت از سرنو حاصل کرنیکا موقع ہاتھہ آیا۔ بحری سفرون مین عربون کا دستور تھا کہ وہ تیر نمالی لکڑی کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھہ رکھا کرتے تھے کہ جسمین ایک سوئی (سوزن) لگی رہتی تھی کہ جو ہر صورت اور ہر حالتمین سمت شمال کو بتلاتی چلیتی تھی۔ اس آلہ کا رواج **چین** مین ابتک جاری ہے اور یورپ کے جہازران جو قطب نما استعمال کرتے ہین وہ بھی گویا اُسکی ایک شائستہ اور مہذب صورت ہے۔

اس مضمون سے ہماری یہ غرض اصلا نہین ہے کہ اپنے بزرگونکی فارغ البالی اور دولت و ثروت کو ہم اپنے لیے باعث فخر اور ناز قرار دین بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان جو تجارت کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اس سے اُنکے دلونمین تجارت کی وقعت و عظمت اور ترغیب و تحریص پیدا ہو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ — **خاکسار مجیب احمد تمنائی**

بودھ کے زندگی کے مختصر حالات

اودہ کے جنوب اور نیپال کے پہاڑون کے دامن مین Kapilavastu **کاپلاوستو** ایک سلطنت تھی جسکی دارالسلطنت کا بھی نام کاپلاوستو تھا۔ اس شہر مین مسیح سے ساڑھے پانسو سال پہلے بودہ پیدا ہوا تھا اُسکا باپ یعنی کاپلاوستو کا راجہ **ساکیا** Sakya کے خاندان اور گوتم کی ذات سے تھا۔ اُسکی مان کا نام **مایا دیوی** Mayadevi تھا جو راجہ **سپرابُدھا** Suprabuddha کی بیٹی تھی۔ اور اس بات کے کہنے کی چندان ضرورت نہین کہ یہ عورت ایسی ہی خوبصورت اور حسین تھی جیسا کہ وہ طاقتور اور منصف تھا۔ اس لیے بودہ نسل کے لحاظ سے چھتری تھا اپنے خاندان سے ساکیا اور اپنی ذات سے گوتم کا نام اُس نے پایا۔ جس سے گوتم کی مغز نسل سے ایک قسم کا روحانی رشتہ ظاہر ہوتا ہے۔ بودہ یعنی شاکیہ کا نام اُسنے اپنی زندگی کے آخری حصے مین اختیار کیا اور سدھارتھا siddhartha یعنی جسکے اغراض و مقاصد پورے ہو جا چکے ہین یہ نام بھی غالبًا اُسی زمانے مین کہا گیا ہے۔ اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اُسکے لڑکپن ہی مین اُس کو اس نام سے پکارا جاتا تھا اُسکی پیدایش کے ایک ہفتہ بعد اُسکی مان فوت ہو گئی اور اسکے باپ نے اُس کو اپنی سالی کے سپرد کر دیا۔ جو کہ اُسکی مان کی زندگی ہی مین اُسکے باپ کی بی بی تھی۔ یہ بچہ

نہایت خوبصورت اور بہت ہی قابل لڑکا نکلا - اور جسقدر اُسکے معلم اُسکو سکھا سکتے تھے اُس سے زیادہ وہ سیکھ لیتا تھا اسکو کھیل کود کی طرف بالکل رجحان نہ تھا اور ہمیشہ اس سے انکار کیا کرتا تھا - اور اس درجہ خوشی اسکو کبھی نہین ہوتی تھی جیسی کہ اُس وقت جب کہ وہ تنہا ہوتا تھا - اور جنگل کی قدرتی چیزون کے نظارے کو دیکھکر اپنے خیالات مین محو رہتا تھا - جب اُسکے باپ نے اُسکو ان حالات مین پایا تو اسنے خیال کیا کہ یہ لڑکا بالکل ہاتھ سے نکل گیا اور ضائع ہوا - اُسکو اس خواہ مخواہ کی فکر مین گرفتار ہونے اور سودائی بننے سے روکنے کے لیے اسنے یہ تجویز کی کہ فی الفور اسکا بیاہ کردے -

جب حسن رسیدہ وزیر سلطنت نے راجہ کی اس تجویز کا ذکر آیندہ وارث تاج و تخت سے کیا تو اسنے غور و فکر کرنیکے لیے سات روز کی مہلت مانگی - اور آخر کار اسبات کا یقین کرکے کہ شادی بیاہ بھی میرے دل کے اطمینان اور تسلی مین مخل نہین ہو سکتے اُسنے وزیر کو اجازت دی کہ شاہزادی کی تلاش کرے - وزیر نے خوبصورت گویا کو جو ڈنڈاپی کی بیٹی تھی منتخب کیا - اگرچہ اُسکے باپ نے پہلے پہل اپنی بیٹی کو ایک ایسے نوجوان شاہزادے کے ساتھ بیاہنے سے انکار کیا جو اُسکے سامنے بیان کیا گیا تھا کہ مردانہ اور بہادرانہ کاموں سے بالکل حسن نہین رکھتا - مگر جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ وہ ہتھیارون کے کرتب اور نیزہ لکی طاقت مین اپنے تمام رقیبون سے بہت بڑھا ہوا ہے تو وہ خوشی سے اس معاملے پر راضی ہو گیا اُنکی شادی نہایت ہی مسرت انگیز ثابت ہوئی لیکن شاہزادہ اب بھی ویسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تھا - زندگی اور موت کے مسئلے مین محو رہتا تھا اور ہمیشہ تخیلات مین غرق تھا - وہ کہا

کرتا تھا دنیا مین کوئی چیز پایدار اور اصلی نہین ہے - زندگی ایک اس چنگاری کی سی ہے جو لکڑی کی رگڑ سے پیدا ہوئی ہو - وہ چمک پڑتی ہے اور پھر بجھ جاتی ہے ہمین یہ نہین معلوم وہ آتی کہان سے اور جاتی کہان ہے - زندگی برلط کی آواز کی مثل ہے اور ایک عقلمند آدمی بیکار گویہ پوچھتا ہے کہ وہ کہان سے آتی اور کدہر جاتی ہے - کوئی اعلی عقل ضرور ہونی چاہیئے جس سے ہم اطمینان اور آرام حاصل کرین - اگر مین اُسے حاصل کرلون تو مین انسان تک دشمنی لاسکتا ہون - اگر مین خود آزاد ہو جاؤن تو دنیا کو نجات دے سکتا ہون،، بادشاہ نے اس نوجوان شاہزادے کا یہ غمناک طرز زندگی معلوم کرکے ہر ایک طرح کی کوشش کی کہ اسکو ان تمثیلات سے ہٹائے اور اس فکر سے باز رکھے مگر یہ تمام کوششین بیکار ہوئین - تین بہت ہی معمولی واقعات جو ہر شخص کو پیش آتے ہین - بودہ کی زندگی کے لیے بے انتہا ضروری اور اہم ثابت ہوے -

ایک روز بودہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ سیر کے واسطے اپنے ایک باغ مین جاتے ہوے شہر کے مشرقی دروازے سے گذرا - اُسنے راستے پر ایک ضعیف پیر مرد کو دیکھا جسکے ہاتھ پاؤن کمزور ہو گیے تھے - جوانی کی تمام طاقت اور زور بڑھاپے کی کمزوری اور لاغری سے تبدیل ہو گیا تھا - رگ اور پٹھے اُسکے جسم پر صاف دکھائی دیتے تھے - ہڈیون پر گوشت مشکل سے باقی تھا - تمام جسم کی کھال جوانی کے گوشت سے کھنچی رہتی ہے اُسکی بوڑھی ہڈیون پر ڈھیلے غلاف کی طرح باقی تھی جس مین برابر سے جھرّیان پڑی ہوئی تھین - اُسکے دانت زندگی کے صدمات کی تاب نہ لاکر اُسکا ساتھ چھوڑ گیے تھے - ہونٹ

جو جوانی کے عالم مین مُنہ کی زینت ہوتے ہین بیٹھ گیے تھے اور وہ کھوکھلی آواز بھی مشکل سے نکال سکتا تھا۔ اسکی کمر اوپر کے دھڑ کی جھونک کو نہ سنبھال سکنے کے باعث جھک گئی تھی۔ اور وہ اپنی چھڑی کے سہارے پر کھڑا تھا۔ اُسکے ہاتھ پانون کانپ رہے تھے۔ شاہزادے نے گاڑیبان سے پوچھا وہ کون شخص ہے جو لاغر اور کمزور ہے۔ اسکا گوشت سوکھ گیا ہے اور خون خشک ہوگیا ہے۔ اسکی رگین اور پٹھے اسکی کھال تانے ہوے ہین اور ہڈیون پر گوشت کا نام نہین ہے۔ اسکا سر سفید ہوگیا ہے دانت گر گیے ہین۔ اسکا تمام جسم ضائع ہوگیا ہے۔ اپنی چھڑی کے سہارے پر بھی وہ مشکل سے چل سکتا ہے اور قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہے۔ کیا یہ کوئی چیز اس کے خاندان کے ساتھہ مخصوص ہے یا تمام نوع انسان کی یہ عام قسمت ہے؟"

"حضور" گاڑی بان نے جواب دیا "اس آدمی پر بڑھاپا سوار ہے اسکے حواس سست ہوگیے ہین۔ تکالیف نے اسکی طاقت ضائع کردی ہے۔ اسکے ہاتھہ پانون کام سے رہ گیے ہین اور اب اسکا جسم ہڈیون کے ایک ڈھانچے سے زیادہ کچھہ بھی نہین ہے جسپر جھائی ہوئی کھال کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ اور اب اسکے رشتہ دار اور عزیز اس سے نفرت کرتے ہین۔ کوئی شخص اسکی مدد نہین کرتا اور لوگون نے اسکو جنگل کے ایک خشک اور مُرجھاے ہوے درخت کی طرح چھوڑ دیا ہے لیکن یہ معاملہ اسیکے خاندان کے ساتھہ مخصوص نہین ہے ہر ایک مخلوق کا یہی حال ہے کہ جوانی کو بڑھاپا شکست دیدیتا ہے۔ آپ کے باپ۔ آپ کی مان۔ آپکے تمام رشتہ دار اور تمام دوست احباب اسی حالت مین آنیوالے ہین

تمام مخلوقات کا یہ مقررہ خاتمہ اور انجام ہے"۔

"ہاے"، شاہزادے نے جواب دیا "کیا لوگ ایسے جاہل ہین ایسے دل کے کمزور اور بیوقوف ہین کہ جوانی پر فخر و ناز کرتے ہین جس سے اُنکی آنکھون پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور جس باعث سے کہ وہ بڑھاپے کو نہین دیکھہ سکتے جو اُنکی تاک لگائے ہوے بیٹھا ہے۔ مین تو اس سے باز آیا۔ گاڑیبان! گاڑی کو فوراً پلٹاؤ۔ مین جو بڑھاپے کا شکار ہون مجھے خوشی اور مسرت سے کیا سروکار ہے"، یہ کہکر شاہزادہ شہر مین واپس چلا آیا اور باغ کو نہ گیا۔

ایک اور دفعہ شاہزادہ جنوبی دروازے سے سوار ہو کر گذرا اس دفعہ اُسنے ایک شخص کو سڑک پر دیکھا جو بیماری مین مبتلا تھا۔ بخار سے اُسکا تمام جسم جُھلسا ہوا تھا۔ اُسکا بدن بالکل کُھل گیا تھا۔ تمام جسم پر گرد چڑھی ہوئی تھی نہ اسکا کوئی یار تھا نہ مددگار نہ گھر نہ بار۔ کمزوری سے اُسکی یہ نوبت پہونچ گئی کہ سانس لینا بھی اُسے دشوار تھا۔ اپنا سایہ دیکھہ کر وہ آپ ڈرتا تھا اور موت کے نزدیک ہونیکا خیال اور بھی اُسکا خون خشک کیے دیتا تھا۔ گاڑیبان سے شاہزادے نے اِسکے حالات پوچھے اور اپنے حسب توقع جواب پاکر اُسنے کہا افسوس! تندرستی کچھہ نہین ہے مگر خواب کا ایک کھیل۔ اور تکالیف کا خوف اس ہولناک صورت مین ظاہر ہوتا ہے۔ وہ کون سا عقلمند اور دانا ہے جو اپنا حال جیسا کہ وہ ہے بخوبی معلوم کرنیکے بعد بھی کبھی خوشی اور مسرت کا خیال کریگا؟" شاہزادے نے اپنی گاڑی پھیر والی اور شہر مین واپس آگیا۔

تیسری دفعہ شاہزادہ مغربی دروازے سے سیر کے لیے گذرا۔ اب کی دفعہ اُسنے سڑک پر ایک مردہ دیکھا۔ جو کپڑے سے لپٹا ہوا ایک ٹکٹی پر رکھا ہوا تھا۔ اُسکے احباب اردگرد کھڑے رو رہے تھے۔ ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اپنے بال نوچے ڈالتے تھے۔ اپنے سروں پر خاک ڈال رہے تھے اپنی چھاتی کوٹ رہے تھے اور فرط غم و الم میں وحشیانہ چیخیں مار رہے تھے۔ شاہزادے نے پھر اپنے گاڑی بان کو اس اندوہناک نظارے کی طرف متوجہ کرکے کہا وہ! افسوس اس جوانی پر جسکو بڑھاپا ایک روز ضائع کردیگا!۔ افسوس تندرستی پر جو اسقدر بیماریوں سے ضائع ہوجانیوالی ہے! اور افسوس اس زندگی پر جہان کہ آدمی کو اسقدر تھوڑے عرصے رہنا ہے۔ کاش بڑھاپا نہوتا۔ کوئی بیماری نہوتی۔ اور موت نہوتی کاش یہ ہمیشہ کے لیے قیدی بنالیے جاسکتے! پھر اپنے ارادے کو پہلی دفعہ ظاہر کرکے نوجوان شاہزادے نے کہا "رہنے دو ہم واپس ہوچلیں۔ مجھے غور اور فکر کرنا ہے کہ ان تمام بلاؤں سے نجات پانے کی تکمیل کسی طرح ہوسکتی ہے"۔

ایک آخری واقعہ نے اسکے تامل اور جھجک کا خاتمہ کردیا۔ سیر کرنے کے لیے جاتے ہوئے وہ ایک دفعہ شمالی دروازے سے گذرا۔ یہاں اُسنے ایک فقیر کو دیکھا جو ظاہر طور پر سنجیدہ اور خاموش معلوم ہوتا تھا۔ اُسکی آنکھیں نیچے کو جھکی ہوئی تھیں اپنی مذہبی پوشاک غالباً کفنی پہنے ہوئے تھا جس سے معلوم تھا کہ شوکت اور شان کی کچھ ہوا اُسکو لگی ہے۔ ورنہ اسکی یہی ضرورت اُسے نہوتی۔ اور ایک کشکول گدائی اُسکے ہاتھ میں تھا۔

شاہزادے نے پوچھا دویہ کون آدمی ہے؟

گاریڈیان نے جواب دیا "حضور، یہ اُن آدمیون سے ہے جسکو بھیکشا (گداگر) کہتے ہین۔ تمام قسم کی خوشی اور مسرتین اور تمام خواہشین اسنے چھوڑدی ہین۔ اور ایک سخت قسم کی زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو فتح حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ اور اپنی خواہشون اور جذبات انسانی کو اپنے قابو مین لانا چاہتا ہے۔ دنیا سے اپنا دل اُسنے الگ کرلیا ہے اور خدا کا ایک جان نثار ہوگیا ہے۔ اسکو غصہ نہین۔ حسد نہین۔ کسی سے عداوت نہین۔ صرف خیرات مانگتا پھرتا ہے۔ اور خوشی سے کوئی آدمی اُسے دے دیتا ہے اُس سے اپنا پیٹ پالتا ہے اور اپنے مالک کے دھیان مین لگا رہتا ہے۔ دنیا کے لوگون سے یہ کچھہ سروکار نہین رکھتا"۔

شاہزادے نے جواب دیا "دویہ خوب کہا۔ یہ معقول ہے۔ دانا اور عاقل جان نثار خدا کی زندگی کی ہمیشہ تعریف کرتے رہتے ہین۔ یہی میری پشت و پناہ ہوگی۔ اور لوگون کے لیے بھی یہ ہمکو اصلی زندگی اصل مسرت اور دوامی بقا کی طرف رہنمائی کریگی۔

ان الفاظ کے ساتھہ شاہزادے نے اپنی گاڑی پھیر والی اور شہر کو واپس آگیا۔ اسنے اپنے باپ اور بی بی کو اس ارادے سے آگاہ کیا کہ مین دنیا ترک کردینا چاہتا ہون اور اپنے باپ کے محل سے ایک رات کو جب کہ تمام محافظ اور نگہبان جو اسکی حفاظت کے لیے مقرر کیے گیے تھے سو گیے نکل کھڑا ہوا۔ رات بھر وہ چلتا رہا جب صبح ہوئی تو اپنا گھوڑا اور زیورات اپنے سائیس کو دے کر اُسے کاپلاوستو کی طرف واپس بھیج دیا

لالیتاوستر Lalitavistara کا مصنف لکھتا ہے وہ جس جگہ سے کہ اُسکا گاڑیبان واپس پھرا تھا وہان پر ایک یادگار ابتک قائم ہے، ہیون تھسانگ Hiaun-Thsang وہی یادگار تھی جو ایک بڑے جنگل کے کنارے Kusinagar شرک کوسی نگر پر واقع ہے۔ یہ شہر اب تباہ ہوگیا ہے جو گورکھپور کے مشرقی جنوبی مشرق کی طرف اُسکے چالیس میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

بودھ پہلے ویسالی Vaisali کے پاس گیا اور اس مشہور و معروف برہمن کا شاگرد بنا۔ جسکے گرد تین سو شاگرد جمع تھے۔ جو کچھ کہ یہ عالم برہمن سکھا سکتا تھا وہ حاصل کرکے بودھ محروم و نا امید وہان سے چلا۔ نجات کا راستہ جسکی اسکو تلاش تھی اُسے نہین ملا تھا۔ راج گڑھی Rajagari مین وہ ایک اور برہمن کے پاس پہنچا یہ شہر مگدھا (Magadha) یا بہار کا دارالسلطنت تھا اس برہمن کے سات سو شاگرد تھے یہان بھی اُسنے نجات اور بخشش کے وسائل کی تلاش اور جستجو کی۔ آخرکار اسکو بھی اُسنے چھوڑا۔ لیکن اس دفعہ پانچ اور طالب علم جو اسکے ہم جماعت تھے اسکے ساتھ ہوے اور چھ برس تک ایک گانون اروِلو Uravilva کے قریب تنہائی مین زندگی بسر کی۔ اور دنیا مین ایک مصلح اور رفارمر کے طور پر ظاہر ہونے سے پیشتر اپنے آپ کو نہایت سخت تکالیف اور عذاب کا مطیع رکھا۔ تاہم اس نہ ماننے کے خاتمے پر وہ اس اعتقاد اور یقین پر پہنچا کہ رہبانیت اور ترک دنیا دل کو تسلی اور اطمینان دینے اور نجات کے راستے کے لیے طیار کرنے سے بہت دور ہے اور صداقت کی راہ مین ایک کنوان ہے جسمین

لوگ ٹھوکرین کہاکے گرتے ہین اور ایک جال ہے جسمین لوگ گرفتار ہوجاتے ہین اور منزل مقصود تک نہین پہونچنے پاتے - اُسنے اپنے یہ عمل چھوڑ دیے اور اس طرز زندگی سے یکدم سے دست بردار ہوا جسپر اُسکے ساتھیون نے جو اُسکے شاگرد اور چیلے بن گیے تھے ناراض ہوکر اُسکا ساتھ چھوڑ دیا اور اُسکو گمراہ اور دین سے برگشتہ سمجھنے لگے - جب تنہا رہ گیا تو اُسنے خود اپنا طریقہ ایجاد اور پیدا کرنا شروع کیا - اُسکو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ نہ تو برہمنون کے اصول مذہب اور نہ اُنکی زندگی کی تکالیف اور سختیان انسان کی نجات پوری کرنے کے لیے کوئی فائدہ پہونچا سکتی ہین اور نہ بڑھاپے - بیماری اور موت کے خوف سے بچا سکتی ہین - ایک لمبے عرصے کے غور و فکر اور وجد کی حالت کے خیالات و تفکرات کے بعد آخرالامر اُسنے قیاس کیا کہ مین سچے علم پر پہونچ گیا ہون جو اُن تمام تغیرات کے اسباب ظاہر کردیتا ہے جسکی تمام مخلوقات کی زندگی تابع اور مطیع ہے - اور اُن تغیرات کے ڈر سے انسان پر جو خوف طاری ہوتا ہے اُسکو دور کردیتا ہے - کہ وہ اس علم پر پہونچا ہے تب اُسنے بودہ یا شایستہ و مہذب کے خطاب کا دعوی کیا - ہم ٹھیک طور پر کہہ سکتے ہین کہ اُسوقت اور لمحہ مین لاکھون کرورون نوع انسان کی قسمت مین ایک لغزش اور ڈگمگاہٹ پیدا ہوگئی تھی اب بودہ کو یہ تامل ہوا کہ آیا مین اپنے اس علم کو اپنے ہی تک رکھون یا دنیا مین عام طور پر اسکے پھیلانے کی کوشش کرون اور روشنی مین لاؤن - نوع انسان کی تکالیف کے ساتھ جو ہمدردی کا خیال اُسکو پیدا ہوچکا تھا آخر کو اُسنے غلبہ پایا اور آخر کار یہ نوجوان شاہزادہ اس عالمگیر مذہب کا بانی ہوا جو دو ہزار سالون سے زیادہ گذر جانے پر اب تک پینتالیس کرور

پچاس لاکھ نوع انسان سے تسلیم اور پیروی کیا جاتا ہے۔

جس مذہب کی اُسنے بنیاد رکھی وہ نوع انسان کے ساتھ بہت ہمدردی رکھنے کے اصول پر مبنی تھا اُسکے بڑے اصول یہ تھے کہ دنیا خواب و خیال ہے اور زندگی خواہ اس جہان مین ہو یا دوسرے جہان مین بہرحال ایک وبال ہے۔ انسان کو یہان کی بلکہ بہشت کی خوشیون پر بھی نظر نہ رکھنی چاہیے کیونکہ اس پھنسا دے مین آواگون سے نجات نہین ملتی۔ غرض بڑی بات اُنکے نزدیک یہ تھی کہ انسان مرنے جینے سے چھوٹ جاے اور ایسا عالم استغنا اُسکو حاصل ہو کہ نہ رنج کا رنج رہے اور نہ خوشی کی خوشی۔ اس حالت کو اُن کی اصطلاح مین **نروان** کہتے تھے جو بغیر سچ بولنے اور نہایت استبازی اختیار کرنے دنیاوی لذات اور خواہشات سے بے پروائی کرنے سخت اور پرتکلیف طرز زندگی اختیار کرنے اور سب سے بڑھکر بغیر خیرات یا **متری** کرنیکے حاصل نہین ہو سکتا۔

اس نیے مصلح اور رفارمر کی آیندہ تواریخ بہت ہی سیدھی سادی ہے۔ وہ بنارس کو چلا جو ہر ایک زمانے مین ہندوستان مین بہت بڑا دارالعلم رہا ہے اور سب سے پہلے اسکے مذہب پر ایمان لانیوالے وہی پانچ طالب علم اُسکے ساتھی تھے جنھون نے اُسکو اُس وقت چھوڑ دیا تھا جبکہ اُسنے براہمنون کی رسوم کا جوا اپنے کندھے سے اُتار ڈالا تھا اور ان رسمیات کی قید سے وہ آزاد ہو گیا تھا اور بہت سے لوگون نے اُن طالبعلمون کی پیروی کی اور اُسکا مذہب اختیار کیا۔ مگر چونکہ **لالیتاوستر** Lalitavistara بودھ کے بنارس پہونچنے پر ختم ہو جاتی ہے اس سے ہم بودھ مذہب کی نیز ترقی اور

اشاعت کے زیادہ مفصل اور درست حالات نہین بتا سکتے Buddhist Canon
بدھسٹ کینن مین جو کہین کہین مختصر حالات منتشر طور پر ملتے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ
مگدہا بمبسرا Bimbisara کے راجہ نے اسکو اپنی دارالسلطنت راج گرہی
مین مدعو کیا تھا بہت سے اُسکے لکچرونکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کالنٹک کی خانقاہ
مین دیے گیے تھے جو عمارت کہ خود بادشاہ یا کسی اور دولتمند آدمی نے اُسکو رہنے
کے لیے نذر کے طور پر دی تھی ۔ اور اور لکچرونکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ولچر پیک
Vulturepeak پر دیے گیے ہین جو اُن پانچ پہاڑیون مین سے تھی جو اس
قدیم دارالسلطنت کے اردگرد واقع تھین ۔
اُسکے نو مریدون مین سے تین شخص ساری پترا ۔ کاٹیاینا اور موگلیاینا
Sariputra Katyaayana Manolgalyana —
جو بہت مشہور و معروف ہین جس زمانے مین وہ مگدہا مین مقیم تھا اُسکے شریک اور ساتھی
ہو گیے یہان بودہ عرصے سے بادشاہ مگدہا کی دوستی اور مہربانی مین رہتا تھا ۔ کچھ دنون
بعد اس بادشاہ کو اُسکے بیٹے جاتستر و Jatasatru نے مار ڈالا اور تب بودہ
کی نسبت ہم سُنتے ہین کہ وہ کچھ عرصے کے لیے سراوستی Saravasti پر جو گنگا کی
شمال مین ہے قیام پذیر رہا ۔ اس مقام پر ایک دولتمند سوداگر نے جسکا نام اناتھاپنڈادا
Anathapendada تھا اُسکے اور اُسکے مریدون کے رہنے کے لیے ایک
عظیم الشان عمارت نذرانہ کے طور پر پیش کی تھی ۔ بودہ کے بہت سے لکچر یا سرمن

سراوستی پر دیے گیے تھے یہ مقام سلطنت کسالا کا دارالخلافت تہا۔ اور کسالا کے بادشاہ پراسنا جٹ Prace nagit نے بھی اُسکا مذہب اور اصول اختیار کیے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بارہ برس کی غیر حاضری کے بعد بودھ نے اپنے باپ کی ملاقات کا پلاوستو مین کی۔ اس موقع پر اُسنے بہت سے معجزے یا کرتب دکھائے اور تمام ساکیا قوم کو اپنے مذہب مین لایا خود اُسکی بی بی بہی اُسکی پیرو ہوگئی۔ اور اپنی چچی کے ساتھہ اُسنے بودھ مذہب کی عورات نو مریدکی پہلی مثال ہندوستان مین دکہائی۔ بودہ کی آخری زندگی کے پورے حالات پہر ہمکو معلوم ہوتے ہین۔ اب اُسکی عمر ۸۰ برس کی ہوگئی تہی جب وہ پھرتا پھراتا راج گرہی مین پہونچا جہان بادشاہ اجاتستر وجو کہ پہلے بودھ کا دشمن اور اپنے باپ کا قاتل تہا اُسنے اپنی اس خطا اور جرم کا عام طور پر اقبال کیا اور بودہ کے مقلدین مین شریک ہوا۔ جب وہ یہان سے پس چلا تو اُسکے ساتھہ بہت سے اُسکے مقلدین تھے اور جب گنگا کو عبور کرنے کو تھا تو ایک مربع پتھر پر کہڑا ہوا اور راج گرہی کی طرف اپنی آنکھین پہیر کر اُسنے پورے وجد کی حالت مین کہا "یہ آخری موقع ہے کہ مین اس شہر کو دیکہتا ہون"۔ اُسنے اس طرح سے ویسالی کو بہی دیکہا اور وہان سے رخصت ہوکر وہ تقریبًا کوسی نگر پہونچ گیا تہا جبکہ اُسکی زندگی کی طاقت اُسکو جواب دینے لگی وہ ایک جنگل مین ٹہہر گیا اور جبکہ ایک سال کے درخت کے نیچے بیٹہا ہوا تہا اُسکی روح نے اس جسم عنصری کو چہوڑ دیا یا جیسا کہ ایک بودہ مذہب والا کہیگا وہ نروان مین داخل ہوا۔

راقم خاکسار محمد حشمت اللہ خان

ابونصر فاریابی

ابونصر فاریابی ایک بہت بڑا حکیم اور اعلیٰ درجے کا ذکی تھا اُسکی تصنیفین منطق اور موسیقی اور بیشتر علوم مین سارے جہان مین مشہور ہین۔ اور وہ مسلمان فلاسفر مین اعلیٰ درجے کا فلسفی تھا کہ اسلامی فلسفیون مین کوئی اُسکے مرتبے کو نہ پہونچیگا یہانتک کہ بوعلی سینا سائیں فلاسفر اُسکی تحریرون سے تخریج کرتا ہے۔

اور اپنی تصنیفون مین اُسکے ذہنیات سے ناقل ہے۔ ابونصر ایک شخص ترکی تھا فاریاب کا رہنے والا۔ کہ ماوراالنہر بلاد ترک مین ایک مشہور مقام ہے۔ اپنے شہر فاریاب سے علوم کی تحصیل کے شوق مین نکلا۔

اور سیر و سفر کرتا ہوا شہر بغداد مین پہنچا۔ کہ جو دجلے کے کنارے ایشیا مین عباسیون کا دارالخلافت ایک مقام مشہور ہے۔ ابونصر ترکی زبان کی سوا بہت سی زبانین جانتا تھا لیکن عربی زبان سے ناآشنا تھا۔ کہ بغداد مین پہونچکر عربی زبان سیکھی۔

اور عربی زبان سیکھنے مین اعلیٰ درجے کا کمال پیدا کیا بعد اُسکے حکمی علوم کی تحصیل شروع کی۔ اور جب بغداد مین پہنچا تو ابی بشر ابن یونس ایک مشہور حکیم سے ارسطو کی کتاب منطق مین تحصیل شروع کی۔

نوٹ ایڈیٹر۔ مین بہت عرصے سے ارادہ رکھتا تھا کہ اس حکیم کی سوانح عمری مکمل سالہ حسن مین طبع ہو یہ مختصر مضمون ہے اگر کوئی صاحب مفصل مضمون بھیجدینگے تو نہایت ممنونی کے ساتھ چھاپ دیا جاویگا۔

اور ابی بشر ابن یونس سا ریسی فلسفے علوم مین ایشیا مین بلند آوازہ اور مشہور تہا۔ کہ اُسکے درس کی مجلسون مین سیکڑون طالبعلم فراہم ہوا کرتے تہے اور وہ ارسطو کی کتاب منطق مین درس دیتا تہا اور اپنے تلامذہ پر اُسکی شرح نہایت واضح بیان سے تقریر کرتا تہا۔

غرض اُس وقت منطق کے مہارت مین کوئی اوسکا نظیر نتہا۔ اور اپنی تقریرون مین مضامین علوم مین نہایت عمدہ بیان سے اور خوبی کے ساتہہ املا کیا کرتا تہا۔ یہانتک کہ بعضے دانشمندون نے کہا ہے۔ کہ ابو نصر فاریابی نے ایسے اعلی درجے کے معانی کی تفہیم آسان لفظون مین اور اُسکی روش اپنے اُستاد ابی بشر سے سیکہی ہے۔ سو پہلے ہی فن منطق کو ابو نصر نے اسی حکیم سے حاصل کیا۔

اور اُسکے بعد بغداد سے شہر خراسان مین آیا۔ اور وہان ابی حنا ابن عیلان ایک نصرانی حکیم سے نیز منطق کا درس لیا۔ اور پہر بغداد مین پلٹ آیا۔

اور وہان سارے فلسفی علوم مین تکمیل کی اور ارسطو کی ساری کتابون پر حاوی ہو گیا اور معانی کے استخراج مین ارسطو کی تحریرون مین بہت بڑا ماہر۔ یہانتک کہ ارسطو کی کتاب النفس دیکہی گئی۔ کہ اُسمین ابو نصر فاریابی کے خط سے تحریر تہا کہ مین نے اس کتاب کو دو سو مرتبہ پڑہا ہے اور مشہور ہے کہ سماع طبیعی ارسطو کی چالیس بار پڑہی اور کہتا تہا کہ بایں ہمہ پہر مین اُسکے دیکہنے کا محتاج ہون۔ اور ابو نصر سے منقول ہے کہ کسی نے اُس سے پوچہا کہ ان فلسفی علوم کو تو زیادہ جانتا ہی یا ارسطو اُسنے کہا کہ اگر مین ارسطو کے زمانے مین ہوتا تو مین اُسکے اعلی درجے کے شاگردون مین شمار کیا جاتا یہ مضمون ابن خلکان نے قفطی سے طبقات حکما مین نقل کیا ہے۔

اور اُنہی سے حکایت ہے کہ اسلامی فلسفی علما مین اُسکی تحقیق باریک اور دقیق مضامین کی شرح مین بہت بڑھ گئی تھی۔

اور اُسکی تعلیمات سے ہے کہ کلیات خمسہ کے استعمال کا طریقہ اور کس طرح شئے ہائی قیاس کی صورت ہر مادّے مین صرف کیجائیگی سو اُسمین تحقیق اور توضیح ابو نصر نے انتہا درجے کو پہنچا دی — اور بعد اُسکے بغداد سے دمشق مین آیا اور اُسکے بعد مصر مین بعد اُسکے پھر دمشق مین پلٹ گیا اور وہان سلطان سیف الدولہ بادشاہ مصر و شام نے اُسکی بڑی تکریم کی اور چونکہ کمال کو بے نیازی لازم ہے زاہدانہ دنیا مین اپنی گذران کرتا تھا — اور اسی لیے چار درم یومیہ سے اُس سلطان سیف الدولہ کی خدمت اُسنے گوارا نہ کی۔

اور بے تعلق محض گذران کرتا تھا نہ کہین مکان بنایا اور نہ کبھی مال وزر کے اکتساب کا قصد کیا اور سیر و سیاحت مین آب و ان اور مجمع آب مین مقام کرتا تھا یا کسی پُر فضا باغ اور دلکش مقام مین اور وہین علوم مین کتابین تصنیف کرتا تھا۔

بیشتر تصنیفات اُسکی متفرق کاغذون پر ہین اور ترتیب دار مترتب اور مجلّد کمتر۔ اسی لیے اُسکی تصنیفات اکثر فصول اور تعلیقات ہین اور بیشتر ناتمام۔

(اب مین اُسکے حالات کا ایک عمدہ واقعہ اور حکایت پر تقریر کا اختتام کرتا ہون)

ابو نصر فارابی جب دمشق مین سیف الدولہ کے دربار مین آیا اُس وقت اُسکی وضع ترکی تھی اور سیف الدولہ کا دربار ہمیشہ عالمون اور دانشمندون کے قدوم سے معمور رہا کرتا تھا سو ابو نصر پہلے اُسکے دربار مین جا کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے حکم کیا کہ بیٹھے ابو نصر نے کہا کہ مین

اُس مقام پر بیٹھون جہان کہ کھڑا ہون یا تیرے مقام پر۔

سو حاضرین دربار کی صفین پھاڑتا ہوا سیف الدولہ کی مسند پر جا بیٹھا اور اُسکو مسند سے ہٹا دیا۔ سیف الدولہ کے چند غلام تھے۔ کہ وہ دربار مین سرہانے سیف الدولہ کے حاضر رہا کرتے تھے۔

اُن سے بادشاہ نے ایک زبان خاص مین کہ اُس زبان کو لوگ کمتر جانتے تھے کہا کہ اس بزرگ نے میرے ساتھہ دربار مین بے ادبی کا برتاو کیا مین اُس سے چند باتین علمی پوچھتا ہون اگر یہ جواب نہ دیسکا تو تم بے تکلف اسکو دربار سے نکال دیجیو ابو نصر نے اُسی زبان مین بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ ٹھہر جا ہر چیز کا مدار انجام پر ہے بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا۔ سیف الدولہ نے ابو نصر سے کہا کہ آیا تو یہ زبان جانتا ہے۔

ابو نصر نے کہا کہ یہ زبان کیا۔ مین ستر زبانین جانتا ہون سو بادشاہ کے نزدیک اُسکی بڑی عظمت ظاہر ہوئی۔ بعد اسکے اُس دربار مین ابو نصر نے علماے حاضرین کے سامنے تقریر علوم شروع کی اور ہر فن مین ایسی عمدہ تقریر کی کہ سب سے اُسکا سخن بالا رہا۔ اور حاضرین دربار کی تقریرین سب پست ہوگئین اور سارے فلسفی عالمون نے اُسکے مقابلے مین سوا ے سکوت کے چارہ نہ دیکھا۔

اور یہ اُنکے سکوت کے بعد بھی بساط بزم مین کس آب و تاب کی تقریر سے موتی برساتا رہا کہ اُن لوگون نے جو لیان بہرنا شروع کین یعنی انجام کار اُن سارے فلاسفر مناظر عالمون نے اُسکی تقریر کو قلم دوات لیکر لکھنا شروع کیا۔ آخر کو بادشاہ نے اُن سب عالمون کو دربار

سے رخصت کیا۔ پھر ابونصر سے خلوت اور دربار خاص مین ملاقات کی بادشاہ نے کہا کہ کچھ دور شراب کا آپکو شوق ہے ابونصر نے کہا نہین بادشاہ نے پھر کہا کہ آیا نغمہ سرود سے آپکو مذاق ہے کہا ہان سو بادشاہ نے بڑے بڑے موسیقی دان گانے بجانیوالون کو خلوت مین بُلایا اور نغمہ سرود شروع ہوا لیکن ابونصر نے سبکی خطائین موسیقی کے قواعد سے ظاہر کین۔ اور سب کا نقصان موسیقی کے علم مین ظاہر کر دیا بعد اُسکے بادشاہ نے کہا کہ آپ اس صنعت کو عملاً بھی جانتے ہین ابونصر نے کہا ہان۔

بعد اُسکے اُسنے ایک تہیلی نکالی جسمین چند لکڑیان تہین اُن لکڑیون کو اُس تہیلی سے اور ترکیب دیکے جیسے بجانا شروع کیا۔ سارے دربار خاص کے لوگ بے اختیار ہنسنے لگے اور بعد اُسکے اُن لکڑیونکی ترکیب کو دوسری ترکیب سے بدل کر پھر جو بجانا شروع کیا ساری مجلس کے لوگ بے اختیار رونے لگے پھر تیسری ترکیب سے انکو بجانا شروع کیا کہ بادشاہ اور سارے رفیق خلوت خاص کے بے اختیار سو گیے۔ یہانتک کہ دربان بادشاہی دولت کو بھی نیند آگئی۔ سو ابونصر اُسی حالت مین بادشاہ اور رفیقون کو چھوڑکے دربار سے نکل گیا۔

مشہور ہے کہ باجا جسکا نام قانون ہے اسی نے بنایا ہے۔ اور پہلے اسی نے اس باجے کو ترکیب دی ہے۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ ۳۳۹ھ مین اس عالم سے گذر گیا اور اپنے علوم کا نامور نتیجہ مدینہ فاضلہ اور سیاست مدینہ اور اسیکے مانند بہت سی تحریرین اپنے اعقاب مین یادگار چھوڑ گیا فقط۔

خاکسار کونین محمد احسان الدین از کاکوری لکھنؤ اودھ

تذکرۃ المشاہیر

(سلسلہ کے لیے نمبر ۱ جلد ۶ ملاحظہ ہو)

بقیہ ذکر پلائنی

اور ایک قسم کی سائیکلوپیڈیا یا مخزن العلوم ہے۔ اگرچہ آج کل کے لحاظ سے وہ اہل علم کے لیے تو کچھ کام کی کتاب نہین ہے مگر تاریخ کی حیثیت سے اوسمین بہت باتین ایسی ہین جو اور کہین کسی کتاب مین نہین ملتین وہ ایک عجیب و غریب شخص تھا نہ صرف اس سبب سے کہ اوسنے ایک ایسا بڑا ذخیرۂ معلومات جمع کیا جسکو اگر برابر ساری عمر کام کرتے تو اوسطاً دس کے تین آدمی جمع کرتے بلکہ اس سبب سے کہ اسی کے ساتھ ہمیشہ وہ سرکاری کام بھی کیا کرتا اور جنگ و جدل مین مصروف رہتا تھا اگست ۷۹ء مین جب وہ مرا ہے تو وہ روم کے ایک جہازی بیڑے کا سپہسالار تھا اور اپنی تحقیقاتون کے اشتیاق مین کوہ ویسوویس کے پاس ایسے وقت چلا گیا جبکہ وہان آتش فشانی ہو رہی تھی اسی آتش فشانی مین برکولینیم اور پامپی تباہ ہوے تھے۔

وہ تمام باتین جانتا تھا جو اُسکے وقت مین معلوم ہو سکتی تھین جب اُسکی تحریرات کو پڑھو تو آدمی کے خیالات مین ایک جرأت اور آزاد منشی پیدا ہوتی ہے جو اصل اصول فلسفہ کا ہے۔

اگریکولا (۱۴۹۴ء سے ۱۵۵۵ء تک)

یہ شخص مقام فورم جولائی ملک گال مین ۱۴ جون ۱۴۹۴ء کو پیدا ہوا۔ اچھا تعلیم یافتہ

تھا۔ اور سنہ ۶۰ء مین جب ۲۳ سال کا تھا تو برطانیہ کی فوج مین کام کرتا تھا سنہ ۶۳ء مین وہ ملک ایشیا مین حاکم مالگزاری مقرر کیا گیا اور دیانتداری کی وجہ سے بڑی نیکنامی حاصل کی بعدازان سنہ ۷۳ء مین وسپاسین نے اپنی عہد حکومت مین اکومٹا کا امیر اور گورنر مقرر کر دیا سنہ ۷۷ء مین کونسل ہوکر برطانیہ اوسکے سپرد ہوا جہان اوسنے سات سال تک نہایت دانشمندی کے ساتھہ ملکداری کی اور تمام ملک کو سوائے ہائی لینڈ کے تابع کر لیا اور جابجا قلعجات بنا لیے تاکہ نیچے کے رہنے والون کو اپنے شمالی باشندون سے امن رہے۔ ایک جہازون کا بیڑا ساحل کی تحقیقات مین روانہ کیا جسنے آکر خبر دی کہ یہ ملک برطانیہ جزیرہ ہے اور اُسکے چارون طرف پانی ہے اور لوگون کو اوسنے تحریص و ترغیب دی کہ رومیون کے طرز و اطوار اور زبان کو سیکھین معبد اور حمام بنا لیے ہر ایک درجے کے لوگون کے ساتھہ انصاف سے پیش آتا تھا اور جہان تک کہ لوگون کو اچھا معلوم ہوا روم کی تہذیب و بانکے باشندون مین پھیلائی۔ اوسکا طریق ایسا مرغوب تھا اور اُسکی جابجا ایسی تعریف ہوا ہی تھی کہ شاہنشاہ دامٹن کو رشک و حسد پیدا ہوگیا اور اُسکو برطانیہ سے واپس بلا لیا چنانچہ وہ اُسی جگہہ ۳ اگست سنہ ۹۳ء کو مر گیا اور تمام روم کے لوگون کے دلون مین اپنی عبرت چھوڑ گیا۔

جودینل (سنہ ۴۰ء سے سنہ ۱۲۵ء تک)

جودینل مقام اکوئنم مین قریب سنہ ۴۰ء کے پیدا ہوا۔ اسکے ماں باپ اوسط درجے کے لوگون مین اچھے عزت دار تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکو اتنی استطاعت تھی کہ وہ اپنے

خیالات اور افعال مین خود مختار رہتا۔ اُسکے ایام جوانی زبان آوری اور سخنوری مین گذرے اور اس سبب سے اُسکو ادائے مطلب مین کمال ہو گیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کچہری مین وکالت کرنے لگا اور وکالت نہایت کامیابی کے ساتھہ چلتی تہی **جووینل** کے ہجویات جنکے سبب سے اُسکی شہرت ہے ضرور ہے کہ اوسنے اپنی آخری عمر مین لکہی ہون جبکہ شاہنشاہ **ڈامیٹین** کے مرنیکے بعد **ٹراجن** حکمرانی کر رہا تہا کیونکہ یہہ ممکن نہین ہے کہ **ڈامیٹین** سے بدنام کے ہوتے ہوے اوسکے زمانے کی بدمستیون اور عیاشیون کا حال ایسی ہجو آمیز تقریر مین لکہی اور اور پہر سلامت رہسکی۔ جیسا کہ وہ انسان کی اصلی سیرت کا خاکہ اوتارتا ہے ایسا کوئی دوسرا نظر نہین آتا۔ اُس زمانے کی تمدنی حالت اُسنے اچہی طرح سے دریافت کی اور نہایت انصاف کے ساتھہ اپنی پُرزور قلم سے ایسی تصویر کہینچی ہے کہ جس سے اُسوقت کی اندرونی حالت مخلوق کے چال چلن یا دانش جو پہلی صدی عیسوی مین رومیونکی تہی صاف صاف نظر آتی ہے اور بہت سی باتین جو اُسکے ہمعصر **ٹیسیٹس** مؤرخ نے چہوڑدی ہین اوسمین موجود ہین۔

بہت سے لوگ کہتے ہین کہ **جووینل** کی ہجویات **ہاریس** سے بڑہکر ہین لیکن چونکہ وہ زیادہ کہیل اور تماشے کے طور پر لکہی گئی ہین اور شہوت پرستی کے بیانات سے مملو ہین اور بڑی ہجو ہے جن سے اُسوقت کی تمدنی حالت معلوم ہوتی ہے اسواسطے کثرت راے یہی ہے کہ پہلے قدیمی شاعر کو ہی فوقیت ہے **جووینل** کی تحریرات کو لوگ بہت پڑہتے ہین اور نہایت تعریف و توصیف کرتے ہین نہ صرف اس سبب سے کہ ہم اُسکے ذریعے سے اُسکے زمانے کی تمدنی حالت دریافت کرتے ہین بلکہ اس سبب سے کہ وہ ایسی تصویر

کہنچتا ہے کہ اُس مین گویا جان ڈالنا باقی رہ جاتا ہے اور بیان ایسا شیرین ہے کہ جس سے ایک جوش پیدا ہوجاتا ہے زبان لیٹن کے فصحا مین سے یہ سب سے آخری شخص ہے۔ جوڈینل کے مرنے کی تحقیق تاریخ تو معلوم نہین تو بھی اتنا جانتے ہین کہ وہ سنہ ۱۲۵ء مین ملک مصر مین تھا جہان کہ وہ شاہنشاہ ہیڈرین کے حکم سے اس بنا پر جلاوطن کردیا گیا کہ اُسنے ایک نقال پیرس کی ہجو لکھی تھی اور جس سے بادشاہ کو یہ شبہہ ہوا تھا کہ اُسنے اُسکے کسی دوست کی درحقیقت ہجو لکھی ہے۔

پلوٹارک (سنہ ۵۰ء سے سنہ ۱۲۰ء تک)

یہ شخص بڑا نامور یونانی اور سوانح عمری لکھنے والا قریب قریب سنہ ۵۰ء کے پیدا ہوا ہے اسکا وطن شہر چیرونیا ملک بے اوٹیا مین ہے ابتدائی حالت تو اسکی مجھکو معلوم نہین لیکن اُسکی پچھلی سرگذشت کی روایتون اور تحریرات فلسفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے نہایت عمدہ اوستادون سے تعلیم پائی تھی اور ذی رائے ہونے مین مشہور تھا اسکی ایک ہی عمدہ کتاب مماثل سوانح عمری نے اوسکا نام آج کے دن تک گھر گھر مشہور کردیا۔ اُسپر اُسنے ایسی سخت محنت کی ہے کہ نہایت تعجب آتا ہے اُسکی انشا مین جادو بھرا ہے اُسکے انتخاب کی دانشمندی اور پھر سچا بیان ایسا ہے کہ جس سے ایک معجزہ دکھائی دیتا ہے اُس مین مشاہیر یونان و روم کے تاریخی بیان اس طرز سے لکھا ہے کہ جسکو صرف وہی شخص لکھہ سکتا ہے جو نہایت ایماندار اور خیالات مین صاف عقلمند کامل اور نہایت ذی تمیز ہو اسکی عبارت ایسی صاف اور دلچسپ ہے کہ آج کل اُس سے زیادہ قدیمی کتابون

مین سے کسی کتاب کو لوگ نہین پڑہتے وہ اپنے طرز مین بیمثال ہے۔ اُس مین تیئیس یونانی اور تیئیس رومیون کی سوانح عمری لکھی ہے اور ایک یونانی کا ایک رومی سے مقابلہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ کسکا چال چلن دوسرے کے مقابلے مین کیسا ہے۔ **پلیوٹارک** نے اپنے وطن مین ۱۳۱ء مین وفات پائی۔

ٹیسٹس (۵۵ء سے ۱۲۰ء تک)

اسکی ولادت ۵۵ء مین فرض کی جاتی ہے کیونکہ اُسکے شروع عمر کا حال مطلق معلوم نہین۔ **ویسپیس** بادشاہ کے یہان ۷۹ء مین جاکر ملازم ہوا اور ۱۱۷ء تک برابر وہان **ٹراجن** کی وفات تک نوکری سرکاری کرتا رہا۔ **اگریکولا** کی بہن سے ۷۸ء مین اسنے شادی کی اور ۸۸ء مین **برٹینیا** وزیر مقرر ہوا اور ۹۷ء مین کونسل کے عہدے پر سرفرازی پائی چونکہ ہم ٹیسٹس کا مفصل حال نہین جانتے اسلیے جو کچھ ہمکو معلوم ہے وہ وہی ہے جو اسکی کتاب پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے جس کو دیکھنے سے کہہ سکتے ہین کہ اسکو فرصت بہت رہتی تہی اُسکی تمام تحریرات مین خوب جانچکر انتخاب کیا گیا ہے جو الفاظ اُسمین لکھے گیے ہین وہ ایسے غور سے لکھے ہین کہ جو معنی اُنسے مقصود ہین وہی اُنسے نکلتے ہین مگر چونکہ عبارت کو نہایت مختصر اور دقیق کر دیا ہے کہ بہت غور سے مطلب سمجھ مین آتا ہے اس سبب سے پڑہنے والون کو اُس سے دلچسپی نہین ہوتی۔ تاریخی بیانات مین اکثر بادشاہون کے ہی کام لکھے گیے ہین اُس وقت کے تمام لوگون کے حالات اور دستورات کم ہین۔ اس سبب سے اگرچہ اُس زمانے کے حکام کے وہ

نہایت سچی تاریخ ہے مگر نہ تو آج کل اور نہ پہلے کبھی وہ عام پسند ہوئی ہے مشہور کتابین ٹیسیٹس کی یہ ہین سوانح عمری اگریکولا پانچ کتابین تاریخ کی جس مین ۶۸ء سے لیکر ۹۶ء تک کا ذکر ہے۔ سالانہ تاریخ جس مین ۱۴ء تک روم کی تاریخ ہے تاریخ جرمن جس مین جرمن قوم کی عادات مذہب اور ملکی دستورات کا بیان ہے۔ لوگون کے نزدیک ٹیسیٹس روم کے مورخین مین سب سے زیادہ لائق شمار کیا جاتا ہے اور اپنے زمانے کے سب سے عمدہ آدمیون مین تھا۔

بطلیموس (دوسری صدی ع)

بطلیموس سب سے پہلا ہیئت دان ہوا ہے جسکی تحریرات محفوظ رہی ہین اس وجہ سے اُسکی کتابین نہایت ہی مفید اور قدر و عزت کے لائق ہین۔ اُسکے ذاتی حالات اُسکی تحریرات کی حالت سے کچھہ معلوم ہوتے ہین۔ وہ یونانی نسل سے تھا اور شہر اسکندریہ واقع ملک مصر مین پیدا ہوا تھا جہان اُسکی جوانی کی عمر بسر ہوئی تھی۔ اسکی ولادت و وفات کا حال کچھہ بھی معلوم نہین لیکن اُسنے جو تحقیقاتین لکھی ہین اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس علم کی تجسس مین ۱۳۰ء سے ۱۶۱ء تک لگا رہا۔ بطلیموس کی سب سے بڑی کتاب المیجسٹ کہلاتی ہے یہ لفظ عربی زبان کے ال حرف تعریف اور میجسٹ یونانی لفظ سے مرکب ہے میجسٹ کے معنی ہین اعظم۔ اس کتاب مین ہپرکس باشندہ نسیا واقع ملک بتھنیا صوبہ ایشیا کوچک کو بانی علم ہیئت تسلیم کیا ہے۔ اور اُسکی تحقیقاتون کی تفصیل لکھی ہے۔ ہپرکس کا حال ہمکو سوائے اسکے اور کچھہ معلوم نہین

جو **بطلیموس** نے لکھا ہے اور اُسکے تمام کامون کو تسلیم کیا ہے جنمین بعض یہ ہین طریق الشمس کا قائم کرنا حرکات شمس و قمر کے بڑے بڑے اصول نکالنا اوقات و مقامات طلوع و غروب شمس و قمر کے ٹھیک ٹھیک لکھنا اور ایک ہزار اُنسٹی ثوابت کا موقع ایک فہرست مین طیار کرنا چونکہ اُس زمانے مین آلات ریاضی اچھے اور صحیح نہ تھے اس سبب سے **ہپرکس** اور **بطلیموس** دونون غلطیون مین پڑ گئے اگر آلات ہوتے تو جو غلطیان اُنہون نے کی ہین وہ نہ کرتے - **ہپرکس** نے جو جو تحقیقاتین کی تھین **بطلیموس** نے اُنمین سے ہر ایک مین ترقی کی اور جگہون اور اوقات کو ٹھیک کیا اور ایسا طریق نکال دیا کہ جو اُس زمانے سے نظام **بطلیموسی** کے نام سے مشہور ہے - اگر اُسمین کیسی ہی عمدگی یا خرابی ہو مگر وہ **بطلیموس** کے مرنے کے بعد سے لیکر چودہ سو برس تک برابر دنیا کے لوگون مین متداول رہا جب **کوپرنکس** پیدا ہوا تو[1] دوسرا نظام مانا گیا اگرچہ **بطلیموس** حرکات اجرام سماوی مین خیال اپی سکلیکل سے اپنے تئین بچا نہ سکا تاہم اُسنے ایسی بڑی بڑی تحقیقاتین کی ہین کہ جنسے علم ہیئت کی ترقی مین بڑی مدد ملی ہے چنانچہ اوسنے قمر کی اُس تجاذر مداری کو دریافت کیا جو کشش آفتاب سے ہوا کرتا ہے **بطلیموس** نے جو جو تحقیقاتین چاند سیارات اور ثوابت کی صحیح تصور کین اُنکو اس بنا پر بیان کیا ہے کہ ہماری دنیا عالم کا مرکز ہی جسکے گرد اگرد تمام اجسام گھومتے ہین حرکات مداری مین چاند اور سیارات کا مرکز ایک ہی ہے جنکو وہ اپی سائکل کے مسئلے کے بموجب قیاس کرتا تھا ان غلطیون کا سبب صرف یہی

[1] اپی سائکل اُس دائرے کو کہتے ہین جسکا مرکز کسی دوسرے دائرے کے محیط پر ہو **بطلیموس** کا قیاس تھا کہ سیارات کی مداری گردش اسطرح پر ہے

تہا کہ اُس زمانے مین ایسے وسائل مہیا نہ تہے کہ جن سے اوقات مختلفہ مین شمس و قمر کے فاصلے دریافت کیے جاتے بطلیموس کا خیال اُن واقعات نفس الامری کے علم کا فطرتی نتیجہ تہا جو اوقت تک دلائل سے ثابت ہوسکتا تہا۔ اُسنے جو بڑا کام ہمارے لیے کر چھوڑا ہے وہ یہ ہے کہ اُسکے زمانے مین یا اُس سے پہلی جو خسوف کسوف ہوے یا جو مواقع ثوابت اور سیارات کے اُسنے دیکھے یا سُنے اُنکو قلمبند کردیا۔ بطلیموس کی دوسری کتابون مین سے بڑی چیز اُسکا جغرافیہ ہے جو پندرہوین صدی عیسوی تک صحیح مانا جاتا تہا اس جغرافیے مین شہرون کے مقامات بتایے گیے تہے اور نیز اُنکے طول اور عرض بلدان بہی لکہے تہے۔

نامورانِ زمانہ وسطیٰ

جنکے

اثر سے زمانہ نے رنگ پلٹا ہے

الارک اول (۳۷۶ء سے ۴۱۰ء تک)

الارک اول ۳۷۶ء مین پیدا ہوا۔ وزیگاتہہ[1] قوم کے لوگون مین سے چونکہ اُسکا خاندان سب سے زبردست تہا اور وہ خود بہی لائق تہا اس سبب سے وہ مغربی گاتہہ کا بادشاہ ہوگیا۔ سب سے اول اُسکو اسوقت سے شہرت حاصل ہوئی جبکہ وہ ۳۹۴ء مین قوم گاتہہ کی امدادی فوج کا سردار ہوکر تھیوڈوسیس شاہنشاہ روم کے ساتھہ مین تہا جب تھیوڈوسیس مرگیا تو اوسنے روم کی مشرقی سلطنت پر حملہ کیا اور یونان کے

[1] وزیگاتہہ قوم گاتہہ یعنی قدیمی جرمنیون کا وہ طریق ہے جو بحیرہ سمت مین رہتے تہے اور آخرکار جنوبی مملکت فرانس اور اندلس مین آباد ہوگیے

وسط تک چلا گیا اور یونان والون کو مجبور کر کے جرمانہ فوج کشی لیا اور قسطنطنیہ کو اپنے رعب داب سے ہلا دیا لیکن جب **اسٹیلکو** نے **الریا** تک بھگا دیا جو فوج لیکر مغربی رومی سلطنت سے اسپر حملہ آور ہوا تھا تو شاہنشاہ سلطنت شرقی **آرکا ڈیس** نے اُسکے حوصلے کی روک کیواسطے اُسکو اُس صوبہ کا جہان وہ تھا حاکم مقرر کر دیا۔ چند روز تک تو بیشک وہ اپنی جگہہ پر چپ رہا لیکن ۴۰۲ء مین **الارک** نے **اطالیہ** پر حملہ کیا اور **اسٹلکو** سے شکست کھا کر پھر **الریا** کو واپس چلا آیا۔ مگر وہ پھر ۴۰۱ء مین **روم** پر حملہ کر کے گیا اور تمام ملک **اطالیہ** کو فتح کر کے روم کو قبضے مین لایا مگر اوسی سال مقام کوسینزا ملک **سسلی** مین مر گیا اور اس سبب سے غیر مہذب فتحیابیون سے **روم** کو چند روز کے واسطے نجات ملی لیکن اوسنے وہ کام شروع کر دیا تھا جسکو اُسکی اولاد نے پورا کر لیا یعنی **روم** کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

تھیوڈورک اعظم (۴۵۵ء سے ۵۲۶ء تک)

تھیوڈورک ۴۵۵ء مین پیدا ہوا وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۴۷۵ء مین **اسٹریا وگاتھہ**[1] کا بادشاہ ہو گیا تھا جب شاہنشاہ شرقی **زینو** نے دیکھا کہ **تھیوڈورک** کی طاقت بڑھتی جاتی ہے تو اُسنے ایسا اُسپر اثر ڈالا کہ وہ **آوو الیسر** کے مغلوب کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا اس **آوو الیسر** نے **روم** کی سلطنت پر جا قبضہ کر لیا تھا **تھیوڈورک** نے تین بڑی لڑائیون مین رومیون کو متواتر شکست دی اور جا کر **راونیا** پر محاصرہ ڈال دیا جہان کہ **آوو الیسر** ۴۸۹ء مین پس پا ہو گیا تھا تین

[1] اسٹروگاتھہ شرقی گاتھہ کو کہتے ہین۔

سال کے محاصرے کے بعد باہم یہ عہد و پیمان ہوا کہ دونو بشرکت ملک اطالیہ مین حکومت کرین لیکن بہت جلد وہ قتل کیا گیا اور تھیوڈورک مغرب کا بالکل خود مختار بادشاہ ہوگیا۔ ۳۳ برس تک اوسنے اطالیہ مین ایسی خوبی سے بادشاہت کی کہ وہان کے باشندے اُس سے بہت خوش رہے اس امن چین کے زمانے مین ملک اطالیہ مین خوب رونق ہوگئی تھی اور اپنے گاتھہ کی قوم کے شاہنشاہ کی دانشمندی انصاف اور لیاقت کے سب قائل تھے۔ تھیوڈورک تقریباً ۵۲۶ء مین مرگیا۔ کہتے ہین کہ اُسکو جلدی سے موت اس وجہ سے آگئی کہ اُسنے ناحق اپنے دو وزیرون کو قتل کرادیا تھا۔ تھیوڈورک کے عہد سے قدیمی رومیون کی سلطنت جاتی رہی اور سلطنت اطالیہ کی بنیاد پڑی۔

جسٹینین اول (۴۸۳ء سے ۵۶۵ء تک)

اسکا پہلا نام اوپروڈا تھا مقام ڈارڈینا ضلع الریکم مین ۱۱ مئی ۴۸۳ء کو پیدا ہوا اگرچہ جسٹینین اول شاہنشاہ شرقی کا بھانجا تھا مگر یہہ غیر مہذب نسل کا آدمی تھا۔ اُسکے مامون نے اُسکو متبنّٰی کرلیا تھا اور شہر قسطنطنیہ مین رکھکر عمدہ تعلیم دلوائی تھی ۵۲۷ء مین اُسکے مامون نے اُسکو شریک کرلیا اور جب وہ مرگیا تو یہی بالاستقلال خود بادشاہ ہوگیا جب وہ تخت نشین ہوا اُس وقت سے لیکر اُسکے مرنے تک اُسکی قوم ہمیشہ اندرونی یا بیرونی لڑائیون مین مصروف رہی اور اس درمیان مین اُسکے لائق سپہسالارون خصوصاً بلیساریس نے بہت سی فتوحات حاصل کین اور آخرکار قوم گاتھہ کو مغلوب کرکے

تمام ملک اطالیہ کو سلطنت شاہنشاہ شرقی کی حکومت مین ملالیا مگر سلطنت فی الحقیقت اُس وقت کی نسبت کمزور تہی جبکہ **جسٹینین** تخت حکومت پر بیٹہا تہا کیونکہ لڑائیون کے سبب سے ملک ویران ہوگیا تہا اور فضول خرچیون کے باعث ملک مین کنگالی چہا گئی تہی اور کثرت محصولات کے سبب سے لوگ یہان تک تنگ ہوگئے تہے کہ بغاوت پر آمادہ تہے یقیناً اس شاہنشاہ کی فضول خرچیان بہت کچہہ امورات رفاہ عام مین ہوئی تہین۔ اُسنے سڑکون اور راستون کی درستی کی تہی تاکہ مراسلت اور میل جول مین ترقی ہو اور نہرین پل بندرگاہ تعمیر کیے تہے **قسطنطنیہ** کو آراستہ کیا تہا مملکت کے تمام حصون مین قلعجات بنا ئے تہے مگر لوگون کو اس سے بہی بڑہکر اور ضرورتین تہین اور **جسٹینین** کو آخرکار مجبوراً خرچ مین تخفیف کرنا پڑی اور اُسنے وہ دفاتر توڑ دیے جنکی ضرورت نہ رہی تہی اور پیشتر کے دستور کے بموجب اُن لوگون کی خاطر سے چلے آتے تہے جو اُمرا لوگ اُسمین ملازم تہے۔ دو عمارتین **جسٹینین** کے زمانے کی ابہی تک اچہی طرح موجود ہین ایک **سینٹ سوفیہ** کا گرجا اور دوسرا **سینٹ سرجیس** اور **بکیس** کا گرجا۔ **جسٹینین** بڑا محنتی شخص تہا اور جب اُسکے ایام حکومت کے آثار اور نتائج پر غور کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑا لائق شخص تہا لیکن اُسی کے ساتہہ یہ بہی سچ ہے کہ اُسکا چال چلن ایسا تہا کہ جو بڑے آدمیون کے مناسب نہین ہے۔ ہم یہان اسکی سوانح عمری پر توجہہ نہین کر سکتے تاہم وہ باتین کہ جنسے اُسکی تعریف ابتک ہو رہی ہے لکہتے ہین اُسکی ذاتی خوبیان اُسکے قوانین انتظام کی درستی اور سب سے بڑہکر رومی قانون کا جمع کرنا جو اُسنے **ٹریبونین** اور اُسکے ساتہیون سے

نکہ ٹکرائے تھے ایسی چیزین ہین کہ جن کے باعث سے اُسکو روم کے شرقی بادشاہون مین سے سب سے بڑا ماننا پڑتا ہے - جن کتابون کے سبب سے **جسٹینین** کا دنیا پر بڑا احسان ہے وہ یہہ ہین **کاڈیکس ڈائیجسٹ ایسٹیٹیوشنس** اور **ناویلی** - **کاڈیکس** رومی شاہی فرامین کا مجموعہ ہے جو تالیف کے وقت بہت بکار آمد تھے جن سے حشو اور زوائد اور منسوخات نکالکر یہ کتاب طیار کی گئی تھی - اس کتاب کی دس جلدین تھین اور چودہ مہینے کی محنت مین **ٹریبونین** نے دس آدمیون کی امداد سے بنائی تھی جسکے بنانے کے واسطے یہ لوگ مقرر ہوے تھے - **ڈائیجسٹ** جو قانونی کتاب ہونے کی حیثیت سے ایک بے نظیر کتاب ہے اُنتالیس قدیمی ماہران قانون و آئین کی کتب سے منتخب کرکے پچاس جلدون مین مرتب کی گئی تھی جس مین سے ایک ثلث کے قریب **ایڈاڈکیٹم** اور **لبری ایڈیریم** کتابون سے انتخاب کیا گیا ہے جو **ڈومیٹیس الپین** ایک مشہور و معروف رومی وکیل کی تصنیفات سے ہین - ان کتابون کے طیار کرنے کے واسطے بنانیوالون کو یہ حکم تھا کہ انتخاب مین وہ باتین لین جو ہمیشہ کے واسطے مفید ہون اور فقرات و عبارت کو اس جگہ بدل دین جہان معانی کی صفائی کی ضرورت ہو اور مضامین مکرر اور متناقضات کو نکال دین انتخاب کے ساتھہ اصل مصنف اور کتاب کا نام لکھا ہوا ہے جسکے سبب سے ہمکو فقط یہ کتاب ہی نہین ملی ہے بلکہ قانون کی تاریخ دستیاب ہوگئی ہے - اسی کتاب کے بناتے وقت **ٹریبونین** اور دو اور جامعین نے ایک رومی قانون کا مختصر رسالہ

مرتب کیا جسکا نام انسٹیٹیوشنس یا جسٹینین کا انسٹیٹیوٹ ہے یہ کتاب مدارس مین پڑہائی جاتی تہی - اس کتاب کی ترتیب گیئس کی مشہور شرح انسٹیٹیوٹس کے طرز پر تہی ناویلی جسٹینین کے اُن فرامین کا مجموعہ ہی جو وقتاً فوقتاً اُسنے غیر سرکاری طور پر جاری کیے تہے - یہہ بادشاہ ۱۴ نومبر ۵۶۵ء مین مرگیا -

بیڈی یا بیڈا ایڈم (۶۷۲ء سے ۷۳۵ء تک)

یہ شخص مقام منکورماتہ ضلع ڈرہم ملک انگلستان مین تقریباً ۶۷۲ء مین پیدا ہوا اس کا خطاب بزرگ تہا - انگریزون مین یہ سب سے پہلا مؤرخ ہوا ہے اور اپنے زمانے مین سب سے بڑا عالم تہا - ابتدائے تعلیم اُسنے خانقاہ سیٹ مال و پیٹر مین حاصل کی تہی لیکن وہ بہت جلد اپنے آپ علیحدہ لکہنے پڑہنے لگا جسکے باعث سے آخرکار وہ دنیا بہر مین مشہور ہوا - اُسنے قریباً چالیس کے رسائل لکہے جسمین اُن تمام باتون کا ذکر ہے جو اُسوقت بحث و مباحثہ یا لوگون کے پڑہنے لکہنے مین مروج تہین لیکن اوسکی سب سے عمدہ کتاب انگریزی قوم کی کلیسیا کی تاریخ ہے جسکے ذریعے سے بہت کچہہ اور صحیح حالات ہمکو انگلستان کی تاریخ کے ۷۳۱ء تک کے ملتے ہین وہ لیٹین زبان مین لکہی گئی تہی اور جرمنی مین سب سے پہلے چہپی تہی بادشاہ الفریڈ نے اُسکا ترجمہ اینگلو سیکسن زبان مین کیا ہے دنیا کی چہہ زبانون کا تاریخی حساب اپنی کتاب مین اُسنے وای اونیشین شمارہ بموجب قائم کیا ہے جو زمانہ وسطی مین مورخین کے لیے ایک قاعدہ ہوگیا تہا بیڈی کی تعلیم کی قدر و عزت تمام یورپ مین مانی جاتی تہی

یہان تک کہ پوپ بہی اُس سے مشورہ لیا کرتا تہا وہ ۸۱۴ء مین مرا اور خانقاہ جارو مین دفن کیا گیا۔

شاریمین یا چارلس اول (۷۶۸ء سے ۸۱۴ء تک)

یہ شخص پلپن بادشاہ قوم فرینگ[1] اور چارلس مارٹل کا پوتا تہا جسنے بادشاہت فرانس کی قائم کی ہے اور جسکے سبب سے اس ملک کا نام اُس وقت سے فرانس ہوگیا ہے شاریمین ۲ اپریل ۷۴۲ء کو پیدا ہوا ۷۷۱ء مین جب اُسکا بھائی کارلومن مرگیا تو یہہ گال اور مغربی جرمن کا بادشاہ ہوگیا۔ مگر چونکہ صاحب حوصلہ تہا اور پوپ نے بہی ترغیب دی اس وجہ سے اسنے لومبارڈی صوبہ اطالیہ پر فوج کشی کی اور آخر کار مطیع کرکے لومبارڈی کا بادشاہ ہوگیا اُسکے بعد سکسین قوم سے لڑائی شروع کردی جنہون نے بڑے سخت مقابلے کے ساتہہ ۳۰ سال تک اُس سے جنگ کی ان سکسین لوگون کا سردار اس وقت مین وی ٹکینڈ تہا۔ الغرض یہ لوگ بہی اُسکی شمشیر کشور کشا کے سامنے نہ ٹہہر سکے اور تابع ہوگیے۔ اُسکے بعد وہ تمام ملک اطالیہ کا بادشاہ ہوگیا اور شمالی اندلس کو بہی لیا اور جرمن کے شمال تک اُسکی عملداری پہونچ گئی فقط باقی آیندہ۔

راقم
حسن

---

[1] فرینگ جرمن کی ایک قوم تہی جو فرانس مین آباد ہوگئی تہی اور جسکے سبب سے اُس ملک کا نام فرانک اور آخر کو فرانس ہوگیا یہی لفظ ہے کہ جسکو فرنگ اور فرنگی کے لہجہ سے باشندگان فرنگ یا انگلستان کو ہندوستان مین بولا کرتے ہین۔

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ ازان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتھو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون و محکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین بنسبت اور مطابع کے کتابین بہت خوشخط صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم مرقع عالم کی مقبول تصنیفات

"عبرت" یعنی جان اور ہنوریا کا وہی اچھوتا ناول جو سنہ ۹۰ و ۹۱ء مین مرقع عالم کی ساتھ شائع ہوا اور جسمین شادی نکر نیکے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین ضرور دیکھیے عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھینگے ضرور دیکھیے حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

"جعفر و عباسہ" دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس

دل یکلخت کر رہجائیگا۔ بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان۔ یا ناول کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح اسمین عورتونکی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھہ دکھایے گیے ہین قیمت عہ رد **مسیحاے عالم**، حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن جیہ چیزون سے محققانہ بحث کی گئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے قیمت ۸ر علاوہ محصول درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب ڈیرہ مرقع عالم، ہردوائی بھیجنا چاہیے۔ فقط

اشتہار

فیروزالدین کی بیظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوا ایسان

حبوب خیری یعنی دفیروز نرواین پلز ٹانک، انسان کی صحت مسلمہ اور شرطیہ دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید مانا ہے اس دوائی نے میڈیکل افسران۔ حکما اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری۔ ضعف اعضاے رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ لقوہ۔ آدھرنگ وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانیکے لیے اخصوصیت کے ساتھہ بلا مبالغہ بیظیر اثر کے ساتھہ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنیمین بیظیر ہین۔ بکس ۸ گولی عہ **جوہر عشبہ** یعنی تریاق براے فسادات خون درد کہنہ۔ خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خرد عہ **فیروز بام** اکسیر براے دمہ۔ کھانسی و خشک نزلہ وزکام آواز کا بیٹھہ جانا شیشی خرد ۱۲ر کلان عہ **تپ تلی** کا علاج اکسیر ہے۔ گولیان ۱۲ر عرق عہ ہزارون مایوس مریض خداوند تعالی کے فضل سے صحت یاب ہوے ہین تھوڑے

عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کے لیے دونون چاہئین۔ **چوتھیا پتہ** جادو ہر عرق مشہور ہے
ایک شیشی سے چہہ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ ر **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس ۱ر **فیروزسرب**
اسکے استعمال سے عادات افیون و چاندو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہے نہ سہین ہر ہے نہ نشہ ہے۔ صرف بوتی مسی طیار کیا ہے
شیشی ۱ر **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و بدہضمی شیشی ۱ر **دیکھو تازہ شہادت**۔ جناب ڈاکٹر چین شاہ صاحب
راے بہادر سول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جہنگ ۱۸۹۲ء اکتوبر۔ آپکا جوہر شبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا
ہے **جناب** ڈاکٹر مہتہ دوبی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۱۴ اکتوبر ۹۲ء آپکی جوہر خیری تجربہ کیگئین
از بس مفید مین **گورنمنٹ** عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلی سے ادنی عہدہ دار۔ جناب سیجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر ۱۸۹۲ء مقام ڈلہوزی
(ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروزبام ویلوپی اپل بھیجدیجے درحقیقت تمہارا فیروزبام دمہ کھانسی کیلیے نہایت مفید
ہے جناب مفتی دوست محمد خانصاحب از مقام جوہر کا نہ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۱ نومبر ۹۲ء کو تحریر فرماتے ہین جناب کی
خوشی معالگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راستبازی سے ہزار ہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے
ہین جنمین سے ایک ادنی یہ شکر گزار بھی ہے مین نے آپکی جوہر خیری وغیرہ کا ضرورتاً و مختلف دفعہ مین استعمال کیا۔ یہ ایسی سریع التاثیر
اور بیمثل ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کامل فائدہ ہوگیا۔

المشتہر

(فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ راقم سے امتحاناً منگاکر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب۔ سریع الاثر قابل اعتماد و صلبی طاقت کیلیے جو کثرت فواحشات و مسکرات و کثرت محنت سے ضعف پاے
معدہ و جگر و درد سر و کمر و قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے شانہ بشانہ انسانی کو درست کرتا ہے
قیمت فی شیشی للعہ ر **وعن** خارجاً لگانیسے اون عوارض کو جو بسبب استعمال مخلات قدرت عامل ہونیسے اپنے ہاتھون قوا
خراب کرچکے ہون فی تولہ للعہ ر **حبر آئل** دلربا بوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونیسے و کتابی نزلہ زکام سر بیش عطسہ جنکو
ادنی ادنی باتون سے ہوجاتا ہے آواز بھاری ہوجانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف باصرہ کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی ۱ر

سرمہ ممیر امقوی بصر حافظہ بینائی بڑھے جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہی دو ماشہ کیلیے ہے **سنون عجیب** الاثر ہنستے دانت کو ضبط کرتا ہی درد بدبو میل گوشت خورہ سوڑہ کی خرابیاں دفع کرتا ہی ہر تولہ کیلیے عہ **حب دائمی** قبض دستکم قولنج ریاح دلکی اشتہا زدہ ضعف دل کا دھڑکنا ہاتھ پاؤں کا جلنا عرق النساء کا چکر آنا منہ سے پانی جانا غیرہ دور ہوتا ہی چار جن کیلیے عہ **حب نیا** بیطس تشنگی بار بار آنا پیشاب کا لاغری کمزوری سکر کو دور کرکے قوت کو پیدا کرتا ہی جگر کو درست بناتا ہی ایک تولہ کیلیے عہ **حب بواسیر** غیرہ کو دور کرتا ہے دو ہفتہ کیلیے عہ **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہی تو امراض طاعون بدخنازیر تالو کا سوراخ بھگندر میں جب زخمون میں کیڑا پڑے اور پیپ نکلنے سے ناکہ میں دم ہو تو آنا و لگاتے ہی درد دور بدبو کافور برسون کا زخم دنون میں بھرتا ہی دو تولہ کیلیے عہ **حب قاتل مقام افیون** افیون کھانیوالا زندہ در گور دنیا کی لطف سے محروم دیکھا جاتا ہی اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو عہ **خضاب** زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آثار پیری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی ۵ ر

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی نخبۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت سامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوقیت حاصل ہی کہ مثل ولایت کے چمڑی کی دباغت اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر ہے ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامانکی طیاری کی خصوصیت حاصل ہی یعنی جنکی اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہی بالکل اعلی درجہ کی چمڑی رنگ کے ساتھ نہایت پایداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہی اور تمام کمال ولایتی اوزارون سے اور نہایت ہشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہی اسکا بھی بورا لحاظ رہتا ہی کہ جس جس مقام کا چمڑا جانور کا جسم کا ناقص ہوتا ہی ہرگز نہین کہا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصانکے نکال دیا جاتا ہی اور سلائی بھی کسی پر پرسوت کی نہین ہوتی بلکہ تہ ٹیکی پس جن صاحبونکو دستی یا طیاری کسی سامان جرمنی کی بنظر ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کا خانہ ہذا کی اطلاع فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ کی معاملات کا حسن و قبح معلوم فرماوین علاوہ سباب جرمنی کی قسم کا سباب مثلاً بیبی گھڑیان و کلاک و ٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ لوگو گابی موزہ گیٹس و پرتلہ توسدان نیز برتن مراد آبادی و کپڑا ولایتی و دیسی ہر قسم کا و برتن سی عطر وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر و کمیشن ایجنٹ کانپور و بمبئی کی فہرست طلب کرنے سے جس چیز کو میری کمیشن ایجنسی مین منگانا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست مذکورہ سے ارقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارزی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی

المشتہر کرم الٰہی سوداگر مچھلی بازار کانپور

قاہرہ کی مسجد عمرو

گو اسلامی سلطنتین دنیا سے قریب قریب مٹ چکی ہین۔ اور وہ پرانی تزک و شان صرف قصے کہانیون مین رہ گئی ہے مگر پھر بھی اوس زمانہ کی یادگارین اور عظیم الشان عمارتین اون لوگون کا نشان دے رہی ہین۔ گو وہ خود مٹنے کو ہین۔ مگر اون مٹے ہوؤن کا پتہ کچھ اُن ہی سے لگ سکتا ہے۔ یہ چیزین دیکھ دیکھکر یا اونکے حالات پڑھکر دل مین کسی قدر مسرت پیدا ہوتی ہے کہ ہم بھی کچھ تھے۔ مگر مسرت کیسی۔ یون کہیئے کہ پرانے زمانہ کا خیال آتے ہی اپنی اور اپنے بزرگون کی حالت کا مقابلہ کرکے کچھ تھوڑی دیر کے لیے رو لیتے ہین۔

ہمنے مانا ہی کہ یہ دل سے بھلادین قصے
یہ بھی منظور ہے ہمکو کہ ہمارے بچے

یہ سمجھ لین کہ ہم ایسے ہی تھے اب ہین جیسے
دیکھنے پائین نہ تاریخ عرب کے صفحے

کبھی بھولے بھی سلف کو نکرین یاد مگر
یادگارون کو زمانہ سے مٹادین کیونکر

اس وقت ہم مسلمانون کی ایک مشہور عمارت۔ **خانۂ خدا** یعنی **قاہرہ کی مسجد عمرو** کے تاریخی حالات لکھتے ہین۔ جو ہمین امید ہے کہ دلچسپی سے خالی نہونگے۔

ہجری کے بیسوین سال (سنہ ۶۴۱ع) حضرت عمرؓ کی خلافت مین **عمرو ابن العاص** نے مصر پر لشکر کشی کی۔ پہلی شاہی جمعیت جسنے اسلامی فوج کا مقابلہ کیا۔ اوس قلعہ کی

فوج تھی۔ جسکے قرب مین ایک ایسی اسلامی عمارت بننے والی تھی جسمین اُس حدہ الاشہر کیلئے کے نام کی گونج اب تک سنائی دے رہی ہے۔ اس محاصرہ کے حالات مختلف روایتون نے اس قدر پیچیدہ کردیے ہین۔ کہ ہم اس کا کچھ فیصلہ نہین کرسکتے۔ مگر اس مین کچھ شک نہین کہ خواہ یہ محاصرہ ایک مہینے تک رہا ہو یا سات مہینے تک۔ آخر کار محصورین نے اپنے آپ کو اوس مسلمان سپہ سالار کے حوالے کردیا۔

اب اوسنے اپنے لشکر کا رُخ اسکندریہ کی طرف پھیرا۔ کہتے ہین کہ جب شمال کی طرف مارچ کرنے کے لیے خیمے وغیرہ اوکھاڑے جارہے تھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ عمرو کے خیمہ مین ایک قمری نے گھونسلا بنالیا ہے مہمان نوازی کے خیال سے جو اون لوگون کی گھٹی مین شامل تھا۔ حکم دیا۔ کہ اس خیمے کو ہاتھ تک نہ لگائین اور یونہی کھڑا رہنے دین۔ اور چنانچہ جب وہ اسکندریہ سے واپس آیا۔ تو اوس خیمے کو وہین پایا۔ اور اوس جگھہ ایک شہر آباد کیا جسکا نام (الفسطاط) (خیمہ) رکھا۔

اوس وقت اگر قلعہ کی چوٹی پر کھڑے ہوکر آس پاس کا سین دیکھا جاتا۔ تو آجکل کے سین سے بالکل مختلف نظر آتا۔ دریاے نیل کا رُخ اون دنون کسی قدر مشرق کی طرف تھا اور بسیارہا قلعہ کے مغرب کی طرف کو بہتا تھا۔ یہان تک کہ اوسکے مغربی دروازے سے ہم کشتی مین بیٹھ سکتے تھے۔ مگر آجکل قلعے اور دریا مین پورے ایک چوتھائی میل کا فاصلہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نیا گانون جو آج کل ہم خشک زمین پر آباد دیکھتے ہین کسی دن پانی مین تھا۔ قلعہ سے آگے بڑہکر عیسائیون کی چند عبادتگاہین نظر آتی تھین۔ چند تو نئی قاہرہ

کی حدود کی شمال و مغرب کو اور کچھ جنوب کی طرف واقع تہین ۔ اوس وسیع میدان مین جو قلعہ کے جنوب اور مشرق کی طرف واقع ہے ۔ آجکل چند ٹوٹی پہوٹی قبرین نظر آتی ہین مگر اوس وقت یہ ایک لق و دق میدان تھا جسمین کہین کہین مزروعہ زمین کے ٹکڑے دکہائی دیتے تہے ۔ اور علاوہ ان چند مکانون کے جنکا اوپر ذکر ہوا ہے ۔ کوئی عمارت کا نشان نظر نہین آتا تھا ۔

قلعہ کے ذرا شمال کی طرف گہاس کا ایک قطعہ تہا جس مین انگور کی بیلین اور چند درخت لگے ہوے تہے یہان عمرو کی فوج کے ایک بہادر سپاہی کیسبہ ابن کلثوم نے محاصرہ کے وقت اپنا خیمہ لگایا ۔ اور جب وہ لوگ فتح اسکندریہ کے بعد واپس آئے تو اوسنے اپنی وہی پرانی جگہہ پسند کی ۔ مگر عمرو کا مکان اوس سے کسی قدر مشرق کی طرف واقع تھا ۔ اسی اثنا مین مسلمانون کے معزز خلیفہ حضرت عمرؓ نے تمام نئے فتح کیے ہوے ملکون کے حاکمون کے نام یہ احکام جاری کیے کہ وہ اپنے اپنے صوبون مین مسجدین بنوائین ۔ چنانچہ عمرو کے نام بھی یہ حکم صادر ہوا ۔ کہ وہ دریاے نیل کے ساحل پر ایک مسجد تعمیر کرائے ۔ عموماً لوگون کی یہ راے تہی کہ اس عمارت کے لیے کیسبہ کے مکان اور باغ سے عمدہ اور کوئی جگہہ نہین ہوسکتی ۔ اس لیے عمرو نے اوس سے یہہ درخواست کی ۔ اور ساتھہ ہی یہ بہی کہا ۔ کہ اس کے بدلے مین جو جگہہ وہ پسند کرے مین دینے کو تیار ہون ۔ مگر کیسبہ نے اپنی خوشی سے وہ زمین مسلمانون کی عبادتگاہ کے لیے دیدی ۔ اس دریادلی کی تعریف مین جو نظم اوس وقت لکہی گئی تہی ۔ اب تک موجود

اسلیے اُس عالیشان مسجد کی بنیاد اوسی جگہ پر ۱۲ ہجری ۶۴۲ء مین رکھی گئی۔ خوش قسمتی سے ہمارے پاس ایک ایسے شخص کی شہادت موجود ہے۔ جسنے اوس مسجد کو اپنی آنکھون سے دیکھا ہے جسکا رقبہ وہ لکھتا ہے ۵۰ درع العمل × ۳۰ درع العمل ہے جسکے چارون طرف ایک سڑک تھی۔ اور چھ دروازے تھے جنمین سے دو عمرو کے مکان کے مقابل تھے (یعنی مشرق کو) دو شمال کو اور دو مغرب کو۔ اور اس طرح جنوب کی طرف کی جگھہ بند تھی۔ جو قبلہ کا رخ تھا جسکی طرف نماز پڑھتے وقت تمام دنیا کے مسلمانون کے منہ پھرتے ہین مسجد کی چھت بہت نیچی تھی اور فرش پتھر وغیرہ کا بنا ہوا نہین تھا بلکہ صرف چھوٹے چھوٹے کنکر پڑے تھے۔ کہتے ہین کہ قبلہ رکھتے وقت پیغمبر خدا کے کوئی اسّی صحابی موجود تھے۔ جو مسلمانون کی نظرون مین اوسکی وقعت اور تقدس کو اور بڑھا دیتا ہے۔ مگر اس مسجد مین ایک نہایت ہی تعجب انگیز بات یہ تھی۔ کہ اس مین اور مسجدون کی طرح جو ہم آجکل دیکھتے ہین محراب بالکل نہ تھی۔ میرا اس سے مطلب یہ ہے۔ کہ وہان کوئی اندر سے خالی محراب جو عموماً ہم دیکھتے ہین نہین تھی۔ مگر بجاے اسکے یہان کچھہ نہ کچھہ ضرور تھا جس سے مکہ کا رُخ معلوم ہوتا تھا۔ مگر یہان عمرو نے ایک منبر ضرور رکھا تھا جسکی نسبت حضرت عمرؓ نے اوٹھا دینے کا حکم دیا۔ اور کہا گیا "تمھارے لیے کھڑا ہونا کافی نہین ہے جبکہ اور مسلمان تمہارے قدمون کے نیچے بیٹھتے ہین"۔

یہ تھی عمرو کی اصل مسجد۔ ایک سادہ مکان (۲۸۰۹ × ۱۷۰۳۴ میٹرز) کا جسکے نیچے جھکی ہوئی چھت کئی ستونون کے سہارے کھڑی تھی۔ جو شاید کسی قریب کے گانون سے

یا میمفس سے جو دریائے نیل سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے منگائی گئی تھی۔ اسکی دیوارین غالبًا پکی مگر زیادہ تر قیاس یہ ہے کہ کچی اینٹون کی چنی ہوئی تھین۔ جنکا کھُردرا پن یہ بتا رہا تھا کہ ان پر پلاسٹر نہین کیا گیا۔ فرش کنکر کا تھا۔ روشنی کا وہی انتظام تھا جو آجکل ہے۔ یعنی چھت مین ایک بڑا سا مربع سوراخ ہے۔ یہ بالکل ایک سادہ مسجد تھی۔ نہ اس مین مینارے تھے۔ نہ اسمین کسی قسم کی بیرونی یا اندرونی آرایش کا سامان تھا صرف ایک منبر تھا۔ جو تھوڑے دنون بعد وہ بھی پھنکوا دیا گیا۔ لیکن باوجود اسکے یہی مسجد تھی جسکا نام بعد مین تاج الجوامع رکھا گیا اس مین کچھ شک نہین کہ گو یہ ایک معمولی سادہ مسجد تھی۔ گو اس سے کسی قسم کی شان و شوکت ظاہر نہین ہوتی تھی۔ مگر عبادت اور نماز کا جوش و خروش جو اوس وقت تھا۔ آج باوجودیکہ وہ ایک بڑی پُرشان و شوکت اور عظیم الشان مسجد ہے۔ گو اس وقت وہ تاج المساجد اور عمارت کی خوبی کے لحاظ سے لاثانی ہے۔ اوسے وہ بات ہرگز نصیب نہین جس مقصد کے لیے یہ بنائی گئی تھی۔ یا جس خیال سے اُسکے بانی نے اوس کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔ وہ دن اسلام کے آغاز کے دن تھے۔ اور اوس وقت کے مسلمان اپنے سیدھے سادے فرائض کو اس خوبی اور جوش سے ادا کرتے تھے۔ جو ہماری قسمت مین نہین مفتوحہ ممالک کی دولت نے انہین ابھی تک عیش و عشرت کی طرف مائل نہین کیا تھا۔ اور ابھی تک وہ اون مضر اور بیہودہ خیالات سے بچے ہوے تھے جو آج ہماری تباہی کا باعث ہوے۔ اون دنون مین اُنکے مذہبی۔ ملکی سب معاملات کے لیے یہ ایک مسجد کافی تھی۔ وہان کا گورنر

(حاکم) اوس کا واعظ اور نماز جمعہ کا امام ہوتا تھا۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ عمرو کا ایک وعظ جو اونھون نے اس مسجد مین جمعہ کے روز کہا تھا ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے جسکا ترجمہ ہم یہان لکھتے ہین اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک فرمانروا کے وعظ مین اخلاقی نصایح اور انتظامی احکام کس خوبی سے ملے جلے ہین۔ بحیر ابن ذاکر اسے اسطرح بیان کرتا ہے۔ مین اور میرا باپ عیسائیون کی عید الفطاس کے چند روز بعد جمعہ کی نماز پڑھنے گیے۔ ابھی ہم نماز پڑھ ہی رہے تھے۔ کہ چند شخص ہاتھ مین کوڑے لیے آدمیون کو ڈھکیلتے ہوے ہمارے پاس آپہونچے۔ مین نے پوچھا۔ "ابا" یہ کون ہین" "میرے والد نے جواب دیا بیٹا۔ محافظ ہین"۔ اتنے مین موذن نے اذان دی اور عمرو ابن العاص منبر پر کھڑے ہوے۔ مین نے دیکھا کہ وہ ایک چھوٹے قد کے مگر گٹھے ہوے آدمی تھے۔ سر بڑا تھا اور آنکھین سیاہ بشرہ سے نہایت سنجیدہ معلوم ہوتے تھے۔ لباس قیمتی تھا سر پر عمامہ اور جسم پر قبا تھی۔ اول تو چند الفاظ مین خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی۔ بعد لوگون کو احکام سنائے۔ مین نے سنا کہ وہ زکوۃ کے دینے والون کو دیکھنے۔ اعتدال سے رہنے۔ حد اعتدال سے تجاوز نکرنے اور دوسرے فضول کامون اور عیش و عشرت سے روکنے کی ہدایت کرتے تھے۔ اور کہا "اے انجمن قوم! چار غلطیون سے بچو کیونکہ وہ آرام کے بعد مصیبت پیدا کرینگی۔ دولت کے بعد افلاس اور کمال کے بعد زوال۔ خبردار اپنے بیہودہ اور عیش و عشرت کے اسباب مت بڑہاؤ اپنے مال کو ضایع مت کرو۔ اور کسی معاملہ مین اس قدر باتین نکرو جنہین تم پورا نہین کر سکتے

یہ سچ ہے کہ انسان کو کسی قدر فرصت کی ضرورت ہے۔ اپنے جسمانی آرام کے لیے۔ اپنے منافع اور فوائد کی نسبت سوچنے کے لیے اور اپنی نیچرل خواہشات کے پورا کرنے کے واسطے۔ لیکن جو شخص ایسا کرنا چاہے۔ اوسے چاہیئے کہ اعتدال سے کام لے اور تھوڑے ہی سے پر قناعت کرے۔ اور فرصت کے وقت اوسے کچھ نہ کچھ حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنی زندگی غفلت مین نہ گذار دے۔ اور نیک کامون سے بے پرواہ ہو جاے اور خدا کے احکام سے بالکل غافل رہے۔ اے انجمن قوم! اس مین کچھ شک نہین کہ ستارہ جوزا طلوع ہوا ہے اور سیارہ سہیل غروب ہو گیا ہے مطلع صاف ہے۔ دنیا سے تمام آفت اوٹھ گئی ہے۔ شبنم کم ہو گئی ہے۔ چراگاہ مین سبز گھاس لہلہا رہی ہے۔ بھیڑون نے بچے دیدیے ہین اب گڈریے کو اپنے ریوڑ کی خوب حفاظت کرنی چاہیئے۔ تم اپنے کھیتون مین جاؤ۔ خدا کی رحمت تمہارے ساتھ ہے۔ اون تمام نعمتون سے حظ اوٹھاؤ۔ یعنی دودھ۔ بھیڑین اور شکار۔ اپنے گھوڑونکو کھیتون مین چھوڑ دو اور موٹا ہونے دو۔ اور اونکی خوب حفاظت کرو۔ اور اون سے اچھی طرح سلوک کرو۔ کیونکہ وہ تمہین دشمن سے بچاتے ہین اور تمام مال غنیمت کا انحصار اون ہی پر ہے۔ اور کاٹیس سے (اہل مصر) جو تمہارے پڑوسی ہین نہایت مہربانی سے برتاو کرو۔ اور غیر عورتون کی طرف سے ہوشیار رہو۔ اونکے بدن ایسے سیدھے ہین جیسے نیزے۔ کیونکہ اسمین کچھ شک نہین کہ وہ غارتگر ایمان ہین اور تمام قوتون کی زایل کرنے والین۔ مجھ سے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ اونہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ کہتے سنا۔ کہ "بیشک میرے بعد خدا مصر کا ملک تمہین دیگا۔ اس لیے وہان کے باشندون سے مہربانی سے سلوک کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے اقربا اور تمہاری رعیت ہین"۔ اسلیے مین تمہین کہتا ہون۔ کہ تم اپنے ہاتھہ اوٹھالو۔ اپنے جوش ضبط کرو۔ اور اپنی آنکھون پر پردہ ڈال لو۔ مین یہ نہین سننا چاہتا کہ تم مین سے کوئی موٹا ہو جاے مگر اوسکا گھوڑا دبلا ہو خیال رکھو کہ مین تمام گھوڑدن اور آدمیون کو دیکھونگا۔ اور جس کسی کا گھوڑا بغیر کسی معقول وجہ کے دبلا ہوگا۔ اوسی مقدار سے مین اوسکی تنخواہ کاٹ لونگا۔ اور یاد رکھو کہ تم قیامت تک دشمن کی سرحد پر آباد ہو۔ اس لیے بہت سے دشمنون نے تمہین گھیر رکھا ہے۔ اور تمہاری زمینون تمہاری دولت اور ترقی۔ تمہارے وسیع مقبوضات۔ اور تمہاری لازوال نعمتون پر اونکا دانت ہے اور ہر وقت وہ اسی تاک مین لگے ہوے ہین۔ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے مجھہ سے ذکر کیا۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تہے۔ کہ "جب خدا تعالیٰ تمہین مصر پر قابض کریگا۔ تو تم ایک بہت بڑی فوج بنانا کیونکہ وہ فوج تمام دنیا کی فوجون سے اعلیٰ ہے"۔ تب حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ کہ "اے پیغمبر خدا۔ یہ کیون ہے" تو آپ نے جواب دیا کہ "اسلیے کہ وہ اور اونکی بیویان قیامت تک دشمن کی سرحد پر مخیم ہین"۔ اس لیے اے انجمن قوم! تم اون چیزون کے لیے جو خدا نے تمہین عنایت کی ہین۔ اون کا شکریہ ادا کرو۔ اور سبز میدانون مین مزے اوڑاو۔ اور جب شاخین سوکھہ جائینگی۔ پانی گرم ہو جائیگا۔ مکھیان بڑہجائینگی۔ دودہ کہٹا ہو جائیگا۔ سبزی معدوم ہو جائیگی۔ اور پھول پودون پر سے مرجہا کے گر پڑینگے۔ تب تم اوٹھو۔ اور خدا کی عنایت سے اپنے شہر کو واپس جاو۔ اور یاد رکھو کہ

جب تم گھر واپس جانے لگو۔ تو تم اپنی حیثیت کے موافق کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے گھر ضرور لیجاؤ۔ جو کچھ مجھے کہنا تھا مین نے لکھ دیا۔ اور اب مین تمہین خدا کے حوالے کرتا ہون"

"تاریخی حالات"

اب ہم اس مسجد کے کچھ تاریخی حالات لکھنا چاہتے ہین۔ کہ باوجود اس قدر انقلابات اور تباہیون کے یہ کیونکر قایم رہی۔ اور اس مین کیا کیا تبدیلیان واقع ہوئین۔ زمانہ نے اور اس زمانہ کے لوگون نے اسکے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اسکی رونق کیونکر بڑہی۔ اور کیونکر گھٹی

اول ہم اس مسجد کی ترقی کے زمانہ (اس سے میرا مطلب عمارت کی ترقی ہے) کے حالات لکھتے ہین۔

اسے بنے کوئی بتیس ۳۲ برس ہوے تھے۔ کہ مسلمہ نے ۵۳ھ ہجری (۶۷۳ء) مین اسے بڑہانا چاہا۔ کیونکہ لوگون کو عموماً یہ شکایت تھی کہ مسجد بہت چھوٹی ہے۔ اس لیے خلیفہ معاویہ کے حکم سے اس حاکم نے مسجد کو مشرق کی جانب کسی قدر بڑہا دیا۔ اور شمال کی طرف کچھ خالی جگہ شامل کردی یہ نہین معلوم ہوتا کہ کس قدر بڑہائی گئی۔ مگر چونکہ عمرو کے مکان تک بڑہائی گئی تھی۔ اس لیے یہ خیال ہوتا ہے کہ کچھ زیادہ حصہ ایزاد نہین کیا گیا۔ مسلمہ نے علاوہ اس کے دیوارون پر پلاسٹر کروایا۔ اور آرایش کا بھی کچھ سامان مہیا کیا۔ اور خلیفہ کے حکم بموجب مسجد کے چارون کونون مین اذان کے لیے چار خاص جگہین بنوادین۔ غالباً وہ چھوٹی چھوٹی مینار ہونگی۔ جن کے متعلق ایک ایک زینہ بھی تھا۔

چھبیس ۲۶ سال تک پھر اس مین کوئی تبدیلی واقع نہین ہوئی۔ اسکے بعد ۷۹ھ ہجری (۶۹۸-۹۹ء) مین **عبدالعزیز ابن مروان** (برادر خلیفۂ وقت) نے اس مسجد کو بالکل از سر نو بنوایا۔ اور مغرب کی طرف سے بہت کچھ وسعت دی۔ اور مسلمہ نے جو خالی زمین کا حصہ شمال کی طرف زیادہ کر دیا۔ وہ بھی اسنے چار دیواری مین شامل کر لیا۔ دس برس بعد **عبداللہ ابن عبدالملک** نے اسکی چھت کو جو بہت نیچی تھی اونچا کروا دیا۔

عبدالعزیز کی کاٹ چھانٹ کے چودہ برس بعد **قرہ ابن شارق** نے اسے پھر بنایا اور بڑھایا۔ اور یہ کام غالباً نو مہینے تک جاری رہا۔ یعنی ۹۲ھ ہجری (۷۱۰ء اکتوبر) سے شروع ہو کر ۹۳ھ ہجری کے نومین مہینے مین ختم ہوا۔ چنانچہ اس زمانہ مین جمعہ کی نماز چوک (قیصریہ) مین ہوتی تھی۔ **قرہ** نے جنوب کی جانب **عمرو** کا مکان بھی شامل کر دیا۔ جسکے بدلے مین اونکے ورثا کو کچھ روپیہ دیدیا گیا۔ اور کہتے ہین کہ **قرہ** ہی تھا جس نے پہلے پہل اس مسجد مین قبلہ دکھانے کے لیے محراب بنائی۔ اب اس مسجد مین گیارہ دروازے تھے۔ چار مشرق کی طرف۔ چار مغرب کی طرف اور تین جنوب کو۔ اس وقت مسجد شمال و مشرق کی طرف بہت کچھ وسیع ہوگئی۔ قرہ نے ایک منبر بھی بنوایا جو ۳۶۵-۳۶۸ھ ہجری ۹۹۶-۹۷۵ء تک موجود تھا۔

قریب قریب اسی زمانہ مین (۹۷ھ ہجری ۷۱۵-۱۶ء) مسجد کے اندر ایک کمرہ **بیت المال** کے لیے تعمیر کرایا گیا۔ مگر اب یہ ٹھیک ٹھیک معلوم کرنا کہ یہ کہان تھا۔ اور اسکی شکل کیسی تھی کسی قدر مشکل ہے۔ اس جگہہ اسکے فیصلہ کے لیے بحث کرنی مناسب نہین معلوم ہوتی

۱۳۳ ہجری (۷۵۰-۷۵۱ء) مین جبکہ بنوامیہ کی خلافت کا خاتمہ ہوگیا تھا صالح ابن علی گورنر مصر نے شمال کی طرف چار قطارین ستونون کی اور زیادہ کردین اور ایک پانچوان دروازہ مشرق کی طرف اور تعمیر کروایا جسکا نام باب الکحل تھا۔

۱۷۵ ہجری (۷۹۱-۹۲ء) مین موسی بن علی نے شمال کی طرف ایک صحن (رحبہ) اور زیادہ کردیا۔ اس رحبہ کو ہم ایک خیال سے مسجد کا حصہ نہین کہہ سکتے۔ گو اس مین کچھ شک نہین۔ کہ یہ خالی جگہ موسی نے مسجد کے ساتھ کردی تھی جسے کوئی اور استعمال نہین کرسکتا تھا۔

اور اخیر مین عبداللہ ابن طاہر (۲۱۲ ہجری و ۸۲۷ء مین) نے حکم دیا کہ موجودہ مسجد کو دُگنا کردیا جاے۔ اور چنانچہ مغرب کی طرف اوسی قدر اور اوسی شکل کی اور زمین زیادہ کی گئی۔ ایک مورخ کہتا ہے کہ "عبداللہ ابن طاہر نے مسجد مین ایک بڑی محراب بنوائی اور مغرب کے طرف کی کل زمین زیادۃ الخازن تک زیادہ کی" اوس وقت مسجد کا طول و عرض (۱۹۰×۱۵۰) کیوبٹ یا ساعد تھا جب ہم پانسو سال بعد مین بھی اس مسجد کو دیکھتے ہین تو اسکا رقبہ وہی پاتے ہین جو ابن طاہر کے وقت مین تھا۔

مسجد کا کل رقبہ ۴۲۰۰۰ مربع ذرع النبی یا ۲۸۰۰۰ ذرع العمل تھا۔

تاریخ نے اسکی حالت ہمین یہان تک بتادی ہے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہین۔ کہ اس کے بعد کیا واقع ہوا۔ اس کے بعد مسجد کی آرایش کا زمانہ آیا۔ جو ۵۶۸-۱۲ ہجری۔ (۱۱۷۲-۸۲۷ء) تک رہا۔ اور اس زمانہ مین اس مین کچھ تبدیلیان ہوتی رہین۔ گو مسجد کو زیادہ

وسعت نہین دی گئی - اور نہ کوئی حصہ اوس مین زیادہ کیا گیا مگر آرایش وغیرہ تکلفات نے اوسکی حالت بہت کچھہ درست کردی -

اس سے پہلے ۱۳۳ھ ہجری (۷۵۰ء) مین خاندان بنوامیہ کے زوال کے بعد الفطاط کے جنوب و مشرق مین ایک فوجی چھاونی پڑگئی تھی اور ۱۶۹ھ ہجری (۷۸۵ء) مین ایک جامع مسجد بنوائی گئی - اور پھر ۲۸۵ھ ہجری (۸۷۲ء) مین **احمد ابن طولون** گورنر مصر نے جو قریباً خود مختار ہوگیا تھا اور مصر کے ایک خاندان کا بانی ہوا - ایک گانون مشرق و جنوب کی طرف آباد کیا - اور ۲۶۳ھ ہجری (۸۷۶ء) مین ایک مسجد بنوائی - جو ابتک موجود ہے اسی زمانہ جسکا ہم ذکر کر رہے ہین - پھر **قاہرہ** خاص کی بنیاد پڑی ۳۵۸ھ ہجری ۹۶۹ء - جسمین دو بڑی عالیشان مسجدین **الاظہر** اور **الانور** (موخرالذکر کا دوسرا نام **مسجد الحاکم** بھی ہے) تعمیر ہوئین - مگر مسجد عمرو مین جو کچھہ بعد مین زیادہ کیا گیا وہ زیادہ قابل لحاظ نہین - کیونکہ اس سے مسجد کی عمارت وغیرہ مین کسی قسم کی ترقی نہین ہوئی - بلکہ جو کچھہ زیادہ کیا بھی گیا وہ مسجد کے بیرونی احاطہ کے متعلق تھا -

المقرزی لکھتا ہے کہ **قاضی الحارث** نے ۲۳۷ھ ہجری (۸۵۱ء) مین کچھہ ایزاد کیا - جو اوسی کے نام سے مشہور ہے - اور یہ **زیادۃ الخازن** کے شمال مین واقع ہے - جسے **ابوبکر خازن** نے ۳۵۷ھ ہجری (۹۶۸ء) مین تعمیر کروایا - اور ۲۵۸ھ ہجری (۸۷۲ء) مین **رحابہ ابی ایوب** اور زیادہ کیا گیا (اسی ابوایوب نے صحن مین نمازیون کے سایہ کے لیے ایک شامیانہ کھڑا کیا - جسے فاطمیہ خلیفہ الحاکم نے ۴۰۶ھ ۱۰۱۵ء مین

اوکھڑوادیا) یہ تمام حالات ہمنے شمالی اور مغربی حصہ کی بابت لکھے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ ہمین مشرقی حصہ کے حالات معلوم نہین ہو سکتے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ اس طرف بھی کچھ نہ کچھ زیادہ ضرور کیا گیا تھا جسکا اب کوئی نشان باقی نہین۔ جو غالباً ۷۰۲ھ ہجری (۱۳۰۲ء) مین گر گیا۔ یہ ہے ایزاد شدہ حصہ کی تاریخ۔ اب ہم دوسرے زمانہ کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ اس مین سب سے پہلا واقعہ قابل غور یہ ہے کہ ۲۷۳ھ (۸۸۶ء) مین مسجد مین آگ لگ گئی جس سے تمام ابن طاہر کا زیادہ کیا ہوا حصہ جلگیا۔ جسے بعد مین احمد ابن طولون کے جانشین اور بیٹے نے ۶۴۰۰۰ دنیار کے خرچ سے بنوایا۔

الاخشید کے زمانہ مین یعنی ۳۲۴ھ ہجری (۹۳۶ء) مین ستونون پر نقش و نگار کیے گیے۔ اور سرون پر سونے یا چاندی کا پانی پھروایا گیا۔ اور جہان کہین جوڑ تھے۔ اونپر خوش رنگ پتھر یا شیشے لگائے گیے ۳۳۶ھ ہجری (۹۴۷-۴۸ء) مین قاضی ابوحفص نے چھت پر ایک کمرہ موذنون کے لیے بنوایا ۳۷۸ھ ہجری (۹۸۸-۸۹ء) مین بیت المال کے گنبد کے نیچے ایک فوارہ بنایا گیا ۳۸۷ھ ہجری (۹۹۷ء) مین مسجد پر پلاسٹر ہوا۔ اور سفیدی کرائی گئی۔ کہتے ہین کہ اس وقت بہت سے پتھرون وغیرہ کے نقش و نگار مٹادیے گیے تھے جو غالباً ابن طولون یا اخشید یہ خاندان کے وقت تھے۔ کیونکہ ان خاندانون مین ایسے فنون کا بہت کچھ چرچا تھا۔

فاطمیہ خلیفہ الحاکم نے ۴۰۳ھ ہجری (۱۰۱۲-۱۳ء) مین کوئی ۲۴۰۰ جلد مین قرآن شریف

اور نو سیپارون کی مسجد مین بہیجین جنمین سے بعضے سونے کے حروف سے لکھے تھے اور جنمین ہر ایک مسجد مین استعمال کر سکتا تھا۔ اور علاوہ اسکے اوسنے خصوصاً اسی مطلب کے لیے ایک بڑا شمعدان بہیجا۔ جسپر ایک لاکھ درہم لگے تھے۔ یہ اس قدر بڑا تھا کہ اسکے اندر لیجانے کے لیے مسجد کا ایک دروازہ بڑا کرنا پڑا۔ تین سال بعد اسی خلیفہ نے صحن کا شامیانہ اوکھڑوادیا۔

فاطمیہ خلیفون کے زمانہ مین اس مسجد مین چند اور بھی تبدیلیان ہوئین۔ چنانچہ خلیفہ **المستنصر** نے محراب کے سامنے چاندی کی ایک زنجیر لٹکائی۔ ۴۳۸ھ ہجری (۱۰۴۶-۴۷ء) اسی زمانہ مین محراب کے ستونون پر چاندی کے حلقے سے لگائے گیے جنہین **صلاح الدین** نے بعد مین اوتروادیا۔

اس زمانہ سے لیکر **الفطاط** کے جلنے تک اس مین کچھ کچھ تبدیلیان ہوتی رہین اور کسیقدر کچھ اور بھی ایزاد ہوا۔ مگر یہ قابل ذکر نہین معلوم ہوتین۔ ۵۶۴ھ ہجری (۱۱۶۸-۶۹ء) مین **امورے**۔ **یروشلم** کے بادشاہ نے مصر پر فوج کشی کی اور الفطاط کے جنوب مین خیمے لگائے۔ اس لیے فاطمی خلیفہ **العاضد** کے حکم سے اوسکے وزیر **شاہور** نے اس شہر مین آگ لگادی۔ تاکہ غنیم اس پر اپنا قبضہ نکرے۔ اس آتش زنی نے مسجد کو بھی نقصان پہونچایا۔ مگر یہ فرض کرلینا کہ اسکی تمام اصلی عمارت کو نقصان پہونچا۔ ایک غلطی ہے۔ دیوارین گو قابل مرمت تہین مگر پھر بھی کھڑی رہین بیشک چھت اور تمام لکڑی کا کام بالکل غارت ہوگیا جس سے مرمت کی از حد ضرورت واقع ہوئی۔ چار سال بعد

(۵۶۸ ہجری ۱۱۷۲ء) مین مسلمانون کے نامور بہادر صلاح الدین نے مصر پر اپنا تسلط جمایا۔ اوسنے اوس پرانی مسجد کو پھر تعمیر کروایا۔ قبلہ اور محراب از سر نو بنوائے۔ اور فرش سنگ مرمر کا بنوایا۔ اور اپنا نام اوسپر کھدوایا۔ اس کے علاوہ اوسنے کئی اور تبدیلیان کین جنکا ذکر کرنا یہان مناسب نہین معلوم ہوتا مسجد کا اب یہ زمانہ ختم ہوتا ہے۔ اور ایک نیا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ جسکا ذکر ہم آگے کرتے ہین۔

مسجد کی طرف سے بے پرواہی اور اوس کی بربادی

آخر اس عالیشان مسجد کا وہ زمانہ آپہونچا۔ جبکہ اس کا کوئی سرپرست نرہا۔ اور اس بے توجہی اور بے پرواہی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اسکی تباہی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ ایوبیہ خاندان کے زمانہ مین (۶۴۸-۵۶۸ ہجری) (۱۲۵۰-۱۱۷۲ء) اس کا یہی حال رہا۔ اور اون لوگون نے کچھ توجہ نہین کی۔ ہم یہان ایک قابل سیاح کی تحریر سے کچھ اقتباس کرکے لکھتے ہین۔ جسنے الصالح نظم الدین کے زمانہ مین جسے صلاح الدین کے خاندان کا اخیر بادشاہ سمجھنا چاہیئے (۶۴۷-۶۳۷ ہجری ۱۲۴۹-۱۲۴۰ء) اس مسجد کو خود دیکھا۔ اور اس کا بڑا دلچسپ حال لکھا ہے۔ اس سیاح کا نام سعید المغربی جو اسکندریہ مین ۶۳۹ ہجری (۱۲۴۱ء) مین پہونچا۔ اور مصر مین قریب دس برس کے رہا۔ اس مسجد کے حالات وہ اسطرح لکھتا ہے۔

"پس مین شہر مین داخل ہوا۔ اور اون تنگ گلیون مین سے مجھے گذرنا پڑا۔ جہان لوگ کثرت سے اسباب اور بوجھ اوٹھائے اور مشکین اونٹون پر لادے جارہے تھے۔ جس سے چلنے مین مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ آخر کار مین مسجد مین پہونچا۔ مین نے دیکھا کہ تنگ گلیون نے

اس مسجد کو گھیر رکھا ہے۔ اور اس بات مین یہ مسجد اشبیلیہ اور مراکش کی مسجدون سے جنکا مین نے پہلے ذکر کیا ہے مختلف ہے۔ پہر مین اسکے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک بہت بڑی اور قدیم مسجد ہے جسمین آرایش اور سجاوٹ وغیرہ کا کوئی سامان نہ تھا۔ سادہ چٹائیان دیوارون پر لگی ہوئین اور فرش پر بچھی ہوئی تھین اور مین نے دیکھا کہ بہت سے لوگ مرد عورت صفین رستہ کم کرنے کے لیے یا جلدی پہونچنے کی خاطر ایک دروازے سے دوسرے دروازے ہوکر مسجد مین سے گذرتے تھے جس سے اوس کا تمام فرش خراب ہوگیا تھا۔ اور بہت سے خوانچے والے (بیچنے والے) اس مین میوے اور بسکٹ وغیرہ بیچ رہے تھے اور مسجد کے مختلف حصون کے لوگ اون سے لے لیکر کھا رہے تھے اور اوس مقدس جگہ کی عزت و وقار کا کچھ خیال نہین کرتے تھے۔ اور بہت سے بچے اپنا کاسہ گدائی لیکر اون لوگون کے سامنے کھڑے تھے جو کچھ کھا رہے تھے۔ اور اس طرح اپنی گذر اوقات کی فکر کر رکھی تھی۔ اور اون سے بھی جو باقی بچ رہا وہ اونھون نے مسجد کے کونون مین پھینک دیا۔ چھت اور گوشون مین سیکڑون مکڑیون کے جالے لگے ہوے تھے۔ بچے صحن مین کھیل کود رہے تھے۔ اور دیوارون پر کوئلہ تارکول اور سرخ رنگ سے نہایت بیہودہ اور بدنما خط مین خدا جانے بیفکرون نے کیا کیا لکھ ڈالا تھا۔ باوجود ان تمام خرابیون کے مسجد سے شان و شوکت کے آثار نمودار تھے۔ اور خیالات پر ایک قسم کا اثر پڑتا تھا۔ اور یہ بات اشبیلیہ کی مسجد مین ہرگز نصیب نہین ہوسکتی۔ باوجودیکہ وہان چمن اور آرایش کے تمام سامان موجود ہین۔ مین نے معلوم کیا۔ کہ بغیر کسی ایسی چیز کے دیکھنے سے جو یہان موجود تھی میرے

دل پر اس کا اثر نہایت صاف اور طمانیت بخش پیدا ہوا۔ تب غور کرنے سے مجھے معلوم ہوا کہ اس مین ایک خاص راز ہے اور وہ یہ ہے کہ اس مسجد کی تعمیر کے وقت پیغمبر صاحب کے اصحاب کرام یہان کھڑے تھے۔ اور مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ طلباء اپنے معلمون کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہین۔ جو قرآن۔ دینیات اور صرف و نحو وغیرہ کی تعلیم کے لیے مقرر ہین۔ اور جب مین نے اونکی گذر اوقات کی نسبت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسکا انحصار شرعی زکوۃ پر ہے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اس کا جمع کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ جب تک کہ کوئی وبا نہ ہو یا سخت تکلیف نہ اوٹھائی جائے۔ اسکے بعد مین مسجد سے چلا آیا اور دریاے نیل کے ساحل پر جا پہونچا۔"

اوپر کا بیان مسجد کی بُری حالت اور لوگون کی کم توجہی پورے طور سے ظاہر کر رہا ہے جبکہ خاندان صلاح الدین کا زوال قریب آپہونچا تھا۔ ہم دیکھتے ہین کہ پہلے مملوک بادشاہ عزالدین ایبک نے (۶۵۵ھ ۱۲۵۷ء) ہجری مین مسجد پر پلاسٹر کروایا اور اسکی مرمت کی۔ ستونون کو درست کروایا۔ اور تمام فرش سنگ مرمر کا بنوا دیا (مگر اس مین صحن شامل نہین) باوجود اس مرمت کے بی برس کے زمانہ مین (۶۵۶-۶۵۸ ہجری ۱۲۵۸-۱۲۶۰ء) شمال کی جانب کی دیوار کسی قدر جھک گئی تھی اور گرنے والی تھی۔ قاضی نے پہلے اس کا بذات خود ملاحظہ کیا۔ اور پھر معماروں سے مشورہ کیا۔ فوارہ گروا دیا۔ تاکہ مسجد کی بنیاد کو اس سے نقصان نہ پہونچے۔ اور سنے نیز شمالی دیوار کے پیچھے پشتہ بندھوا دیا۔ تاکہ گرنے سے بچی رہے اور ساتھ ہی کئی کمرے چھت کے اوپر کے گروا دیے تاکہ اس سے بہت بوجھ نہ پڑے۔

اس کے تمام اخراجات مسجد کی متعلقہ آمدنی سے ادا کیے گیے۔ مگر باوجود اسکے یہ معلوم ہوا کہ مسجد اب تک محفوظ حالت مین نہین۔ اس لیے سلطان سے یہ درخواست کی کہ خزانۂ عامرہ مین سے اسکی تعمیر کا روپیہ عنایت کیا جاے۔ چنانچہ شمالی دیوار پورے طور سے بنوادی گئی مسجد پر پلاسٹر کیا گیا ستون پوش ہوے۔ غرضکہ پوری پوری مرمت ہوگئی۔ اکیس برس بعد (۶۸۷ھ ہجری ۱۲۸۸ء) سلطان **کلعون** کے زمانہ مین **عزالدین الفرم** کی زیر نگرانی اسکی کسی قدر مرمت ہوئی۔ اور مسجد کی حالت اور کم توجہی کا اندازہ اس بیان سے ہوسکتا ہے کہ "اسکے کئی حصون مین کوڑے کے ڈھیر نکلے"

دوسرا بڑا تاریخی واقعہ جس سے مسجد کو سخت نقصان پہونچا ۷۰۲ھ ہجری ۱۳۰۲ء کا زلزلہ تھا۔ اب مسجد کی درستی وغیرہ کا تمام اہتمام **سلطان محمد ابن کلعون** نے **امیر سالار** کو سونپ دیا جسنے **الفطاط** کے مشرقی حصہ کی تمام مسجدین منہدم کرادین۔ اور اونکے ستون نکلوالیے۔ تاکہ ان سے اس مسجد کے صحن کا فرش بنوایا جاے۔ اور اوس نے اسی پر کفایت نہین کی۔ بلکہ خاص اسی مسجد کے بڑے بڑے ٹکڑے جس سے باقی مسجد کا فرش بنا ہوا تھا۔ اوکھڑوالیے اور ان سب کو جمع کرکے مسجد کے دروازے کے سامنے ایک بڑا ڈھیر لگوادیا۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ اوس صحن کا فرش کبھی نہ بنا!! یہ تھی میر سالار صاحب کی تعمیر مسجد اور یہ تھا اونکا انتظام۔ جسنے مسجد کی رہی سہی حالت کو اور بھی ردّی کردیا۔ یہ حالت دیکھکر ناظرین کچھ متعجب نہونگے۔ جب وہ یہ سنینگے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد مشرقی جانب کے دو ستون بھی گر پڑے۔ اور دوسری بات جو ہم اونہین

بتانے والے ہین وہ یہ ہے کہ مسجد کی حالت بالکل خراب ہوگئی۔ اسکی محرابین جھکنے لگین اور قریب تھا کہ رکوع سے سجدہ مین جا پڑین۔ اور لطف یہ تھا کہ اوس وقت سلطان برقوق (سنہ ۸۰۱ ہجری سنہ ۱۳۹۹ء) کی وفات کے بعد سلطنت کے امرا اور وزرا اپنے اپنے دھندون مین لگے تھے اور مزے اوڑا رہے تھے۔ آخر خدا کے ایک بندے کے دل مین اسلامی حمیت نے جوش مارا۔ وہ اوٹھا اور اوسنے تمام اہتمام اپنے سر لیا۔ یہ شخص برہان الدین ایک بڑا سوداگر تھا۔ اسنے مسجد کو از سر نو تعمیر کرانیکا ارادہ کیا۔ اور اوسکے اخراجات اپنے اور بھائیون کے ذمے لیے۔ قبلہ کے جانب کی ساری مسجد کو اوکھڑوادیا اور پھر سے بنایا یعنی بڑی محراب سے لیکر صحن تک۔ دیوارون مین جو جگہین کمزور ہوگئی تھین یا قابل مرمت تھین اونکی مرمت کرائی۔ اور تمام مسجد پر پلاسٹر کروایا۔ اس طرح یہ مسجد پھر نئی کی نئی ہوگئی۔ ایک ایسی حالت کے بعد جبکہ یہ بالکل گرنے والی تھی۔ آخر خدا تعالیٰ جل شانہ نے ایک ایسے شخص کو کھڑا کردیا جسنے اسے سنبھال لیا۔ باوجودیکہ یہ شخص نہایت بخیل اور کنجوس تھا۔"

یہ کام سنہ ۸۰۴ ہجری (سنہ ۱۴۰۱ء) مین ختم ہوا۔ المقریزی نے سنہ ۸۲۳ ہجری (سنہ ۱۴۲۰ء) کے حالات لکھکر مسجد کا بیان ختم کردیا ہے۔ اس لیے ہم اوس وقت کی چند باتین یہان لکھتے ہین۔ جنسے وہ خوب واقف تھا۔ ان دنون مسجد مین نہایت مشہور و معروف قرآن شریف کی دو جلدین موجود تھین۔ ایک تو انمین سے عصمۃ بنت عبد العزیز حاکم مصر کے نام سے مشہور تھا المقریزی نے اسکی ابتدائی تاریخ کا پتہ لگایا ہے۔ جبکہ یہ قرآن

عبد العزیز کے حکم سے ۹۶ھ ہجری ۷۱۴-۷۱۵ء مین لکھا گیا تہا۔ دوسری جلد مصحف عثمان کے نام سے مشہور تھی مگر اکثر لوگ اس واقعہ کو غیر صحیح سمجھتے تہے۔ المقرزی نے مسجد کے اون خاص حصون کے حالات بڑی تفصیل سے لکہے ہین جہان نمازین وغیرہ پڑہی جاتی تہین۔ اونمین ایک چہت بہی تھی۔ جسکے گرد نمازی سات دفعہ طواف کرتے تہے اور بعض بعض مقامون پر کچہہ دعائین بہی پڑہتے تہے۔ اوسنے نیز اون نو مختلف ستونون کا ذکر بہی کیا ہے۔ جہان دینیات پر لکچر دیے جاتے تہے۔ اوسنے ایک روایت لکہی ہے کہ ۵۹۷ھ ہجری (۱۳۵۸ء) کی وبا سے پہلے یہان کوئی چالیس لکچر دیے گئے اور ہم پہلے لکھہ چکے ہین یہ مقام ابن سعید سیاح کے لیے نہایت دلچسپ تہے۔

اب ہم المقرزی کو چہوڑتے ہین جو اس مسجد کی تاریخ مین ہمارا بڑا رہبر تھا۔ کیونکہ اسکے بعد اوس نے مسجد کی نسبت کچہہ نہین لکہا اور یہی وجہ ہے کہ بعد کی تاریخ پر کسی قدر اندہیرا چہایا ہوا ہے۔ کہتے ہین کہ سلطان قیبطی نے (جسکا زمانہ حکومت ۸۷۲-۹۰۱ھ ہجری ۱۴۶۸-۱۴۹۶ء تک رہا) اسکی کچہہ مرمت وغیرہ کرائی۔ اس کا ذکر علی پاشا مبارک مصر کے وزیر پبلک انسٹرکشن (وزیر تعلیم) نے لکہا ہے۔ اس کے بعد کچہہ تہوڑا سا پتہ پوکاک کے نقشہ مسجد سے معلوم ہوتا ہے جو اونکی کتاب "حالات مشرق" مین درج ہے یہ کتاب ۱۷۴۳ء (۱۱۵۶ ہجری) مین چہپی۔ یعنی سلطان قیبطی کی تعمیر سے ۱۵۰ برس بعد۔ اس نقشہ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد مین بہت کچہہ تبدیلی ہوگئی تہی۔ مگر جب ہم اس نقشہ کو غور اور تحقیق سے دیکہتے ہین تو اس مین کئی غلطیان پائی جاتی

ہین۔ اور اس لیے ہم اس پر پورا پورا اعتبار نہین کر سکتے۔

سب سے اخیر مین مسجد پھر از سر نو تعمیر کی گئی۔ یہ کام **مرادبی** نے سرانجام دیا ۱۲۱۲ھ ہجری ۱۷۹۸ء۔ اس مین کچھ شک نہین کہ گو یہ مسجد کیسی ہی کیون نہ تھی۔ مگر آجکل کی مسجد **مرادبی** ہی کی مسجد ہے۔ اس نئی تعمیر کے حالات ہم **شیخ الغربی** سے لینگے۔ جو **نپولین** کے دیوان کے ایک ممبر بھی تھے جنہون نے فرنچ کے حملون اور اوسکے بعد کے زمانہ کے حالات لکھے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ مسجد ایک زمانہ دراز سے ویران اور خراب حالت مین پڑی تھی **الفطاط** کے جل جانے کے وقت سے خاک اور مٹی کے تودون مین کھڑی تھی۔ صرف چند مکان دریاے نیل کے کنارے پر کسی قدر فاصلہ پر رہ گیے تھے۔ اور وہ بھی زیادہ تر شمال کی طرف واقع تھے۔ اور وہ چند آدمی ان مکانون کے رہنے والے بھی پاس کی چھوٹی چھوٹی مسجدون مین نماز وغیرہ پڑھ لیا کرتے تھے اور بڑی مسجد کی طرف جو کسی وقت ایک عالیشان مسجد تھی رخ بھی نہین کرتے تھے۔ وہ پھر آگے لکھتے ہین۔ "مین نے یقیناً وہ وقت دیکھا ہے جبکہ رمضان کے آخری جمعہ کو لوگ یہان جمع ہوتے تھے۔ اور **القاہرہ** اور **مصر** اور **بلاق** کے لوگ تفریح کے لیے یہان آتے تھے۔ اور اونکے ساتھ شاہزادے اور بڑے بڑے امیر بھی ہوتے تھے اور **گویئے**۔ **قلندر**۔ **مداری**۔ اور **حسین عورتین** (غواصی) وغیرہ سب صحن مین جمع ہوتے تھے۔

یہ تمام شان و شوکت کوئی تیس برس سے بالکل جاتی رہی (یعنی قریب ۱۷۶۱ء سے) مسجد اور اوس کے آس پاس کی عمارت کی تباہ حالت کی وجہ سے چھت اور ستون بالکل گر پڑے

ہین" تب مراد کو چند علماء نے ترغیب دی اور کچھ اسلامی حمیت نے تقاضا کیا۔ اور آخر اوسنے اس مسجد پر زر کثیر خرچ کیا۔ "جو اوسنے بڑے وسائل سے کمایا تھا مگر ایک نیک کام مین لگایا"۔ پھر اوسنے اوسکی دیوارین چنوائین۔ عمارت کو مضبوط کیا۔ ستونون کو باقاعدہ ترتیب دی۔ اور آرایش کا تمام سامان مہیا کیا۔ دو مینارے بنوائے۔ چھت مین لکڑی بہت عمدہ اور مضبوط قسم کی لگوائی اور تمام مسجد پر سفیدی کروائی۔ اور جب ختم ہوگئی۔ تو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ نہایت عمدہ بنوائی گئی ہے۔ پھر اوسنے نہایت عمدہ چٹائیان (فیوم) بچھوائین اور چھت مین لیمپ لٹکائے۔ تب ۱۲۱۳ھ ہجری مین رمضان کے آخری جمعہ کو ایک مجمع کثیر وہان جمع ہوا"۔ (۱۸ مارچ ۱۷۹۸ء کو ٹھیک ایک ہزار برس بعد جبکہ ابن طاہر نے کچھ حصہ مسجد مین زیادہ کیا تھا) چار مہینے بعد مرادبی۔ ایمبابہ پر نپولین کے لشکر سے لڑ رہا تھا۔ جسے "جنگ اہرام مصری" کہتے ہین۔ جن پر مشہور چالیس صدیان گذر گئی ہین"۔ وہ معزز بوڑھا لکھتا ہے کہ "جب دوسرے سال فرنچ کا لشکر حملہ آور ہوا۔ تو مسجد کو بھی اور عمارتون اور چیزون کی طرح سخت نقصان پہونچا۔ یہان تک کہ اوسکی لکڑیون تک کا پتہ نہین لگا۔ اور وہ ایک ویران اور غیر آباد پڑی رہ گئی"۔ گو یہ کسی قدر مبالغہ ہے مگر اس مین کچھ شک نہین کہ مسجد کو بہت کچھ نقصان پہونچا۔

آجکل جنوب کی طرف کے ستون کسی قدر اچھی حالت مین ہین۔ شمالی طرف کے ستونون کے لیے کچھ انتظام کر دیا گیا ہے۔ کچھ سال ہوے رمضان کے اخیر جمعہ مین قاہرہ کے لوگ پھر جمع ہوے اور آس پاس کے تمام لوگون نے ملکر نماز ادا کی۔ مگر اس نماز جمعہ کے

بعد مسجد کی عجیب حالت ہوگئی ہے۔ جب ہم مسجد مین بڑے دروازے سے داخل ہوے ہمنے دیکھا کہ دائین ہاتھ کے ستونون کا نام ونشان تک نہین۔ سواے دوستونون کے اور انکے بیچ مین جو جگہ خالی تھی۔ وہ بھی بند کردی گئی۔ اسکی نسبت ایک روایت مشہور تھی کہ ایک نیک شخص ان دوستونون مین سے بآسانی گذر جاتا تھا۔ خواہ کیسا ہی موٹا تازہ کیون نہ ہو۔ مگر ایک بدکار خواہ کیسا ہی دُبلا پتلا کیون نہ ہو ہرگز نہین گذر سکتا تھا۔ اسی لیے رمضان کے آخری جمعہ کی نماز کے بعد اس جگہ بڑا ہجوم ہوتا اور سخت ریل پیل ہوتی تھی۔ اور یہان اپنی نیکی اور بدی کا امتحان کیا جاتا تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ حد درجہ کی خرابی اور بے ترتیبی واقع ہوتی تھی۔ اچھا ہوا بند کردیا۔ یہان ایک اور ستون ہے جسکی نسبت عجیب روایت مشہور ہے یہ منبر کے سامنے بائین طرف ٹھیک بیچ کی محراب کے دائین جانب بنا ہوا ہے۔ اسکے نیچے کے حصہ کی طرف علاوہ اوزاسون کے جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی کوئی سات بار لکھا ہے۔ نہ معلوم کس مسلمان نے سچے جوش سے یہ نام لکھے ہین۔ لوگون کا یہ عقیدہ ہے کہ اس ستون پر پیغمبر صاحب کا نام پہلے ہی سے لکھا تھا۔ یا تو یہ ایک معجزہ ہی یا قدرتاً یہ نام لکھا گیا ہے۔ مگر اصل یہ ہے کہ کسی نے بڑے احتیاط سے کھودا ہے اور چھونے سے کھُردرا نہین معلوم ہوتا۔ گویا آہستہ آہستہ کھودنے سے اوس پر ایک نشان سا پڑگیا ہے۔ لیکن دوسرے لحاظ سے نام اچھا نہین کھُدا اور خط بھی بُرا ہے۔ یہ ایک روایت نہین۔ ایسی بیسیون روایتین مشہور ہوجاتی ہین۔ چنانچہ اسی ستون کی نسبت ایک اور

روایت مشہور ہے کہ عمرو نے خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک ستون مکہ سے بھیجدیجئے تاکہ وہ اس نئی مسجد مین رکھا جاے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ستون کو حکم دیا کہ سمندر جاؤ۔ مگر وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا۔ اونھون نے تین بار یہی حکم دیا۔ اور تیسری بار زور سے ایک کوڑا بھی لگایا۔ پر اوسنے ذرا پرواہ نکی۔ تب اونھون نے خدا کی قسم دی اور الفطاط جانیکا حکم دیا۔ اس دفعہ اوسنے اونکا حکم مانا۔ اور وہ لوگ اس پتھر مین چند نسین سی دکھاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ کوڑے کے نشان ہین۔ مگر بیچارے ستون کی بڑی کمبختی ہے۔ کیونکہ رمضان کے آخری جمعہ کی نماز کے بعد تمام لوگ اسے لکڑیون کوڑون اور جوتیون سے پیٹتے ہین اور اسی طرح یہ غریب اپنی نافرمانی کی سزا بھگتا ہی

ایک اور موقع پر اس مسجد مین لوگ کثرت سے جمع ہوے جسمین مسلمان ہی شامل نہین تھے بلکہ ہر قوم کے لوگ موجود تھے۔ یہ موقع استسقا کا تھا یعنی پانی کے لیے دعا مانگی گئی تھی۔ کیونکہ اوس دفعہ نیل مین طغیانی نہین آئی تھی پلیسکل کوسٹ کی کتاب عرب کی عمارات وغیرہ پر (جو پیرس مین ۱۸۳۹ء مین چھپی) اُسکی جلد اول صفحہ ۳۱ مین اسکا حال یون لکھا ہے۔

جبکہ دریاے نیل مین طغیانی نہین آتی تو قحط کا بہت اندیشہ ہوتا ہے یہ ایک رسم ہوگئی ہی کہ اراکین سلطنت۔ علما۔ شیوخ۔ ربی۔ مصری۔ یونانی اور کیتھولک پادریون کو مسجد عمرو مین جمع کرتے ہین۔ تب ہر ایک فرقہ مسجد کی حدود کے باہر بیٹھکر خدا سے مدد طلب کرتا ہے مگر سب لوگ ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہین یہ رسم نہایت احتیاط اور خضوع کے ساتھ

ادا کی جاتی ہے ہر ایک مذہب کے لوگ ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے اور آپس مین اونکا برتاو ایسا ہوتا ہے گویا وہ ایک خاندان کے ہین - یہ رسم کئی بار ادا ہو چکی ہے لیکن مختلف لوگون نے اوسکے حالات مختلف طور سے لکھے ہین -

مسجد مین نماز اب تک ہوتی ہے اور ہر جمعہ کو وعظ کہا جاتا ہے یہ بہت غنیمت ہے مسجد کی آمدنی کچھ کم چار سو روپیہ ہے -

ہمنے اس مسجد کے تاریخی حالات شروع سے لیکر ابتک پورے طور سے لکھدیے اور اس بات کی نہایت کوشش کی ہے کہ حتی الامکان صحیح واقعات لکھے جائین اون مبالغہ آمیز روایتون اور غلط بیانیون کو بالکل چھوڑ دیا ہے جن سے مسجد کی تاریخ پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اس مین کچھ شک نہین کہ آج کل کی مسجد وہ مسجد نہین کہ جسکی بنا عمرو نے ڈالی تھی - اسمین اس قدر تبدیلیان واقع ہوئی ہین کہ اگر اوس پہلی مسجد کا نقشہ کھینچکر سامنے رکھا جاوے تو کوئی یقین نہین کرنے کا کہ یہ وہی مسجد ہے لیکن پھر بھی ہم مصر کے متعلق ایک نئی کتاب مین پڑھتے ہین کہ المقرزی لکھتا ہے کہ "یہ ظاہر ہے کہ عمرو کی تعمیر کی ہوئی مسجد کا کسی قدر حصہ اب تک باقی ہے" جو کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ عمرو کا سارا کام بنائے مسجد کے ۵۸ برس بعد بالکل غارت ہو گیا جسے اب قریباً بارہ سو برس ہو چکے ہین اسی کتاب مین یہ لکھا ہے کہ "اُس مین شک ہے کہ عرب نے مصر کی فتح کے وقت علم عمارت مین ایسی ترقی کی تھی کہ وہ ایک ایسی وسیع اور عالیشان مسجد بنا لیتے" اس کے بعد ایک عجیب فقرہ لکھا ہے "اگرچہ پچھلے زمانے مین اندرونی حصہ مین بہت کچھ زیادہ کیا گیا" جسکے معنی اگر

کچھ ہو سکتے ہین تو یہی ہین کہ اوسکا رقبہ شروع سے لیکر اب تک اوتنا ہی رہا کچھ زیادہ نہین ہوا اسکے بعد دوسرے حالات بیان کرنے مین بہت کچھ مبالغہ کیا ہے اور مسجد کی ابتدائی شان وشوکت اور آرایش کی بہت تعریف لکھی ہے اس مین کچھ شک نہین کہ مسجد کی شان وشوکت کا زمانہ المقرزی کے زمانے سے پہلے ہو چکا تھا کیونکہ اوس کے وقت مین مسجد نہایت ہی خراب اور برباد حالت مین تھی تو جو کچھ اوسنے لکھا ہے وہ غالبًا اور مصنفون سے لیا ہوگا مگر افسوس ہے کہ اوس تحیر آمیز اور عجیب وغریب حالات لکھتے وقت اوسنے کسی مصنف کا حوالہ نہین دیا یہ اوسکی عادت ہے اور اس پر اوسے فخر ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ عجیب اور دلکش باتین لکھکر پڑھنے والے کو حیرت مین ڈال دے۔

اس کا صریح نتیجہ یہ ہے کہ ایسے تمام واقعات بعد مین گڑھے گیے ہین المقرزی کے یہ تمام حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے خیال مین مسجد کی تمام خوبی اور ساری شان وشوکت بڑے بڑے ستونون اور اون بیشمار قندیلون پر منحصر تھی جو اوسکی چھت مین لٹکی ہوئی تہین اور یہ ساری آرایش تو ویسی جگہ مین تہی یہ مسجد قرطبہ کی بڑی مسجد کا شان وشوکت عمارت۔ آرایش کسی چیز مین مقابلہ نہین کر سکتی کیونکہ ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ وسیع عمارت کس قدر خراب ہے المقرزی کے اس مقابلہ کو پڑھکر ہمین ابن سعید کا وہ ریمارک یاد آتا ہے جو اوسنے اس مسجد کو دیکھکر کیا تھا جسکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین۔ اوس مشہور سیاح کے الفاظ یہ تھے "ایک عالیشان مسجد۔ قدیم عمارت بغیر کسی آرایش وسجاوٹ کے" اور پھر اوسنے لوگون کی کم توجہی مسجد کی غلاظت اور

خراب حالت کا ذکر کیا ہے۔ لیکن تو بھی اوسنے اوسمین "ایک شان پائی اور اوس کے خیالات پر ایک بڑا عمدہ اثر ہوا" اور یہ بات مسجد سوہیل مین نہین پائی جاتی تھی باوجودیکہ وہ مسجد بڑی عظیم الشان تھی اور نہایت آراستہ تھی۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اسمین کوئی ایسی بات ہے جو ان تمام آرائشون وغیرہ کے لیے کافی ہے" اور اس اثر کی وجہ اوسنے یہ بتائی ہے کہ اسکی تعمیر کے وقت پیغمبر صاحب کے اصحاب وہان موجود تھے بیشک اوس پرانے سیاح کا یہ خیال نہایت ہی قابل تعریف ہے جس سے سچی اسلامی محبت کی بو آتی ہے۔ یہ ایک مسلمان کا خیال ہے مذہبی لحاظ سے۔ مگر تاریخی لحاظ سے بھی اسکا اثر کچھ کم نہین ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ ابن سعید ایک نہایت قابل سیاح تھا۔ اوسنے اندلسیہ اور مغربی افریقہ کی جلیل الشان عمارتین دیکھی تھین۔ اور اسلیے اوسنے اور لوگون کی طرح دھوکا نہین کھایا۔ اور اوسکی عمارت کی تعریف نہین کی بلکہ یہ لکھا ہے کہ عمارت کے لحاظ سے اسمین کوئی خوبی نہین۔ اور ساتھ ہی اوسکی خراب حالت کا ذکر کیا ہے۔ مگر باوجود اسکے اوسکے دل پر ساری عمارتون سے بڑھکر اسی کا زیادہ اثر ہوا اور کیون؟ مذہبی خیال سے۔ اور یہی ایک خیال ہے جو ایک دیندار کے دل کا مالک اور اوسکے خیالات کا فرمانروا ہوتا ہے۔ جن لوگون کا مسلمانون سے میل جول ہے وہ خوب جانتے ہین کہ ایک سادہ پاکباز مسلمان کے دل پر ان چیزون کے دیکھنے سے کس قدر اثر ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات جوش مین آکر وہ بعضی باتین خلاف واقعہ بیان کر جاتے ہین چنانچہ عبدالرشید بکوی بیان کرتا ہے "کہ اس مسجد کی دیوارون ستونون وغیرہ

پر کوفی خطمین تمام قرآن شریف لکھا ہے اور سورتون کے نام سونے کے پانی اور سبز رنگ سے لکھے ہین"۔ کیا ایک ایسے خلاف واقعہ بات کرنے پر بھی عبد الرشید ایک معتبر مصنف سمجھا جاسکتا ہے؟ یہ بات بالکل ایسی ہی غیر معتبر ہے۔ جو مسٹر کاربٹ نے موذن کی نسبت بیان کی ہے کہ جب وہ مسجد کے دیکھنے کے لیے گیے تو اونہون نے موذن سے کہا کہ عمرو کی مسجد اس موجودہ مسجد سے بہت چھوٹی تھی۔ موذن یہ سنکر نہایت خفا ہوا اور کہا کہ شروع سے لیکر اب تک اسیقدر وسیع ہے۔

ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ پانی کے لیے دعا اسی جگہہ مانگی جاتی تھی۔ غالباً اس خیال سے کہ پیغمبر صاحب کے اصحابؓ کسی وقت یہان موجود تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس مسجد کی کبھی کبھی مرمت ہوتی رہی۔ اور اس مین کچھہ شک نہین کہ اسی مبارک خیال نے اس کے قایم رکھنے مین بہت کچھہ مدد دی ہے۔ ورنہ وہ نشانات اور وہ ٹوٹی پھوٹی عمارت جو آجتک باقی ہے کبھی کی صفحۂ دنیا سے مٹ چکی ہوتی۔ اور اسپر بجاے اسکے کہ کوئی تاریخی حالات لکھتا ہے کوئی مرثیہ پڑھنے والا بھی نہ ملتا صلاح الدین نے جو اوس وقت تک العاضد کا برائے نام وزیر تھا مسجد کے نہایت قریب دو بڑے مدرسے (مدرسہ ناصریہ مدرسہ کیمجیہ) بنوائے تھے وہ دونون اور سیکڑون اور ایسے مدرسے ایسے غارت ہوگیے ہین کہ آج اونکا پتہ لگانا بھی ایک امر محال ہے۔

اس "قدیم مسجد" کو کچھہ مذہبی خیال نے ہی مقدس اور قابل تعظیم نہین بنا دیا۔ بلکہ تاریخی لحاظ سے یہ اور بھی زیادہ قابل قدر ہے۔ دنیا مین ایسی بہت کم جگہہ ہونگی جنکے دیکھنے سے

ایسا عمدہ سچا اور پاک جوش پیدا ہوتا ہوگا اور جو لوگ مصر کی اسلامی تاریخ سے واقف ہین اونکے دل پر یہ اثر کوئی معمولی طور سے واقع نہین ہوگا۔ جو فورے جوش کی طرح مٹ جاے۔ بلکہ اونکے دل مین وہ حسرت بھرے خیال پیدا ہونگے۔ جو مٹاے نہین مٹنے کے۔ جب ایک مسافر فرش سے لیکر مینار سے تک نگاہ دوڑاتا ہے۔ اور پھر اُسکی تباہ اور ویران حالت کو غور سے دیکھتا ہے۔ تو اوسکی نظر کے سامنے یقیناً پُرانی تاریخ پرانا جاہ و جلال آجاتا ہے جس سے فوراً اوسکے دل مین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کا جاہ و مال دنیا کی آرایش دنیا کی شان و شوکت سب فانی ہے کسی کو بقا نہین اور اوسکے منہ سے فوراً قرآن شریف کے یہ پاک الفاظ نکلجاتے ہین کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

کہان ہین وہ احرام مصری کے بانی
کدہر ہین وہ گردان زابلستانی
گیے پیشدادی کدھر اور کیانی
مٹا کر رہی سب کو دنیاے فانی

لگاؤ کہین کھوج کل انیون کا
بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا

وہی ایک ہے جس کو دایم بقا ہے
جہان کی وراثت اوسی کو سزا ہے
سوا اوسکے انجام سب کا فنا ہے
نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا ہے

مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

راقم۔ عبدالحق۔ طالب علم محمدن کالج علی گڈھ۔

عرض

کسی خودساختہ عالی مرتبہ آدمی کی سوانح عمری اس غرض سے لکھی جاتی ہے کہ ہر زمانہ کے نوعمر نوجوان جو ترقی کی راہ پر چلنے کے لیے کمر باندھے ہے کھڑے ہین اسکو اپنا گائیڈ بنالین۔ اور ترقی کی راہ دشوار گذار مین بے بھٹکے چلے جائین۔

ہمارے زمانہ کے نوجوان اول تو ایسی میٹھی نیند سوتے ہین کہ اونکو جاگنا ہی دشوار ہے۔ اور اگر زمانہ کے جھٹکون سے جاگے بھی تو کمر باندھنے مین تامل کرتے ہین۔ کہ بھائی کہان جائین ہم ناواقف۔ راہ دشوار گذار۔ رہنما مفقود۔ ناحق ٹھوکرین کہاتے پھرینگے اس سے حاصل؟ اگر حسن ہمیندی۔ ابوالفضل فیضی وغیرہ کو پیش کیجیے کہ ان کو رہنما بنالو اور جاؤ تو ہنسکر کہتے ہین کہ بھائی یہ دقیانوسی زمانہ کے آدمی ہین ہمسے اور ان سے کیا نسبت؟ اور ہم کیا سمجھکر اتنے بڑے دور و دراز سفر مین انکے ساتھ ہولین؟ اگرچہ یہ اونکی خام خیالی ہے۔ مگر۔ چہ توان کرد رہروان اینند۔

ان جوانون کی تقریر کو سنکر راقم نے قرار دیا ہے کہ گذشتہ سو برس کے درمیان

اہل وطن کو خیرباد کہکر کلکتہ چلا آیا۔ کلکتہ شباب کے قریب پہونچ چکا تھا۔ دفاتر عدالتین کارخانے جاری ہو چکے تھے۔ اور ایک عدالت سب عدالتون سے بڑی صدر دیوانی عدالت کہلاتی تھی۔ اسی کا نام اس زمانہ مین ہای کورٹ ہے علوم مغربیہ کے تحصیل کا کرانا میٹر ابھی تک۔ ال۔ اے۔ بی۔ اے۔ ام۔ اے کی ڈگری کے نشان سے پاک تھا۔ اسی لیے تمام دفاتر اور عدالتون مین زبان اردو کا رواج پایا جاتا تھا صدر دیوانی عدالت مین شرشتہ دار کے آگے زبان اردو کے لکھے ہوے احکام اور دستاویزات کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ یورپین ججون کے سامنے مسلمان تمام مسلمون کو اردو زبان مین سناتا تھا۔ فریقین اردو زبان مین اظہار شکایت کرتے تھے۔ اور وکلا اردو زبان مین بحثے کیا کرتے تھے۔

پردیسیون کو عہدے بآسانی کیونکر مل سکتے تھے۔ اور چونکہ عہدے گنتی کے تھوڑی ہوتے تھے اور پردیسی کثرت سے کسب و جاہ و مال کی دہن مین دارالسلطنت کا دھاوا لگایا کرتے تھے اس لیے انکے لیے صرف ایک سلسلہ باقی تھا یعنی وکالت کا۔ انمین سے جسکو لیاقت علمی زیادہ ہوتی تھی وہ وکلا مین سربرآوردہ اور کامیاب ہوتا تھا۔ البتہ ذہانت اور ذکاوت کو بھی اس فن مین بڑا دخل ہے۔ مین فریدپور کے جس قاضی زادہ کا ذکر کیا چاہتا ہون وہ کلکتہ مین آکر وکالت مین مشغول ہوا۔ اسکا نام قاضی فقیر محمد تھا۔ اس شخص کا منبع علمی بھی معقول تھا اور ذہانت سے بھی بہرہ رکھتا تھا۔ اس لیے اپنے پیشہ مین متوسط طور پر کامیابی حاصل کر گیا۔

بنگالے کی عورتین عادتاً ترک وطن کو ناگوار سمجھتی ہین اسلیے اس شخص کو کلکتہ مین بھی ایک نکاح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ کیونکہ اب بسبب تعلق کے اس کا قیام کلکتہ مین بیشتر ہوتا تھا۔ قاضی فقیر محمد نے کلکتہ کے ایک معمولی شخص کی لڑکی سے نکاح کرلیا۔ اور اس بیوی سے بھی خدا نے اوسے اولاد دی۔ قاضی کی جو اولاد کلکتہ مین ہوئی اوسکا سب سے بڑا ممبر عبداللطیف تھا۔ مین اسی یکتا نازمیدان ترقی اور شہسوار معرکۂ تدبیر کی سوانح عمری لکھ رہا ہون۔

یہ ہونہار بچہ صدر دیوانی عدالت کے ایک وکیل کے گھر ۱۸۲۸ء مین پیدا ہوا اور اپنے والدین کی حیثیت کے موافق ناز و نعم سے پرورش پاکر اوس حد عمر تک پہونچا کہ جس مین ہر والدین کو اپنی اولاد کی تعلیم کا خیال ہوتا ہے۔ یہ شہرت حاصل کرنے والا لڑکا بھی مدرسہ عالیہ کلکتہ مین تحصیل علم کے لیے داخل کیا گیا۔ مین پہلے بیان کرچکا ہون کہ ابھی تک مغربی تعلیم کے کرانامیٹر پر ڈگری کے داغ نہین لگائے گئے تھے۔ اس ذہین طالب العلم نے اُس وقت جہان تک تعلیم ہوتی تھی اوسکو کمال حاصل کرلیا۔ اور فارغ ہو کر احاطۂ مدرسہ سے باہر نکلا۔ ہر جوان نو تعلیم یافتہ کو خدمت حاصل کرنے ترقی کرنے کا شوق جنون کیطرح ہوتا ہے۔ اس بیچین طبیعت کے جوان کو معمولی شوق سے بھی زیادہ تھا اسنے کوشش کی اور ڈہاکہ مین انگریزی مدرس مقرر ہوگیا ۱۸۴۶ء۔ اس نوجوان نے خدمت اختیار کی۔ اور تین برس تک کچھ ڈہاکہ کالج مین اور کچھ مدرسہ کلکتہ مین ماسٹری کرتا رہا۔ بیچین طبیعتین بیکار نہین رہا کرتین۔ اور میدان ترقی مین سعی کرنے سے نہین چوکتین

اس تدبیر کے بہو لانے۔ حکام سے رسائی پیدا کی اور بہت جلد صورت ترقی نکال لی۔
ماہ مارچ ۱۸۴۹ء مین اس نوجوان کو سر ہربرٹ میڈک۔ ڈپٹی گورنر بنگالہ نے مقام
چوبیس پرگنہ مین دوسو روپیہ مشاہرہ پر ڈپٹی مجسٹریٹ مقرر کیا اور ۱۸۵۲ء کی اپریل مین اوسکو
مجسٹریٹی کے کل اختیارات دیے گیے۔ اور اسی سال جولائی کے مہینے مین۔ بنگالہ بہار
اوڑیسہ کا جسٹس اوف دی پلیس مقرر کیا گیا۔ ۱۸۵۳ء مین مارکوئس اوف ڈلہوزی نے
اس ہوشیار مجسٹریٹ کی ترقی کی اور یہ کلرواسب ڈویژن مین متعین ہوا۔ کلرواچوبیس پرگنہ
کا ایک نیا بنایا ہوا سب ڈویژن تھا۔ یہان سے یہ شخص جہان آباد کے سب ڈویژن مین
جو ضلع ہوگلی مین ہے منتقل ہوا۔ عہدہ ڈپٹی کلکٹری بہی ڈپٹی مجسٹریٹی کے ساتھ اضافہ کیا گیا
یہان پر عبداللطیف خان پانچ برس تک انتظام کرتا رہا اور جو جو جان فشانیان اور کوششین
اس تجربہ کار حاکم نے اس مقام کے ڈکیتون اور رہزنون کی بیخ کنی مین کی تہین اوسپر
سرکار انگلشیہ کی نظر غور کے ساتھ پڑتی تھی۔ چنانچہ جب صدر مقام مین ایک قابل اور
بیدار مغز مجسٹریٹ کی ضرورت ہوئی تو ۱۸۵۹ء مین یہی کارآزما علی پور مضافات کلکتہ
مین لایا گیا۔ جسوقت یہ جہان آباد سے تبدیل ہوتا تھا۔ لارڈ الگ برون وہان کا مجسٹریٹ
تھا اوسنے عبداللطیف خان کو ایک سرکاری چٹھی لکھی تھی جس سے اس شخص کی کارگذاری
کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔ اوس چٹھی کے ایک حصہ کا ترجمہ یہ ہے۔

"چونکہ عبداللطیف خان کی خدمت کا زمانہ اس ضلع مین ختم ہوا چاہتا ہے اسلیے اوسکی
اون خدمتون کا جو اس شورانگیز پرفتنہ ضلع مین نہایت خوبی اور اطمینان کے ساتھ ہوتی

رہی ہین شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جہان آباد اوسکے یہان سے چلے جانے کو حسرت کی نگاہ سے دیکھہ رہا ہے"

اس پختہ مغز اور ہر دلعزیز حاکم کی پختہ کاری کا ثبوت قوی ایک یہ بہی ہے کہ جہان آباد سب ڈویژن کے ہندو زمینداروں نے اسکے رخصتی کے وقت ایک اڈرس پیش کیا اور یہ اڈرس بذریعہ راما پرشاد رائے کے {جو ایک مشہور وکیل تہا اور آخر مین سب سے پہلا ہندوستانی جج کلکتہ کے ہائی کورٹ کا ہوا تھا} اوس کے پاس بھیجا گیا۔ اوس سپاسنامہ کا ترجمہ یہ ہے۔

بخدمت مولوی عبداللطیف اسکوئر ڈی مجسٹریٹ جہان آباد

بغیر اس کے کہ آپکے اس مقام سے جانے کی حسرت بیان کرلین۔ اور آپکے عہدۂ مجسٹریٹی پر رہنے کے زمانہ مین جو جو اطمینان ہلوگون کو رہا ہے اوسکا اظہار کرلین ہم لوگ آپکو خیرباد کہہ نہین سکتے۔ جسطرح آپنے اس مقام مین انصاف کو ہمیشہ برتا ہے اوس سے یہان کے چہوٹے بڑے سب خوش اور رضامند ہین۔

جنکو خدا نے آپکے افعال کے جانچنے کا مادہ دیا ہے وہ آپکی کاردانی اور عدل بے رعایت کی تعریف کرتے ہین۔ جن لوگون کو موقع ملا وہ آپکی خوش مزاجی اور احتیاج عامہ کے رفع کرنے کی خواہش سے منت پذیر ہوتے رہے ہین۔ اور جو لوگ آپکی کارروائی کے سمجہنے کے لیے آپ تک پہونچے وہ آپکو ہمیشہ اپنا مقرر کیا ہوا حکم تصور کرتے رہے نہ ایسا حاکم کہ جسکو بادشاہ وقت نے بزور شمشیر مقرر کیا ہو۔

آپنے اپنی خدمات مقررہ کے سوائے اپنے اوقات عزیز کو ہمیشہ رفاہ خلایق کے لیے صرف کیا ہے آپ ہی اس مقام کے درونی روابط کے مستحکم کرنے اور اہالی جہان آباد کے نفع اور راحت کے اسباب بہم پہونچانے مین کوشان رہے ہین۔

اس سب ڈویژن کے اہالی اسی وجہ سے آپ کے اس قدر جلد اس مقام سے جانے کو حسرت کی نظر سے دیکھتے ہین۔

ہملوگ آپکو یقین دلاتے ہین کہ یہان کے باشندے۔ آپ جہان کہین رہین۔ ہمیشہ آپکی آیندہ مسرتون اور کامیابیون کے دل سے خواہان اور جویان رہین گے۔

دستخط

راما پرشاد رائے۔ امیش چندر دت

کہتر موہن چاٹرجی۔ رام نراین مکھرجی

پران ناتھ رائے چودہری۔ پنالال سیل

رائے پریونا تھ چودہری۔ شب نراین رائے

وغیرہ

۱۸۶۸ء مین وہ پلیس کورٹ جو مقام علی پور حوالی شہر کلکتہ مین نیا قایم کیا گیا تہا اس دانشمند مجسٹریٹ کے سپرد کیا گیا۔ دس برس تک اس عہدہ پر رہکر کلکتہ کا قایمقام پریسیڈنسی مجسٹریٹ مقرر ہوا اور ۱۸۷۶ء مین جب پریسیڈنسی کا مستقل عہدہ دار آگیا تو عبداللطیف خان مقام سیالدہ کے پلیس کورٹ مین تبدیل ہوا۔ تقریبا تیس برس

تک یہ ہوشیار عہدہ دار حکام بالادست کی آنکھون کے نیچے کام کرتا رہا۔ یہ بات غور طلب ہے۔ اور ہر حاکم کو اس کا تجربہ بھی ضرور ہوا ہوگا کہ حکام بالادست کی عدالت سے اوسکے فیصلہ کی تردید کبھی نہ کبھی ضرور ہوئی ہوگی۔ مگر اس بیدار مغز حاکم کے فیصلہ کی تردید کبھی اسس پینتیس برس کے زمانہ مین نہ ہوئی حالانکہ ہر وقت حکام کی نگرانی اس پر رہی ہے ۱۸۶۲ء سے عبداللطیف خان درجہ اول کا سب ارڈمینیٹ اکزیکیوٹو افسر ہوا۔ اور سات سنو سے آٹھ سنو تک مشاہرہ پاتا رہا۔ اور جب پنشن لیکر علحدہ ہوا ہے تو اسکا نام اُن حکام کی فہرست مین سب سے اول تھا۔

علاوہ خدمات ڈپٹی مجسٹریٹی کے جو عبداللطیف خان کا کا منصبی تھا یہ شخص سیکڑون خدمات اعزازی پر مقرر کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکام بالادست کو اسکی اصابت راے اور بیدار مغزی پر کتنا اعتبار تھا۔ ۱۸۶۲ء مین جب لارڈ کیننگ کا زمانہ تھا اور پریسیڈنسیون مین لیجس لیٹو کونسل کی بنا نئی نئی پڑی تھی لفٹنٹ گورنر بنگال سر جے پی۔ گرانٹ نے اس دانش پرور مجسٹریٹ کو اپنی کونسل کا ممبر مقرر کیا۔

عبداللطیف خان پہلا ہی مسلمان ہے جو اس قسم کے عہدہ پر مامور ہوا۔ دو برس تک میعاد ممبری رہی۔ اس میعاد کے ختم ہونے کے بعد سر سیسل بیڈن نے۔ جو اوس وقت لفٹنٹ گورنر تھے۔ ان لفظون مین شکریہ ادا کیا۔

"لفٹنٹ گورنر اون خدمتون کی قدر جو آپنے سلطنت کی نسبت اپنے ممبری کے زمانہ مین انجام دی ہین نہایت درجہ پر فرماتے ہین اور چاہتے ہین کہ آپ کے بیش بہا مشورون

اور اون مدد دن کا جو اونکو آپ سے ملتی رہی ہین اظہار کرین"

سوائے اسکے یہ سر برآوردہ حاکم اور دو مرتبہ لفٹنٹ گورنر بنگال کی کونسل کا ممبر مقرر ہوا ایک مرتبہ ۱۸۷۰ء مین جب لارڈ میو کا عہد تھا اور دوسری مرتبہ ۱۸۷۲ء مین جب لارڈ نارتھ بروک کا زمانہ آیا اور سر جارج کامبل لفٹنٹ گورنر بنگالہ تھے۔ سر جارج کامبل نے اس عالی قدر کے تقرر کے وقت جو چٹھی لکھی تھی سننے کے لایق ہی ترجمہ چٹھی۔

مای ڈیر مولوی۔ مین نہین سمجھتا کہ سوائے آپکے کوئی اور شخص لیجس لیٹو کونسل مین مسلمانون کی طرف سے توکیل کر سکتا ہی۔ مین مسرور ہونگا اگر آپ کونسل کی ایک میعاد تک اور بہی خدمت اختیار کر لیجیے گا۔ مین جانتا ہون کہ پچھلی مرتبہ جب آپ ممبر ہوے تہے تو دو ہی برس ماموز تھے۔ آپکا مخلص۔ جی کامبل

عبداللطیف خان کے تین مرتبہ بنگال لیجس لیٹو کونسل مین ممبر ہونے سے دو فایدے عامۂ خلایق کو بدرجہ حاصل ہوے ایک تو یہ کہ کرایہ کی گاڑی اور پالکی والے چونکہ انکے لیے کوئی قانون نہ تھا اس واسطے لوگون کو بہت ستاتے تہے ۱۸۶۳ء مین انکے لیے عبداللطیف خان نے ایک مسودہ قانون پیش کیا اور وہ پاس ہو گیا چنانچہ لوگ ابہی تک اوس سے منتفع ہوتے ہین۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ایکٹ گیارہ ۱۸۶۴ء کی رو سے عہدۂ قضا اس صوبہ سے جاتا رہا تھا اور اس سے جہلاے اسلام کے درمیان بڑے بڑے جھگڑے نکاح و طلاق مین واقع ہوتے تہے اس لیے کہ کوئی دست آویز معتبر تو ہوتا ہی نہ تھا۔ عبداللطیف خان نے نکاح و طلاق اہل اسلام کی

رجسٹری کی نسبت ایک مسودہ قانون پیش کیا اور وہ پاس ہوگیا جس سے ایک تو نکاح وطلاق کا پتہ بخوبی چلنے لگا اور دوسرے یہ کہ ایک گروہ اہل اسلام کو نکاح وطلاق کی رجسٹراری کے صیغہ مین روٹی ملنے لگی۔

۱۸۶۰ء مین عبداللطیف خان بورڈ آف اکزامینرس کا ممبر مقرر ہوا اور ۱۸۶۱ء مین جب پہلی مرتبہ انکم ٹیکس لگایا گیا تھا یہ اوسکا کمشنر مقرر ہوا تھا ۱۸۶۳ء مین جب میونیسپالٹی قایم ہوئی تو یہ اوس کا ممبر ہوا اور جب ۱۸۷۶ء مین میونیسپل کمشنر مقرر ہونے لگے اور انکا تقرر بذریعہ انتخاب کے ہونے لگا تو عبداللطیف خان گورنمنٹ کی طرف سے منتخب ہوکر کمشنر مقرر ہوا شمالی حصہ حوالی شہر کلکتہ مین جب میونیسپالٹی مقرر ہوئی تھی اوس وقت عبداللطیف خان اسکا صدر انجمن مقرر کیا گیا تھا اور اس سے علحدہ ہوتے وقت کل ممبرون نے نوشتہ شکریہ ادا کیا ۔ میونیسپالٹی کے باب مین عبداللطیف خان نے جو جو کوششین کی تہین اوسکی یادگار مین دو سڑکین ایک شہر مین اور ایک حوالی شہر مین مولوی عبداللطیف خان کے نام سے موسوم کی گئین ۔

مسئلہ تعلیم کا عموماً اور تعلیم اہل اسلام کا خصوصاً سب سے پہلا محرک عبداللطیف خان ہوا ہے ۱۸۵۲ء ۱۸۵۳ء مین جب مسئلہ تعلیم مسلمانان چھڑا تو اس مدبر نے ایک اشتہار اس مضمون کا دیا کہ کل ہندوستان مین جس مسلمان کا جی چاہے ایک تحریر اہل اسلام کی انگریزی تعلیم کے بارہ مین لکھکے سرکار مین بھیجدے سب تحریرون کو دیکھکر جو سب سے اچھی ثابت ہوگی اوس کے لکھنے والے کو عبداللطیف خان کی طرف سے سو روپیہ انعام مین

دیے جائینگے چنانچہ تحریرین آئین اور ایک کمیٹی مین جنکے ممبر قاضی فضل الرحمن قاضی القضات اور قاضی عبدالباری قاضی شہر کلکتہ اور شاہزادہ بشیرالدین ایک بڑے زبردست فاضل شہزادگان میسور مین سے۔ اور شاہ الفت حسین ایک نامی منشی اور شاعر تھے پیش کیگئین اور مولوی سید عبدالفتاح عرف اشرف علی مدرس بمبئی کو انعام دیا گیا۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ مسلمانون کی توجہ کچھ کچھ تعلیم انگریزی کی طرف منعطف ہونے لگی۔

مولوی عبداللطیف خان نے محرک ہوکر کلکتہ کے مدرسہ مین انگلو پرشین ڈیپارٹمنٹ مقرر کرایا۔ سر ولیم گری کی لفٹنٹ گورنری کے زمانہ مین مدرسہ کلکتہ و ہوگلی کے بہرۂ عربی کی ترتیب و انتظام کا اولٹ پہیر مولوی عبداللطیف خان کی تحریک سے ہوا اور ہوگلی مین بورڈنگ ہوس مقرر کیا گیا۔

مولوی عبداللطیف خان کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے کہ ہوگلی کے حاجی محسن کے سرمایہ اوقاف مین پچاس ہزار کی مدد بغرض ترقی تعلیم گورنمنٹ نے دی جس سے تین جدید مدرسے قایم ہوے۔ ایک ڈہاکہ مین دوسرا چاٹگام مین تیسرا راج شاہی مین۔ علاوہ اسکے مولوی عبداللطیف خان کی کوشش سے مسلمان طالب العلمون کو ایک یہ بڑا نفع ہوا کہ جس انگریزی مدرسہ مین یہ داخل ہونگے ان سے فیس مقررہ کا صرف ایک ثلث لیا جائیگا۔

ان سرگرمیون کے صلے مین ابتداے ۱۸۶۳ء مین مولوی عبداللطیف خان کلکتہ یونیورسٹی کا فلو مقرر ہوا چنانچہ لارڈ الگن۔ وایسراے حال کے والد متوفی۔ کے پرائیوٹ سکرٹری

نے جو خط اس تقرر کے وقت خان مذکور کو لکھا تھا اوسکا ترجمہ یہ ہے۔

مائی ڈیر سر۔ بہت سے وجوہات سے وایسرائے اور گورنر جنرل مناسب سمجھتے ہین کہ کلکتہ یونی ورسٹی کے سینیٹ کی قوت تعدادی بڑہائی جائے۔ تحقیقات کی رو سے جو وایسرائے نے کی ہے ثابت ہوا ہے کہ آپکا تقرر اس خدمت پر یونیورسٹی کے لیے بہت بکار آمد ہوگا اور یہ تقرر گویا خاص و عام کی طرف سے آپکی اون خدمتون کا بدلہ سمجھا جائیگا۔ جو آپنے ترقی علم و توسیع تعلیم کے بارے مین کی ہین۔ مجھے حضور وایسرائے کا حکم ملا ہے کہ مین آپسے دریافت کرون کہ آیا تقرر مذکور آپکی مرضی کے موافق ہے یا نہین۔

آپکا خادم۔ ٹی۔ جے ہاول۔ تھرلو۔ پرائیوٹ سکرٹری وایسرائے و گورنر جنرل

۱۸۶۳ء مین مولوی عبداللطیف خان نے ایک مجلس علمیہ کی بنیاد ڈالی۔ مسلمانان ملک تعلیم علوم مغربیہ کی طرف سے بالکل متنفر تھے۔ انکی تالیف و تشوق کی غرض سے یہ مجلس قایم ہوئی۔ اس مجلس کا نام اسلامی مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ رکھا۔ اور اسکو دو باتونکا ذریعہ بنایا۔ ایک تو مغربی علوم و فنون کے مسلمانون مین رواج دینے کا۔ اور دوسرا مسلمانون اور اعلیٰ طبقہ کے ہندو اور انگریز علما و حکام کے درمیان رابطہ پیدا کرنے کا۔ اس مجلس سے مسلمانون کے خیالات بہت کچھ بدلے مسلمانون کو ترقی کا شوق ہوا یہی مجلس گورنمنٹ کو مسلمانونکے امورات رفاہ و فلاح کے بجانے کا آلہ بنی لفٹنٹ گورنر بنگالہ اس مجلس کے حامی و مربی بنے اور ہر سال ایک کنورسیزیون اس مجلس کا ایوان ٹون ہال مین ہوا کرتا ہے جس سے مختلف اقوام دنیا کو جو اس دارالسلطنت کلکتہ

موجود ہین مسلمانون سے ملنے اور دوستانہ مکالمہ اور مراودہ پیدا کرنے کا موقع حاصل ہوتا رہا ہے۔ اس مجلس کا تیسوان کنوسیشن یون آٹھوین مارچ ۱۸۹۴ء مین ہوا۔ سر ایشلی ایڈن لفٹنٹ گورنر بنگالہ نے جسوقت زمام خدمت ہاتھ مین لی تھی تو اس مجلس کی نسبت جو تقریر کی تھی اوس سے اس مجلس کی عظمت جو حکام وقت کی نظرون مین ہے ظاہر ہوتی ہے۔ اوس تقریر کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔

"مین اسلامی مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ سے ایک مدت سے واقف ہون۔ مین اسکی رفتار کو ۱۸۶۳ء سے جب سے اسکی بنا پڑی ہے بغور تاک رہا ہون۔ اور مین اس کے اون عمدہ کامون سے واقف ہون جو اسنے گورنمنٹ کو وقتاً فوقتاً لوازم تعلیم مسلمانون کی نسبت اطلاع دیکر انجام دیے ہین۔ اسنے گورنمنٹ کے طریقہ تعلیم کو مسلمانون کے خاص طریقۂ تعلیم کے ساتھ مربوط کرنے مین مدد دی۔ اگرچہ اس مسئلہ مین ابھی بہت کچھ باقی ہے مگر یہ مجلس جانتی ہے کہ میری خاص توجہ ابھی تک اس مسئلہ کی طرف منعطف ہے۔"

مولوی عبداللطیف کی دلی کوششین جو تعلیم کے بارے مین ہمیشہ رہی ہین اسکا ثبوت نیچے کی چند سطرون مین ناظرین بخوبی دیکھینگے۔ یہ اوس اڈرس کا ترجمہ ہے جو مین سر سیسل بیڈن لفٹنٹ گورنر بنگالہ نے اسلامی مجلس کے تیسرے سالانہ جلسہ مین سر جان لارنس گورنر جنرل کو مخاطب کیا تھا۔

"حضور والا کی اجازت سے مین اس موقع کو عبداللطیف خان کی اون عمدہ خدمتون کی اطلاع دینے کے لیے اختیار کرتا ہون۔ جو اوسنے تعلیم کے بارے مین خصوصاً اون لوگون کی

تعلیم کے بارے مین جو شغل اوسکے پیرو دین اسلام کرتے ہین - عمل مین لائی ہین -
مولوی عبداللطیف کی کوشش اس بارے مین سلسلہ وار رہی ہے اور برسون سے
یہ اس کام کو بے تھکے ہوے انجام دے رہا ہے - گورنمنٹ نے اسکی خدمتون کو
مکرر سرا ہا ہے - مین اس وقت خصوصاً اوسکی اوس ذہانت کا ذکر کرتا ہون جسکی مدد سے
وہ اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کا بانی ہوا - اور اوس مستقل کوشش کو مذکور کرتا ہون جس سے
مجلس مذکور قایم ہوگئی اور اب اس نمو اور فائدہ رسانی کی حالت مین پہونچ گئی ہے -
یہ مجلس فنون ادبیہ اور علوم متنوعہ کے مباحثے کے لیے فراہم ہوتی ہے - اور علوم
قدیمہ کی اشاعت مین بدل کوشان ہے اس مجلس کے اس وقت پانسو ممبر ہین اور ایسی مجلس
کو دیکھکر حضور بھی واقف ہین - کہ بہت سی مجلسین ہندوستان مین قایم ہوئی ہین -
ایک بڑی جماعت جو اس وقت اس تالار مین صرف اس غرض سے مجتمع ہے کہ
علم الابدان کے تجربات نظری کو مشاہدہ کرے - اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ اس
مجلس کی تحریک کس قدر موثر ہوئی ہے اور اب لوگ کس قدر اس سے استفادہ
کرتے ہین -

اس اہم کام کا ٹیکا بالکل عبداللطیف کے سر رہا ہے - اور مین نہایت مسرور ہونگا - اگر
حضور اوس کو مرحمت خاص کا مورد تصور فرمائینگے -

اس اڈرس کے جواب مین سر جان لارنس بہادر نے مولوی عبداللطیف خان کو
جن لفظون سے مخاطب کیا تھا اونکا ترجمہ یہ ہے -

مولوی عبداللطیف ۔ مین غایت درجہ کی مسرت سے لفٹنٹ گورنر کی خواہش کو پورا کرتا ہون ۔ اور دل سے تمھاری اون کوششون کی داد دیتا ہون جنکا ذکر ابھی سر سیسل بیڈن نے کیا ۔ مین بہت توجہ اسکی طرف مبذول رکھتا ہون ۔ مجھے اطمینان ۔ ہے کہ ایسے ٹھکانے کی کوششون سے بہت اچھے نتیجے نکل سکتے ہین ۔

آج کی مجلس بذاتہ اس بات کی دلیل ہے کہ تمھاری کوششین رائگان نہین گئین کیونکہ ہم شمار کرتے ہین کہ علم ابدان مین جو توجہ اس وقت ظاہر ہو رہی ہے یہ کبھی نہ کبھی بہت مفید اور بکار آمد ہوگی ۔

میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے اور رہیگی کہ مین ہر ملت و مذہب کے دیسی اور یورپین آدمیون کے درمیان دوستانہ مجمعون کو شہ دیتا رہون ۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ایسے مجمعون سے فوائد کثیرہ عاید ہونگے ۔

اسلامی مجلس کی توسیع اور کامیابی کے بارے مین تم میری دلی تمنا تصور کرو ۔ مجھے نہایت خوشی ہوگی جب مین بذریعہ لفٹنٹ گورنر کے تمھاری ان کوششون کی داد دہی کا اظہار بذریعہ کسی مناسب نشان کے کرونگا ۔"

جس مناسب نشان کا ذکر وایسرائے نے اپنی تقریر مین کیا ہے وہ اسطرح پر مولوی عبداللطیف خان کو ملا ۔

پرائیوٹ سکریٹری کا خط لفٹنٹ گورنر کی طرف سے جو عبداللطیف خان کے نام آیا تھا اوسکا ترجمہ دیکھیے ۔

نمبر ۱۸۹۳

مورخہ ۲۴ - اپریل ۱۸۶۷ء

سر - مجھے لفٹنٹ گورنر بہادر سے حکم ملا ہے کہ مین ایک تمغا اور ایک کتاب جو کئی جلدون مین کامل ہے آپکی خدمت مین پیش کرون - یہ آپکی اون خدمتون کا صلہ ہے جو اپنی تعلیم اہل ہند کے باب مین انجام دی ہین -

کتاب مذکور کے سرصفحہ پر وایسرائے کے خط خاص کا لکھا ہوا نوشتہ ہے جس مین لکھا ہے کہ کس غرض سے حضور والا نے یہ انعام آپکو دیا ہے -

ایک صلہ اس سے بڑھکر قابل شکریہ آپکی محنتون کا حال مین یہ ملا ہے کہ اندنون مسلمانان بنگالہ نے حصول علوم مفیدہ کی پوری خواہش ظاہر کی ہے - اور رفتہ رفتہ علوم معتبرہ کی عظمت اور خواہش انکے دلون مین پیدا ہوتی جاتی ہے -

اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کی بناڈالکر (جسمین اسوقت پانسو ممبر ہین اور جو اور مقامون کی مجلسون کے ساتھ نسبت ایویت رکھتی ہے) آپنے تصرف مسلمانان بنگالہ بلکہ کل ہندوستان کے مسلمانون کو کامیابی کے ساتھ ایسے ڈھرے پر لگالیا کہ اب وہ اپنے قدیم طریقہ تعلیم کی تنگ حد سے باہر نظر ڈالنے لگے - اور اوس گنج فراہم آوردہ تخیلات و تاثیرات کو ڈھونڈھنے لگے جو زبان انگریزی کا دفینہ ہے اور بہت سے مواقع مین آپکی معقول اور چلتی ہوئی دراندازی نے اونکو گورنمنٹ کی منصفانہ پالیسی اور ارادون کے صحیح اندازے پر آمادہ کیا اور اون کو اس قابل بنایا کہ وہ تصرف فنون

ادبیہ اور علوم متنوعہ پر رائے دینے کے جوگے ہوے بلکہ وہ اون مسائل پر رائے دینے کے لایق ہوگئے جو اونکی حالت معاشرت اور سیاست سے متعلق ہین اور جن باتون سے عامۂ ملک کی بہبودی وابستہ ہے۔

اس عنوان سے آپنے مادی طور پر جماعۂ مسلمانان کے اور اونکے حکام و دیگر رعایای ہموطن کے درمیان رابطہ دوستانہ کو ترقی دی ہے جہان تک آپکی بیدار اور بیدریغ کوششون سے حالت بدلی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپکی امتیازی توقیر اور ذاتی نظیر نے کام کیا ہے۔ لفٹنٹ گورنر بہادر آپکو آپکے اہالی وطن کے امتنان کا مورد۔ اور گورنمنٹ کی گرم مرحمتون کا مستحق سمجھتے ہین۔

آپکا خادم۔ اس۔ سی۔ بیلی سکرٹری گورنمنٹ بنگالہ۔

کتاب مذکور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا تھی اور اوسپر نجط والیسرائے جو عبارت لکھی تھی اوسکا ترجمہ یہ ہے۔

مولوی عبداللطیف کو اون خدمتون کے صلے مین جو اون سے دیسیون کی ترقی تعلیم مین عموماً اور خصوصاً اون لوگون کی ترقی تعلیم مین جو اوسکی طرح شامل مذہب اسلام ہین انجام دی ہین بطور تحفۂ اعزازی کے دیا گیا۔" دستخط۔ جان۔ لارنس۔ ۲۵ مارچ ۱۸۶۷ء

جو تمغہ لفٹنٹ گورنر بنگال کی طرف سے ملا تھا وہ سونے کا تھا اور اوسپر جو عبارت نقش تھی اوسکا ترجمہ یہ ہے۔

ایک طرف۔ آنریبل سر سیسل بیڈن کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ لفٹنٹ گورنر بنگالہ

کی طرف سے مولوی عبداللطیف خان بہادر کو تحفہ ۱۸۶۷ء۔

دوسری طرف۔ اونکی اون خدمتون کے جلد دمین جو اونھون نے ترقی تعلیم مسلمانان بنگالہ مین انجام دی ہین۔

جنوری ۱۸۷۷ء مین جب دربار قیصری دہلی منعقد ہوا تھا۔ مولوی عبداللطیف خان کو خطاب "خان بہادر" عطا ہوا۔ اور ایک امپیریل تمغہ ملا اسی سال کے اگست کے مہینے مین لفٹنٹ گورنر بنگالہ سر ایشلی ایڈن نے ایک دربار اس غرض سے منعقد کیا کہ بنگالہ کے اون خطاب یافتگان کو جو دربار قیصری کے موقع مین خطاب یافتہ ہوے تھے اسناد و خلعت دین۔ چنانچہ مولوی عبداللطیف خان بہادر کو بعد عطاے سند۔ کے جن کلمون سے مخاطب کیا اوسکا خلاصۂ ترجمہ یہ ہے۔

"مولوی۔ تم اپنی تمام عمر گورنمنٹ کے باوفا اور سرگرم ملازم رہے ہو تمنے اپنے ہم مذہبون کی ترقی مین بڑی کوشش کی ہے۔ یہ تمھاری کوشش کا نتیجہ ہے کہ وہ لوگ اب علوم مغربی کی طرف توجہ کر رہے ہین اور دوسرے مذہب و ملت کے نوجوانون کے ساتھ حصول خدمات عامہ کی کوشش مین برابری دکھا رہے ہین"۔

اسلامی مجلس مذاکرۂ علمیہ سے جو مولوی عبداللطیف خان کی بنا کی ہوئی مجلس ہے بہت سے فواید حاصل ہوے مگر سب سے بڑھکر ایک فائدہ اسلام کو یہ ہوا کہ ۱۸۶۵ء مین ایک قانون اس غرض سے پاس ہونے والا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی مذہب کا کرسچین ہو جاے تو وہ اپنی بیوی کو مجدداً نکاح مین لاسکتا ہے مسلمانون نے اسکے خلاف مین ایک

عرضی گذرانی اور اوس سے مستثنےٰ رہے۔

جب سرویا اور روم مین جنگ چھڑی تھی تو عبداللطیف خان نے ایوان ٹون ہال مین ایک مجلس قرار دیکر مسلمانون کو اصل حقیقت جنگ سے مطلع کیا۔ اور زخمیون۔ بیواؤن یتیمون کے لیے چندہ دینے کی ترغیب دی گو حقیقت جنگ کے بیان کرنے مین عبداللطیف خان نشانہ سے پیچھے پڑا مگر یہ مشاق پولیٹیشن جلد اپنے طرز بیان کو بدلکر اصلی مدعا پر یہان تک کامیاب ہوا کہ کل ہند مین اسکی کارروائی نصب العین بنائی گئی اور اعلیٰحضرت سلطان اعظم خادم حرمین الشریفین خلد اللہ ملکہ نے اس شخص کی کارگذاری کی قدر کی اور اوسکو نشان مجیدی درجۂ سوم سے مفتخر کیا۔

۱۸۸۴ء کے اواخر مین یہ غیر معمولی شخص خدمات ذمہ داری سے کنارہ کش ہوکر پنشن یاب ہوا۔ مگر یہ بھی اسکی بیکاری اور خمول کا زمانہ نہ تھا۔ جو شخص اٹھارہ برس کی عمر سے پچپن برس کے سن تک اتنے جھنجھٹ اپنے ذمہ لیے ہون کہ جنکا انجام دینا آٹھ آدمی کے لیے بھی ممکن نہ ہو وہ معقول آسودگی کی حالت مین بھی راحت کے لیے کمر نہ کھولے۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟ اولوالعظمی۔ جوش طبیعت۔ خواہش نام۔ کاہلی سے نفرت۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعد پنشن لینے کے بھی یہ شغل کا بھوکا تادم مرگ ممبر آف دی بورڈ آف اگزامینرس۔ ممبر آف دی سنٹرل اگزامینیشن کمیٹی۔ کمشنر آف انکم ٹاکس میونیسپل کمشنر شہر وحوالی شہر۔ ممبر آف دی بورڈ آف مینجمنٹ آف دی ریفورمیٹری ایڈ ڈسٹرکٹ اسکول کمیٹی

آنریری سکرٹری آف دی بنگال سوشیل سائنس ایسوسی ایشن۔ ممبر آف دی فیلولوجیکل کمیٹی اوف دی اشیاٹک سوسایٹی آف بنگال۔ ٹرسٹی آف دی انڈین ایسوسی ایشن فود کلٹویشن آف سائنس۔ ممبر آف دی کمیٹی آف البرٹ ہال۔ ممبر آف دی کمیٹی آف ڈسٹرکٹ چارٹیبل سوسایٹی۔ سکرٹری آف دی محمدن لیٹریری سوسایٹی وغیرہ خدمات کو اعزازی طور پر انجام دیتا رہا۔ اتنی اعزازی خدمتین سوائے بڑے روشناس خلائق اور بڑے لایق ہونے کے ملنا مشکل ہے اگر ملتی بھی ہین تو صرف مہذب دنیا کے باشندون مین سے معدودے چند کو بنگالے مین۔ بلکہ کل ہندوستان مین۔ بلکہ تمام اشیا مین طبقۂ اہل اسلام مین سے ایک مولوی عبداللطیف خان ہی تھا جو اس مرتبۂ محسود تک پہونچا تھا۔ میرا گمان تو یہ ہے کہ ہندؤن مین بھی بہیئت مجموعی اس اقبالمند کا پایہ اونچا ہی تھا۔ جو چیز عام نظرون سے چھپی ہوتی ہے۔ تجربہ بتلا رہا ہے کہ خواہ نخواہ اوسکی عزت و عظمت ہوتی ہے۔ اسی لیے یورپ کے جاہ طلب تازہ جوان اگر ایک اعزازی خدمت پر بھی پہونچ جاتے ہین تو اوس خدمت کے نام کے حرفون کو اختصار کے ساتھ اپنے نام کے بعد لگا دیتے ہین تاکہ وہ اظہار اخفا کے ساتھ اونکی عزت کی زیادتی کا سبب ہو۔ جیسے جب کوئی فلو آف دی رائل زوالاجیکل سوسایٹی ہوجاتا ہے تو وہ اپنے نام کے پیچھے۔ آف۔ آر۔ زڈ۔ اس۔ لگا دیتا ہے۔ اس اصول کے موافق اگر مولوی عبداللطیف کے نام کے ساتھ اونکی اعزازی خدمتون کے

حروف لگائے جائین تو اوس کا نام کہان تک باشان وشوکت ہوگا اس کا ناظرین خود اندازہ کرلین گے۔

پنشن یاب ہونے کے ایک برس کے بعد یعنی دسمبر ۱۸۸۵ء مین ہیز لیپل گورنر رزیڈنٹ مالوہ نے اس تدبیر مجسم کو بلاکر عارضی طور پر مدار المہام ریاست بھوپال مقرر کیا۔ اس تقرر کی تاریخ میرے ایک عنایت فرمانے لکھی تھی جنکا ایک ادنے خاندانی ہنر شاعری ہے۔ اور جنکا نام نامی حاجی میرزا احمد علی اور تخلص کوکب ہے۔ انکے جد مغفور میرزا احمد بیگ طپان دہلوی کی شہرت محتاج بیان نہین۔ اس تاریخ کو اسلیے درج کرتا ہون کہ ایک تو تاریخ تقرر ضبط ہو جائیگی۔ دوسرے مذاق ناظرین کو اس بیابان دور ودراز نثر کے طے کرتے وقت آب شیرین گوارا نظم کی چاشنی حاصل ہوگی ؎

تشنہ کاندر بیابان نصف روزی طے کند	میشناسد لذت آبے کہ می آرد بکف

وہ تاریخ یہ ہے

بدہ ساقیا جام عشرت پیاپے	بزن مطربا بربط وچنگ پیہم
ازین مژدہ در دل ہمہ شاد مانند	ملک بر فلک برزمین جن وآدم
کہ نواب عبد اللطیف بہادر	فلاطون دوران وعقل مجسم
بنیروے اقبال ممتاز گشتہ	بدستوری شہ جہان شاہ عالم
بروز ہمایون بعہد مبارک	نشستہ بکرسی دستور اعظم
ہمانا گرفتہ بنیروے اقبال	ز اسکندر آئینہ وجام از جم

بعقل و فراست ز دانای یونان — بصورت موخر بمعنی مقدم
بذاتش چنان رونقی یافت بهوپال — ز باد بهاری چو بستان خرم
به تدبیر صائب ز رائے مناسب — همه خلق را کرد آزاد از غم
وزیرے چنین شهریارے چنانست — رعایا نباشد چرا شاد و خرم
به بهوپال امروز از فیض عدلش — بهم دشمنانند یاران همدم
کجی را چنان برد از کج نهادان — که نگذاشت در زلف محبوب هم خم
ز ترس سیاست ز خوف عدالت — بدورش ز آهو اسد میکند رم
اگر اسپ تازد بمیدان هیجا — ز هیبت گریزند سهراب و رستم
ز رو گوهر افشاند چندان بمفلس — نه زر ماند در کان نه دُر ماند در یم
چه باکست امروز خستہ دلان را — که لطفش نهد بر دل ریش مرهم
بگوشم رسیده چو این مژده **کوکب** — شب و روز در فکر تاریخ بودم

بریده همین فرق اعدائے بے دین
بمن گفت هاتف وزیر المعظم
۱۳۰۳ھ

اس خدمت پر مولوی عبد اللطیف خان صفر نو دس مہینے رہکر علحدہ ہوا مگر علحدگی کیوجہ اور زمان خدمت مین خدمتگذاری کی حالت جو کچھ تھی سیرلیل گرافن کے اوس خط کے ترجمے سے ظاہر ہے جو اونھون نے عبد اللطیف خان کو علیحدگی کے وقت لکھا تھا۔

نمبر ۲۱۵۸

۱۸۸۶ء

از صفر سر لیپل گریفن - کے - سی - ایس - آئی - ایجنٹ گورنر جنرل فور سنٹرل انڈیا -

بخدمت - نواب عبداللطیف خان - سی آئی - ای وزیر بھوپال -

رزیڈنسی اندور مورخہ ۵ جون ۱۸۸۶ء

سر مین آپکو اطلاع دیتا ہون کہ حضور وایسرائے نے بدرخواست بیگم صاحبہ بھوپال کرنیل اچ - سی - ای - وارڈ کمشنر سنٹرل پراونسز کو وزیر بھوپال مقرر کیا ہے اور وہ اس مہینے کے ختم ہونے تک کسی وقت اس خدمت کو ہاتھ مین لینگے -

۲ - فارن سکرٹری کے خط مورخہ ۲۸ مئی مین جو رائے آپکی نسبت تھی اوسکو مین بجنسہ ذیل مین بایماے گورنمنٹ ہند نہایت مسرت کے ساتھ آپ پر ظاہر کرتا ہون -

یہ درخواست کرتا ہون کہ آپ نواب عبداللطیف کو اطلاع دیجیے کہ جو خدمتین اونسنے ریاست بھوپال مین اوس کٹھن وقت اور دقتون کی حالت مین انجام دی ہین اوس کی گورنمنٹ آف انڈیا نہایت قدر کرتی ہے - حضور وایسرائے نے اوسکی جگہ پر ایک یورپین وزیر کا مقرر کرنا منظور فرمایا ہے - مگر اس سے نواب کی کارروائیون کی ناپسندیدگی ہرگز دکھائی نہین جاتی ہے بلکہ حضور محتشم الیہ اوسکی کارگذاریون کو نشان قابلیت اور راست بازی سے آراستہ دیکھتے ہین - نواب عبداللطیف ریاست بھوپال کو نیکنامی کے ساتھ چھوڑیگا - جو نیک نامی تصرف داغ سے پاک رہی ہے بلکہ گذشتہ چند مہینون کی کارروائی سے کہین زیادہ بڑھ گئی ہے "

۳- آپکی مقبولی خدمت کے اون اظہار کے علاوہ جو حضور وایسرائے اور گورنمنٹ آف انڈیا نے کیے ہین۔ مین اپنا ذاتی اندازہ آپکی خدمتون کی قیمت کا کیا چاہتا ہون۔

۱۸۸۵ء کے دسمبر کا مہینہ تھا کہ میری درخواست کے موافق ایک دن کی اطلاع مین آپ کلکتہ سے روانہ ہوے اور بہوپال آکر ایک غایت درجہ کے مشکل عہدہ کا چند روزہ ذمہ لیا وہ عہدہ وزارت کا تھا۔ آپ اس عہدہ کو اوس وقت تک انجام دینگے جب تک ایک انگریز افسر جسکو بیگم صاحبہ بہوپال نے وزیر مقرر کیا ہے انگلنڈ سے واپس آجائیگا۔ آپکا تقرر مشروط بیگم صاحبہ کی پوری منظوری سے ہوا تھا۔ اوسوقت سے آج تک آپنے بہوپال مین اپنی خدمات میری مرضی کے موافق انجام دیے جس سے بنظیر قابلیت۔ حزم۔ دیانت پائی گئی۔ اگر آپ ہی اس خدمت پر برابر رہتے تو مین نہایت مطمئن ہوتا میرا اعتقاد ہمیشہ یہی رہا ہے کہ بہوپال کی طرح ایک مسلمان ریاست مین مسلمان ہی وزیر ہونا مناسب ہے۔ اور حضور وایسرائے اور گورنمنٹ آف انڈیا کا بھی خیال قوی یہی ہے۔

۴- ایک ایسے انگریز وزیر کا بہوپال مین مقرر ہونا جو بڑا نیکنام ہو اور غایت درجہ کا تجربہ امورات سیاستی مین رکھتا ہو۔ بہت سے وجوہات سے نہایت مفید ہوگا مگر آپکے حق مین یہ امر انصاف محض ہے۔ کہ گورنمنٹ کا ہر طرح آپکی اون خدمتون سے جو آپنے بہوپال مین کین راضی رہنا۔ اور آپکی جگہ انگریز وزیر کا صرف بیگم صاحبہ

کے اصرار سے مقرر ہونا قلمبند ہو کر دفتر سرکاری مین محفوظ ہے۔ جس پالیسی کی رو سے گورنمنٹ ہمیشہ دیسی ریاستون کے درونی امورات مین دخل دینا سوائے اشد ضرورت کے پسند نہین کرتی ایک تو وہی پالیسی اور دوسرے حضور بیگم صاحبہ کی خواہش پوری کرنے کی مجبوری باعث ہوئی کہ حضور وائسرائے نے بیگم صاحبہ کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ ایک مناسب انگریزی افسر کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کے لیے چنین۔

۵۔ گورنمنٹ ہند نے آپکو یقین دلایا ہے کہ آپکی نیکنامی صفحۂ بیداغ ہی سمجھی نہین جاتی ہے بلکہ گذشتہ چند مہینون مین جو حالت آپکی رہی اوس سے نہایت ترقی پذیر سمجھی جاتی ہے۔

۶۔ اس قول کے بعد مین اور زیادہ کیا لکھ سکتا ہون بجز اسکے کہ مین خلوص کے ساتھ آپکی آیندہ کامیابی کا خواہان ہون۔ اور یقین دلاتا ہون کہ آپنے میرے اور اون پولیٹکل افسرون کے دل مین جنسے آپ سنٹرل انڈیا مین ملے ہین ایک دوستی گرم پیدا کردی ہے۔

آپکا خادم۔ لیپل گریفن ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا۔

مولوی عبداللطیف خان بہادر ۱۸۸۶ء اپریل کے مہینے مین خطاب نوابی سے مفتخر ہوا۔ اور ۱۸۸۳ء کی جنوری مین کمپانین آف دی آرڈر آف دی برٹش امپائر کے خطاب سے مخاطب ہوا۔ اور ۱۸۸۷ء مین جسوقت علیا حضرت ملکہ معظمہ کی جبلی کا جشن ہوا ہے

نواب عبداللطیف خان بہادر کو نواب بہادر کا خطاب ملا۔

اب مین اس بات کو ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ مملکت وسیع الفضاے ہند مین مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک بے حساب اشخاص اڈمنسٹریٹو عہدون پر طبقۂ اہل اسلام سے مقرر ہوے اور ہوتے جاتے ہین اور اون مین سے بہت ایسے بھی ہین جو زور مربی بھی رکھتے ہین۔ مگر صفحات تاریخ نواب بہادر عبداللطیف خان کی نظیر سے خالی ہین۔ یہ شخص ابتداے زمانۂ حکومت انگلشیہ مین بیک بینی و دو گوش کمر ہمت باندھکر سرکاری خدمت مین مشغول ہوا اور آندھی کی طرح سرگرم رہکر ہوشیارانہ ہاتھ پانون بچاتا ہوا۔ ترقی کی لاٹھ کے سب سے اونچے کھنڈ پر پہونچکر کوشش۔ ثابت قدمی۔ اور شکر کے نتیجہ کو بآواز بلند اپنے معاصرین کو سنا گیا بغیر کسی کی مدد کے یہ دلاور معمار اپنی حالت کی تعمیر مین مشغول ہوا اور ہر کوشش اسکی ٹھکانے لگی۔ قاعدہ دنیا ہے کہ ہر خود ساختہ آدمی کی ترقی سے معاصرین اور ہمچشم جلنے لگتے ہین اور شعلۂ حسد بھڑک اوٹھتا ہے۔ نواب بہادر عبداللطیف خان اس قاعدہ سے مستثنےٰ نہ تھا بلکہ اوسپر اپنے اور بیگانے سب کے حملے ہوتے تھے کیونکہ اسکی ترقی فوق العادت تھی مگر ثابت قدمی نے اوسکا ساتھ دیا۔ اور یہ رہرو راہ رفعت عداوت کے سنگ راہ سے بچتا طعن کے جنگل کو طے کرتا۔ خلل اندازی کے خارزار کو پھونکتا۔ دھوکے کی بھول بھلیان مین پہچان کا نشان بناتا ہوا ایسا دلیر نہ نکلا کہ سب نیچے کھڑے منہ تکتے رہے۔ اور وہ منارۂ ترقی کے درجہ ارفع پر پہونچ گیا۔ اسکے بدخواہ بھی بقول شخصے۔ گو بدنخواہ از حق نباید گذشت"

بظاہر گو اوس سے دامن کشان رہے مگر بہ باطن اوسکی غیر معمولی فراست۔ اوسکی بےنظیر ہمت۔ اوسکی خطا نکرنے والی تدبیر۔ اوسکی دانشمندانہ گھاتون کے قایل ہی رہے ناظرین نے اس سوانح عمری کے پڑھنے سے بخوبی دیکھ لیا ہوگا کہ مسئلہ تعلیم مین نواب بہادر کی سعی کہان تک مشکور ہوئی ہے اب اسکو ملاحظہ فرمائین کہ اس نشۂ کوشش مین یہ سچّا مسلمان کبھی ایسا از خود رفتہ نہ ہوا کہ اصول دین اسلام سے اوسکو باہر نکلجانے کی ضرورت ہوئی ہو۔ کبھی یہ شخص بد دین مشہور نہین ہوا۔ کبھی اس پر کفر کا فتوےٰ نہ ہوا اور ہمیشہ اپنے اغراض مین نیکنامی کے ساتھہ کامیاب رہا۔

اس شہسوار نے صرف ایک میدان تعلیم ہی کو جولانگاہ قرار نہین دیا تھا بلکہ ہر حاجتمند کی حاجت برآری مین یہ بہی خواہ قوم وملت بدل وجان مصروف ہو کر مدارج شکر الٰہی کو طے کرتا رہا۔ چھتیس ۳۶ برس سے زیادہ زمانہ تک یہ بیمثال آدمی تنہا اور محض تنہا مسلمانان بنگالہ کی طرف سے ہر پبلک امورات اور کارروائی مین ریپریزنٹیٹو رہا اور ہر ایسی مجلس عام مین جو اس دارالسلطنت مین مسائل تعلیم ومعاشرت وسیاست مین بحث کرنے کے لیے منعقد ہوتی رہی۔ یہی دلیر حامی قوم مسلمانون کی طرف سے مکہیا بنتا رہا۔ واقعی شرقی حدود ہند مین شاید نواب بہادر عبداللطیف خان کے سوائے کوئی دوسرا شخص دیکہا نہین گیا ہے کہ جسنے رفاہ عام کے مسائل مین غالبانہ اس قدر متعدی حصہ لیا ہو۔ تمام ہند مین عموماً اور بنگالہ مین خصوصاً جب کہین کسی مسئلہ اسلامیہ مین اولجھاؤ پڑا اور نوبت حکام کی دست اندازی کی پہونچی تو سب سے پہلے نواب بہادر عبداللطیف خان ہی نظر آیا

جسنے اوس مسئلہ کے سیکڑون برس کی عظمت اور حالت کو آشوب تغیر اور تصرف جاہلانہ سے بچالیا۔ اس سچے مسلمان کے قدم حقوق اسلام کی حفاظت مین کبھی پیچھے نہین پڑے۔

نواب بہادر عبداللطیف خان۔ خداترس۔ نہایت خلیق۔ راستگو۔ راستباز رحم دل مستقل مزاج۔ ظرافت دوست۔ خوددار۔ وجیہ۔ غیور۔ بشدت طالب جاہ مگر احتیاط کے ساتھ۔ بہت خوش عقیدہ۔ نہایت پابند وضع تھا۔ علاوہ ان باتون کے ایک مدبر کامل کے لیے جتنی باتین چاہئین سب اس مین موجود تہین اور اوس کو سب باتون پر اپنے مطلب مین صرف کرنیکا اختیار حاصل تھا۔ چونکہ کوئی ذات بجز ارواح مقدسہ کے نقص سے خالی نہین ہے اس لیے نواب بہادر مین بھی غیبت کے سُن لینے کی عادت کبھی کبھی پائی جاتی تھی۔ مگر اس سے عامۂ خلایق کو کبھی نقصان نہین پہونچا۔ بلکہ خود نواب بہادر کے عیش خانگی مین ایک تلخی ہمیشہ رہی۔

۱۸۹۳ء دسوین جولائی بدھ کے دن ڈہائی بجے یعنی ظہر کے وقت یہ بیمثال خیرخواہ قوم مسلمانون کی طرح خلعت حیات مستعار سے عاری ہوا۔ اور اپنے ساتھ ذخیرہ خوف آلہی لیگیا۔ اور اپنے احباب کو کیا مسلمان کیا نصرانی کیا یہود کیا ہندو داغ رنج وحسرت دیگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہ نوجوان لڑکا جو ۱۸۴۹ء کے فروری مہینے مین صدر قاضی مولوی عبداللطیف کہلاتا تھا اور مدرسۂ عالیہ کلکتہ کا ماسٹر تھا۔ ۱۸۹۳ء کی دسوین جولائی مین اپنا

نام۔ اپنی کوشش۔ اپنی پامردی۔ اپنی تدبیر۔ اپنی نیک نیتی سے ان ضائقوں کے ساتھ چھوڑ مرا۔

نواب بہادر عبداللطیف خان

کمپانین آف دی آرڈر آف انڈین امپیر۔ ام۔ بی۔ ای۔ ام۔ سی۔ ای۔ سی۔ سی۔ آئی۔ ٹی۔ ام۔ سی۔ ام۔ بی۔ ام۔ آر۔ ڈی۔ اس۔ اچ۔ اس۔ بی۔ اس۔ اس۔ اے۔ ام۔ اف۔ سی۔ اے۔ اس۔ بی۔ ٹی۔ آئی۔ اے۔ سی۔ اس۔ ام۔ سی۔ اے۔ ایچ۔ ام۔ سی۔ ڈی۔ سی۔ اس۔ اس۔ ام۔ ال۔ اس۔ وغیرہ۔

راقم

اے۔ اچ۔ عاصم

جلد چہارم　　حسن (۳۰)　　نمبر ۹

اعینونی اذا احسنت امرا
وان اخطات فاتونی صلاحا

فان اللہ یوتی کل قوم
سعوفی الارض صلاحا فلاحا

بابت ماہ - اگست سنہ ۱۹۱۰ء

مضامین

غبارہ کا فلاسفرانہ بیان　　از جناب مولوی مجیب احمد صاحب تمنائی　　صفحہ (۱)

مضمون کیونکر لکھین　　از جناب مولوی محمد عبدالکریم خان صاحب آزاد (۳۳)

وسط یورپ　　از عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر (۵۱)

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھاپا گیا

تصحیح

گذشتہ رسالہ مین آخری دلچسپ مضمون کا عنوان غلطی سے "واعظان مسیحی کی ناکامیابی پر ایک غیر مسیحی کی نظر" لکھا گیا تھا حالانکہ وہ نظر (رویو) ایک معتبر عیسائی کی۔ مگر غیر طرفدارانہ تھی لہذا اوسکو حسب ذیل صحیح کرکے پڑھنا چاہیے "واعظان مسیحی کی ناکامیابی پر ایک غیر مسیحانہ نظر"۔

غبارہ کا فلاسفرانہ بیان

اگلے زمانہ کے قصے اور افسانے دیکھنے سے اکثر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی انسان کو اوڑنے کے کمالات ہم پہونچانے کا سودا رہا ہے جب ہم پرندون کو زمین سے اوپر ہوا مین اوڑتے دیکھتے ہین تو ہم کو ایک طرح کا رشک ہوتا ہے کہ ہم اون کی طرح زمین سے بلند ہوکر تری اور خشکی پر جہان چاہین وہان آزادی سے نہین پرواز کر سکتے۔

پرندون کی پرواز کی وجہ سے اگر اگلے زمانے کے ہیدن لوگ ان کو خدا اور دیوتا کی نظر سے دیکھتے ہون تو یہ چندان تعجب کی بات نہین ہے۔ سب سے اوّل اوڑنے کی کل کا جو پتہ لگتا ہے وہ ایک بڑے ہندس ارکٹیاس باشندہ ٹیرنٹم کی ایجاد ہے جسکو اوس نے حضرت مسیح سے چار سو برس قبل ایجاد کیا تھا۔

ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ ارکٹیاس نے ایک کاٹھ کا کبوتر ایسا بنایا تھا کہ جو بیس منٹ تک ہوا مین معلق رہ سکتا تھا۔ مگر تھوڑی دیر مین پھر زمین پر آ جاتا تھا تاہم یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اسمین "آر اسپرٹ" کا بھید مخفی ہے۔ انسان مین اوڑنے کی قابلیت کا پیدا ہونا صدہا صدیون سے خرق العادت خیال کیا جاتا تھا

فرشتون سے قطع نظر کرکے قصون اور افسانون مین بیان کیا گیا ہے کہ
دیوون کے چمگاڈر کے بازؤن کی شل بازو ہوتے ہین اور اسکے ذریعے
سے وہ ہوا پر اوڑتے پھرتے ہین - اور بھوت پریت مین اتنی قابلیت ہے
کہ وہ جھاڑو کی سیخون پر بیٹھکر جہان چاہتے ہین اوڑ سکتے ہین - قدیم زمانہ سے
بچون کے بہلانے کے لئے یہ ایک کہانی چلی آرہی ہے کہ ایک بڈہیا عورت
اُڑن کھٹولے (شاید غبارہ) مین بیٹھکر اوڑی تھی اور حیرتناک بلندی تک
پہونچگئی تہی یعنے چاند کی بلندی سے بہی اور سترگونہ بلند !!! خیر ان غیر معتبر قصون
اور کہانیون سے قطع نظر کرکے تواریخ سے اتنا پتہ تو ضرور لگتا ہے کہ نیرو
کے زمانہ مین سیمن میگس نے کسی کل کے ذریعے سے ایک مکان سے
دوسرے مکان تک اوڑنے کی کوشش کی تہی مگر اوسمین اسکو کامیابی نہین
نصیب ہوئی تہی اور اسمین وہ جان سے جاتا رہا تہا - راجر بیکن وہ مشہور
معروف ڈاکٹر (فاضل) کہ جسکی طرف بارود کا اختراع منسوب کیا جاتا ہے
اوسنے کل کے ذریعے سے اوڑنے کی کئی ایک تدبیرین سوچی تہین مگر اوسکو
ان مین کامیابی نہین ہوئی اور نہ وہ لوگ کامیاب ہوئے کہ جنہون نے مختلف
وقتون مین اوسکی سوچی ہوئی تدبیرون کے ذریعے سے اوڑنے کی کوششین
کین - راجر بیکن کیطرح نشپ ولکنس نے بہی فن پرواز پر بہت زور لگائے
اور کوششین کین - مگر سب بے سود - جن لوگون نے اسبارہ مین کوششین

اور بجٹین کین ہین اون مین کے اکثر راجر بکن کے خیال کے ممنون احسان پائے جاتے ہین جسوقت ٹارسیلی کے تجربہ سے ہوا کے دباؤ کی حقیقت اور اوسکی طبیعت اور ماہیت معلوم ہوئی ہے اوسوقت فادر لانا فرقہ جیوٹ کے ایک پادری نے پرواز کی ایک کل یا غبارہ عجیب شکل کا بنایا تہا - اوسنے تانبے کے چار بڑے بڑے کرہ بہت پتلے اور اتنے بڑے کہ جنکا قطر ۲۰ فٹ تہا بنائے اور اون مین اوسنے ایک کشتی جوکہ ایک طشت کے شابہ تہی باندہی تہی اوسنے یہ خیال کیا تہا کہ کرے ہوا سے خالی کئے جانے پر اوڑنے والے کا بوجہ اوٹھاکر ہوا مین اوڑنے کی قابلیت رکھ سکین گے - یا تو ہوا کے دباؤ کا اسکو خیال نہین رہا تہا یا وہ اس سے ناواقف ہوگا کہ ہوا کا دباؤ باہر پڑکر تانبے کے کرون کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا - لانا نے تو یہ تدبیر شاید مین نکالی تہی اور بروسیٹر مقیاس الہوا ۱۶۴۳ء مین دریافت ہوچکا تہا - لیکن ۱۷۸۳ء اور ۱۷۹۱ء مین پرواز کے بارے مین جو تجربہ کئے گئے ہین وہ کامیابی کے ساتہ پورے ہوئے ہین - پہلا تجربہ ایک شخص بیسز نامی نے کیا تہا جو کہ سیبل کا لوہار تہا وہ مصنوعی بازوون کے زور سے اچھلکر مکان کی چوٹی پر جا بیٹہتا تہا - اور اسیطرح ایک مکان سے نیچے اوتر آتا تہا دانٹ ایک ریاضی دان نے بہی کسی ذریعے سے اوڑنے کی کوشش کی تہی مگر وہ اسقدر کامیابی حاصل نہین کرسکا اسی کوشش مین ایک موقع پر اوسکی

ٹانگ جاتی رہی تھی لارنس ڈی گسمین نے ۱۷۰۹ء مین پرواز کی ایجاد کا دعوے کیا۔ اور پیٹینٹ کے لئے عرضی دی تھی چنانچہ خط کے ذریعے سے بادشاہ نے اوسکو پیٹینٹ بھی عطا کر دیا تھا۔ یہ کل ایک پرند کے مشابہ بیان کیجاتی ہے الغرض ۱۷۸۲ء تک جتنی کوششین ہوئین وہ چندان کارآمد اور کامیاب ثابت نہین ہوئین۔ صحیح اور اصل فن پرواز اگر سچ پوچھئے تو ۱۷۸۲ء مین دریافت ہوا ہے۔ ہائڈروجن گاس کا علم ۱۷۶۶ء مین چکا ونڈش کو دریافت ہوا اسمین شبہ نہین کہ اوسنے فن پرواز مین جان ڈالی ہے۔ اسکے دریافت ہونے کے دوسرے سال پروفیسر بلیک نے ایڈنبرا مین لکچر دیتے وقت یہ بتلایا کہ ہائڈروجن گاس ہوا سے بہت ہلکی ہے۔ اگر کسی چیز مین یہ گاس بھر دیجائے تو وہ اچھی طرح اور کامیابی کے ساتھ ہوا مین اوڑ سکتی ہے گویا اوس زمانہ سے غبارہ کی ایجاد خیال کیجاتی ہے۔ اسٹفن اور جیس مُنگالفر یہ دونون شخص کاغذ کے کارخانے کے مالک تھے اُنکا کارخانہ انونی مین تھا جو کہ پیرس لائنس کے واقع ہے اسکو حسن اتفاق ہی سمجھنا چاہیے کہ جو یہ فن غبارہ دریافت ہوگیا۔ اونکو ہائڈروجن گاس کی ہوا مین تیرنے کا علم تو تھا نہین مگر ایک مرتبہ دھوئین کو اوپر چڑھتے دیکھکر اونکو دفعتاً غبارہ کا خیال پیدا ہوا اول اسٹفن کے خیال مین یہ بات آئی کہ اگر کاغذ کا تھیلا بناکر اوسمین دھوان بھرا جائے تو وہ ہوا مین اوپر چڑھ سکتا ہے اوسنے اپنے خیال کے آزمانے

کو ایک کاغذ کا تھیلا بنایا اور کمرے ہی مین اوسکے نیچے چند کاغذ چلا کر دیکھا
جب اون کاغذون کا دھوان اس تھیلے مین بھر گیا تو وہ کاغذ کا تھیلا اوپر
چڑھنا شروع ہو گیا اور کمرے کی چھت تک پہونچگیا۔ مسٹر گلفر کے غبارہ کی اصل
بنیاد یہی خیال کیجاتی ہے۔ یہ ہی تجربہ اسکے بعد ایک کھلے میدان مین
کیا گیا اور وہان اوسکو زیادہ کامیابی ہوئی اور نیز اوسیوقت ایک بڑے
پیمانہ کا غبارہ بنا کر تجربہ کیا گیا۔ اور اوسمین بھی کامیابی ہوئی۔ مسٹر گلفر کا یہ قصہ
مشہور ہے کہ جسوقت وہ اپنی تحقیقات مین سرگرم تہا اوسوقت ایک بیوہ اوسکے
پاس آئی کہ جسکے خاوند کو کسی زمانہ مین اوسی مطبع سے تعلق تہا کہ جسمین
مسٹر گلفر بھی شریک تہا اوسنے کمرے مین سے وہ دھوان نکلتے دیکھا کہ جس سے
غبارہ بھرا جا رہا تہا کمرے مین جا کر جب اوسنے مسٹر گلفر کو دیکھا کہ غبارہ مین
دھوان بھرتے ہوئے اوسکو بڑی دقت کا سامنا ہو رہا ہے وہ یہ دیکھکر متعجب
ہوئی۔ وہ غبارہ کو چیزنگ ڈش (ظرف دھوان) پر رکھنا چاہتا تہا اور
یہ ٹیڑہا ہو ہو جاتا تہا۔ مسٹر گلفر کی طبیعت تنگ ہو گئی تہی اور قریب تہا کہ مایوسی سے
وہ اپنے تجربہ کو چھوڑ دے اوسوقت بیوہ نے کہا "کہ آپ غبارہ کو چیزنگ ڈش
سے باندہ کیون نہین دیتے! یہ بات پہلے سے مسٹر گلفر کے خیال مین بھی
نہین تہی اور پھر جو دیکھا گیا تو یہ خیال بڑا اہمیتی اور قابل قدر ثابت ہوا گویا
کامیابی کا بہت بڑا بھید اسمین پوشیدہ تہا۔ مسٹر گلفر برادرس نے اپنے

آزمودہ تجربہ کو عام طور پر دکھانا چاہا - چنانچہ اس عجیب نظارہ کے دیکھنے کے لئے
۵ - جون ۱۷۸۳ء کو ایک عام مجمع جمع ہوا - کرمزی کے کپڑے کا ایک بہت
بڑا غبارہ بنایا گیا تھا اور گھاس پھوس کا ڈھیر سلگا کر اوسکے اوپر اوسکو
لٹکایا گیا تھا - تھوڑی ہی دیر میں غبارہ گرم کی ہوئی ہوا سے پُر ہو گیا اور قریب
ایک میل کے ہوا پر بلند ہوا - اس غبارہ میں بائیس ہزار مکعب فٹ
گرم کی ہوئی ہوا بھری ہوئی تھی جو سرد ہوا سے زیادہ ہلکی ہوتی ہے اسوجہ سے
غبارہ اوپر کو چڑھا اور جسوقت یہ گرم ہوا جو اسمیں بھری ہوئی تھی سرد ہونا شروع
ہوئی تو غبارہ کا اوپر چڑھنا موقوف ہو گیا اور جب اور بھی زیادہ سرد ہوئی تو غبارہ
کا نیچے اترنا شروع ہو گیا - اس تجربہ کی کامیابی کی خبر فرانس سے حیرت
کے ساتھ اور دوسرے ملکوں میں بھی پھیلی - مگر تاہم یہاں پیرس ہی سب سے
پیش رہا اور بعد ازاں برادرس رابرٹ نے ایک غبارہ میں ہائڈروجن
گاس استعمال کیا گو اسکے بھرتے وقت بڑی مشکل اور دقت کا سامنا ہوا لیکن
جب یہ چھوڑا گیا تو ہوا میں برابر ایک گھنٹہ ٹھہرنے سے تمام امیدیں پوری
ہو گئی تھیں مگر جب یہ غبارہ زمین پر گرا ہے تو اسکے ساتھ وہ سلوک کیا گیا
کہ جسکے لائق یہ کسیطرح نہیں ہو سکتا تھا یعنے دہقانی اور ضعیف الاعتقاد لوگوں
نے نہ معلوم کیا سمجھکر اسکو نوچ نوچ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا - اسکے بعد
مسگالفر نے اپنا تجربہ ورسلس میں دربار شاہی کے روبرو دکھایا -

اس موقع پر سب سے پہلے جو چیزین غبارہ مین اوڑائی گئین وہ ایک بھیڑ
ایک بطخ اور ایک کوا تھا - یہ تینون جانور صحیح سلامت کامیابی کے ساتھ
نیچے اوترے اور اس تجربہ نے ایم پلیٹرڈی رادیر کی ہمت غبارہ مین اوڑنیکی
کوشش کرنے مین بندھائی وہ اوّل اوّل ایک محبوس غبارہ مین اوڑا تھا
بعد مین وہ اور اوسکا ایک دوست مارکوئس ڈی آرلنڈس بوائیسڈی بوکس
سے اوڑے - اسد محمدی کامیابی سے ہوا مین پرواز کا امکان اچھی طرح
ثابت ہوگیا - اور لوگون کے بخوبی دلنشین ہی ہوگیا - اسکے تھوڑے ہی
دنون بعد یعنی دسمبر ۱۷۸۳ء مین ایک اطالیہ کا امیر کاونٹ زسکاری لندن
مین غبارہ کے ذریعے سے اوڑا اور کامیابی کے ساتھ صحیح و سلامت
پیسٹ ورتھ مین اوترا - دسمبر ہی مین مسٹر چارلیس اور مسٹر رابرٹ ۱۵
جولائی ۱۷۸۴ء کو فرانس مین لوئس فلپ کے باپ ڈیوک آف چارٹرس
اور نیز اور تین شخصون نے غبارہ کے ذریعے سے ہوا پر ایک حیرتناک صعود
کیا - اسمین بہت سے خطرات اور خدشات ظہور مین آئے لیکن غبارہ پر
حق مین کوئی مہلک ثابت نہ ہوا - غبارہ ایک عجیب شکل کا بنایا گیا تھا
پتوار - سکان - ہی اونہون نے ہوا کے کھینچنے کی غرض سے اپنے
ساتھ لے لئے تھے کہ اونکے ذریعے سے غبارہ کی پرواز مین مدد لین مگر
صعود سے تین منٹ گذرنے کے بعد غبارہ سمیت وہ سب کے سب

بادلون مین نظرون سے غائب ہوگئے اور چونکہ وہ خود کثیف ابخرات مین آئے ہوئے تھے اسلئے زمین اونکی نظرون سے جاتی رہی حالت سعود مین بگولہ کیطرح ہوا کا ایک غیر معمول جھونکا آیا اور اوسنے رفعتہ غبارہ کو تین دفعہ داہنی جانب سے بائین جانب جھکا جھکا دیا - ہوا کے جھوکے اس زور کے تھے کہ وہ ان چیزونکو استعمال مین نہین لاسکے کہ جو خاصکر ہوا کے کھینچنے کی غرض سے لیگئے تھے - ہوا کے اوس طوفان نے اوس سخت ریشمی کپڑے کی بھی چندیان اوڑادین کہ جس سے سکان بنایا گیا تہا بلاشبہ اونکی یہ حالت نہایت خوفناک تہی بادلون کا لاانتہا سمندر اونکے نیچے چڑہتا چلا آتا تہا اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ یہ اونکو اوس زمین پر نہین پہونچنے دیگا جو اوسوقت اونکی نظرون سے غائب تہی - غبارہ کا ڈگمگانا لحہ بہ لحہ ترقی کرتا جاتا تہا اس اثنا مین ہوا کا ایک چکر نیچے سے آیا اور غبارہ کو ابخرات سے نکالکر اور اوپر لے گیا - جب وہ ابخرات کی تیرگی سے باہر نکلے اوسوقت افتاب کی روشنی مین اونکو نیچر کی صورت دکہلائی دی مگر اوسوقت آفتاب کی تپش اور ہوا کے لطیف ہونے سے گاس کا اسقدر انتشار ہوا کہ غبارہ کے پہٹنے کا خوف دامنگیر ہوگیا - اسوقت تک وہ اوپر کو چڑہ رہے تھے میزان الہوا مین پارہ ۲۴ و ۲۶ - انچ پر آگیا تہا - اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت وہ سطح زمین سے پانچہزار فٹ بلند پہونچے تھے

اس خطرناک حالت مین جب ڈیوک آف چارٹرس نے غبارہ مین سے چھ یا آٹھ آٹھ فٹ کے دو شگاف کئے - تب اوسمین سے وہ گاس نکلنی شروع ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ وہ نیچے اوترنا شروع ہوا جب زمین کے قریب پہونچے تو غبارہ ایک خلیج مین گرنا چاہتا تھا اونہون نے اوسے بچانے کی غرض سے ساٹھ پونڈ کے قریب خشک ریت اوپر سے ڈالی تب وہ پانی سے بچکر زمین پر بخیر پہنچا اوترے -

۱۷- جنوری ۱۸۰۵ء کو مسٹر گلیشر اور ڈاکٹر جیفریس کے ساتھ گیارھویں دفعہ پرواز کی اور اوسکے ذریعے سے وہ پرنس پنیل کو بھیجنے کے واسطے سے کیلے بھیجنا اور اسکے لئے نظر وہ پرواز سفر اور بغرض تجربات کی گئی تھی - اکثر اکاکث اور کہانے پینے کی چیزین ہمراہ کی گئین تھین لیکن چونکہ سمندر سے عبور کرنا تھا اسلیے اون چیزون مین سے اونھون نے ساتھ کچھ نہین لیا بلکہ اپنا وزن ہلکا کرنے کی غرض سے اونھون نے صرف تن پوشی کے موافق کپڑے پہنے تھے اور زیادہ بوجھ نہین اٹھایا غبارہ کی گاس ختم ہو چکنے کے بعد اوسکی قوت صعود مین کمی آئی تاہم وہ اونچے اونچے مکانون اور چھتون سے صاف گذر کر سرحد فرانس کے قریب گیز کے جنگل مین اوترے - اس مرتبہ کی حیرتناک پروازسے خوش ہوکر شاہ فرانس نے مسٹر بلنکارڈ کو ۱۰۰ پونڈ انعام اور ۴۸ پونڈ سالانہ کے

وظیفہ سے سرفراز فرمایا۔

اسکے بعد کے کچھ زمانہ سے قطع نظر کرکے ہم لونارڈی کی متعدد پروازون کا ذکر کرتے ہین کہ جنسے لندن مین ایک عام جوش پیدا کردیا تہا اوسکا غبارہ ایک بہت بڑا غبارہ تہا لندن کے توپ خانہ کے میدان مین وہ بھرا گیا تہا۔ مگر مجمع اسقدر تہا کہ دنگے فساد ہونے کا خوف تہا۔ پوری طرح وہ بھرنے بھی نہ پایا تہا کہ لونارڈی نے تنہا ہی اوڑنا چاہا ایک دوسرے شخص مسٹر بیگن کا بھی اوسکے ساتھہ اوڑنے کا ارادہ تہا مگر غبارہ کے پورا نہ بھرے جانے کے سبب سے لونارڈی اسکو چھوڑکر خود تنہا ہی اوڑا۔ پرنس آف ویلز اور ہزارون تماشائی اس موقع پر موجود تھے لونارڈی اس جلدی سے اوپر چڑہا کہ تمام شہر مین اوسکی پرواز کی واہ واہ ہوگئی حج رجوری لوگ بادشاہ اور وزرا سب کے سب اپنے اپنے مکانون مین سے غبارہ کے دیکھنے کو نکل آئے۔ ایک قیدی مجرم جلدی کے سبب رہا کردیا گیا کہ اگر مقدمہ کا فیصلہ کیا جائے گا تو وقت زیادہ لگے گا اور غبارہ دیکھنے مین نہین آئے گا۔ ایک لیڈی مارے شوق اور ذوق کے جان سے گذر گئی۔ لونارڈی اس فن کا ہیرو خیال کیا جاتا تہا اسکے علاوہ وہ اور بہت دفعہ کامیابی کے ساتھہ اوڑا اور ۱۸۰۶ء مین اوسنے وفات پائی۔ غبارہ کے ایجاد کی ابتدائی زمانہ مین ایک دو مہلک حادثہ بھی وقوع مین آئے۔ کاونٹ زمبیکاری اور ایک اسکا دوست یہ دونون ایک دفعہ ایک ہی غبارہ مین اوڑے تھے اتفاقیہ غبارہ مین آگ لگی اوسوقت غبارہ اونچا تہا

وہ دونون اوسمین سے کود پڑے۔ کاونٹ تو گرتے ہی مرگیا۔ مگر دوسرے شخص کے بہت سخت چوٹ آئی۔

پلیٹوڈی موزر نے غبارہ کے ذریعے سے انگلش چینل کو عبور کرنے کی کوشش کی غبارہ تین ہزار فٹ بلندی پر پہونچا تہا کہ جو اوسمین آگ لگ گئی بدقسمت غبارہ پر وہ اوسیوقت زمین پر آرہا اور گرتے ہی مرگیا۔ اوسکا ساتھی بہی اوسکے چند منٹ بعد اوسکے پیچھے پیچھے راہی ملک عدم ہوگیا۔ ہائدروجن گاس کی جگہ کاربوریٹیڈ ہائڈروجن گاس کا استعمال سٹرگرین ایک مشہور و معروف انگریز غبارہ باز سے منسوب کیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۲۱ء مین جبکہ اوسنے اسکا تجربہ کیا تہا اوسوقت سے اب تک غبارہ بہرنے کے لئے سوائے اوس گاس کے اور کچہہ نہین استعمال کیا جاتا۔ سٹرگرین نے اکثر اس ذریعے سے کامیابی کے ساتہہ اور بعض ناکامیابی کے ساتہہ پرواز کین خوش طبعی کے لحاظ سے بہی اور مفاد کیغرض سے بہی سٹرگرین مقام نیسا سے نیسا غبارہ مین اٹہارہ گھنٹے کے عرصے مین پانسو میل اوڑا تہا جب سے ہی اوس غبارہ کا نام نیسا مشہور ہوگیا تہا۔ ایم ناڈر کا جائنٹ نامی غبارہ انگلنڈ مین دکہلایا گیا تہا۔ یہ اسقدر بڑا تہا کہ اسکی بلندی سو فٹ کی تہی اور تخمیناً اسیقدر چوڑائی مین بہی ہوگا۔ لیکن مسٹر گوڈارڈ کے غبارہ مگنا لفر نامی نے اسکو بہی مات کر دیا تہا۔ اسکی بلندی ایک سو سترہ فٹ تہی اور جب یہ اوڑایا جاتا تہا تو ایک بڑی انگیٹھی اسمین روشن رہتی تہی

اب ہم عام غباروں کے ذکر سے قطع نظر کرکے اون غباروں کا بیان شروع کرتے ہین کہ جو علم ہوا کے تجربات کے دریافت کے لئے اور نیز دوسرے علمی اغراض سے استعمال کئے گئے تھے اسکے ذیل مین ہم مسٹر گلیشیر اور نیز دوسرے مشہور و معروف غبارہ پروازون کے تجربات کا ذکر کرینگے ۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ علمی تجربات دریافت کرنے کی غرض سے اوّل اوّل جو غبارہ اوڑا تھا وہ سنہ ۱۸۰۳ء مین اوڑا تھا اسمین اوڑنے والے دو شخص مسٹر رابرٹسن اور مسٹر ھوبیسٹ تھے وہ دونون مقام ہمبرگ سے اوڑکر مقام ہمبورین اوترے تھے ۔ اونھون نے عالم پرواز مین چند تجربات ہوا کی قوت کھربائی ۔ سوزن مقناطیسی پر ہوا کا اثر اور چند تجربات آواز اور گولی کے متعلق کئے تھے ۔ اونھون نے اپنے دلچسپ مشاہدات کی رپورٹ سینٹ پیٹرسبرگ اکاڈمی کو دی تھی ۔ جب وہ اوڑے جولائی کا مہینا تھا گرمی تخت پڑتی تھی ۔ پچیس ہزار فٹ تک بلند ہوئے ۔ وہان جاکر پچاس درجہ سردی کا تفاوت پایا گیا ۔ یعنے زمین پر مقیاس الحرارت ۸۴ درجہ پر تھا اور وہان ۱۹ر ۶ درجہ پر ۔ اس بلندی پر شیشہ اور موم کو رگڑکر جو اونھون نے دیکھا تو اون مین کھربائی قوت نہین باقی رہی تھی ۔ دانگ ٹہرنے کی قوت بھی بہت کم ہوگئی تھی ۔ سوزن مقناطیسی کی حرکت جون جون وہ بلند ہوتے گئے دون دون ترقی پر ہوتی گئی ۔ نیچے کی آوازین اون کو

صاف سنائی نہین دیتی تہین - بہت زور کی آواز ہی اون کو وہان
ایک طرحکی پہنچتی ہے معلوم ہوتی تہی - گرمی کے متعلق جو تجربہ
کیا گیا اوسمین اونکو اوجہ سے کامیابی نہین ہوسکی کہ اتفاق وقت سے
مقیاس الحرارت ٹوٹ گیا تہا - اونہون نے اس بلندی پر جو کھولتے ہوئے
پانی کا ٹمپریچر (حالت گرمی وسردی) دریافت کرنا چاہا تو تجربہ کے وقت
مسٹر رابرٹسن سے غلطی سے اوس آلہ کو بجائے آگ کے پانی مین غوطہ
دیدیا جسکی وجہ سے یہ مسئلہ نہین حل ہوسکا - خود غبارہ پر وازون پر جو اثر
ہوا وہ اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ وہان پہونچکر اونپر نیند غالب ہوگئی
تہی اور اون لوگون کی عضلاتی طاقت ہی بہت متاثر ہوگئی تہی - وہ دو پرند
جو ساتہہ لے گئے تہے وہ وہین مر گئے تہے - سنہ ۱۸۰۲ مین مسٹر بائیٹ اور
مسٹر گے لزاک نے غبارہ مین اوڑکر جو جو قیمتی تجربات اور قابل قدر مشاہدات
کئے ہین وہ ایک حد تک سب سے فائق غبارہ پروازی کے لحاظ سے نہایت ہی
دلچسپ معلوم ہوتے ہین وہ سیس اگست کی صبحکو دس بجے اوڑے تہے جبکہ
غبارہ اونکو آٹھہ ہزار چھہ سو فٹ کی بلندی پر لے گیا - اوسوقت اونہون
نے تجربات شروع کئے - چند جانور بہی اونہون نے اپنے ساتہہ لئے تہے
ان جانورون مین سے اول اونہون نے ایک بلی اور ایک کوے
اور کبوتر چھوڑکر دیکہا - یہ دونون تیزی کے ساتہہ اوڑتے ہوئے پائے گئے

اور اونمین کسی قسم کی بے اطمینانی اور گھبراہٹ نمایان نہین ہوئی - آفتاب کی تمازت کیوجہ سے مقیاس الحرارت ۵۷ درجہ (فہرائنٹ) پر تہا - اون لوگون کی نبض مین معمول سے زیادہ سرعت پائی جاتی تہی لیکن کسی قسم کی بے چینی یا بے اطمینانی نہین معلوم ہوتی تہی - جب گیارہ ہزار فٹ بلند ہوئے اوسوقت اونہون نے ایک قسم کی چڑ یا چھوڑی لیکن تہوڑی ہی دیر مین یہ پرند غبارہ کو واپس آگیا - چند منٹ ہی غبارہ پر بیٹھنے پایا تہا وہان ہی اوس سے نہ بیٹھا گیا اور بہت زور سے نیچے لڑکتا چلا گیا - اسکے بعد ایک کبوتر چھوڑا گیا وہ بہی اپنے اختیار مین نہین رہا اور دیر تک چکر کاٹتا رہا آخر کار وہ نیچے اوترنا شروع ہوا اور بادلون مین غائب ہوگیا - اونہون نے اور بہت سے تجربات بہی کئے لیکن جب وہ نیچے اوترے تو جیسا خیال کیا گیا ویسا کوئی درست نتیجہ تسلیط کر سکے نہین اوترے -

ایک دوسرے موقع پر بڑی خبرداری سے ۵ ستمبر کو صرف گے لزاک نے تنہا ہی غبارہ مین پرواز کی یہ غبارہ کی گردش روکنے کی غرض سے اونسے غبارہ مین موٹی رسیان باندہکر لٹکادی تہین سب ضروریے ساز سامان سے درست ہوکر اور دو خالی شیشے اوپر کی ہوا لانے کیغرض سے ساتہہ لیکر وہ نوجوان آدمی اور اٹہہتر جسوقت غبارہ چڑہایا گیا اوسوقت بیرامیٹر (مقیاس الہوا) ۳۰ ر ۶۶ درجہ پر اور مقیاس الحرارت ۸۲ درجہ پر تہا - بارہ ہزار ۶ سو ۸۰ فٹ بلند ہوکر گے لزاک نے قطب نما کو جو دیکہا تو اوسکی تبدل و تغیر کی حالت وہی تہی کہ جو زمین پر

رہنے کی حالت میں پائی جاتی تھی دو سو فٹ اور بلند ہو کر جو دیکھا گیا
کہ سوئی کو جنوب کیطرف کرتے تھے وہ شمالی قطب کیطرف ہو ہو جاتی تھی - یہی تجربہ
اور اسی نتیجہ کے ساتھ بیس ہزار فٹ بلندی تک متواتر دفعہ کیا گیا - ہوا کا ٹمپریچر
بارہ ہزار فٹ تک تو صعود کی مناسبت کے لحاظ سے رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا یہاں تک
کہ بارہ ہزار فٹ بلندی پر ۳۷ ر ۳ درجہ پر پایا گیا - یہاں سے ۱۴ ہزار فٹ
بلندی تک پھر ٹھہرنا شروع ہوا اور چھ درجہ اوپر بڑھا اور اسکے بعد غبارہ جوں
جوں اوپر کو صعود کرتا گیا وون وون ٹمپریچر گھٹتا گیا چنانچہ ۲۳ ہزار فٹ بلند
ہونے پر زمین کے ٹمپریچر اور ہوا کے ٹمپریچر میں ۷۴ درجہ کا تفاوت پایا گیا -
غبارہ کی انتہائی بلندی ۲۴ ہزار فٹ تھی اوسوقت مقیاس الحرارت ۱۴ و ۹
درجہ پر ٹھہر گیا تھا لیکن سب سے ضروری بات جو دریافت ہوئی وہ یہ تھی کہ
اون بلندیوں پر ہوا کی ترکیب معلوم ہو گئی - یہ تو ہم بیان کر ہی چکے ہیں کہ
گے لزاک اپنے ساتھ دخانی شیشہ لیتا گیا تھا اون شیشوں کا تمام وکمال بھر گیا تھا
جبکہ نوجوان غبارہ پرواز ۱۱ ہزار ۴ سو ۶۰ فٹ بلندی پر پہونچا تو اوسوقت
اوسنے اونمیں سے ایک شیشہ کو کھولا اور جلدی سے اوسمیں ہوا بھر گئی اوسنے
اوسکو بہت ہشیاری سے بند کر دیا اور جبکہ وہ مطلوبہ انتہائی بلندی یعنے
سطح سمندر سے ساڑھے چار میل بلند پہونچا تو وہاں اوسنے دوسرا شیشہ بھی
کھولا - بیرامیٹر مقیاس الہوا ۱۲ ر ۹۵ - انچ پر ٹھہر گیا تھا اور سخت سردی

معلوم ہوتی تہی گے زاک مارے سردی کے ٹھٹر گیا اور اوسکو سانس تک لینا
مشکل ہوگیا۔ حلق مین خشکی اور خشونت پیدا ہوگئی اوسمین اور اوپر جانے کا بالکل
نہ رہا۔ اسلئے اوسنے اوترنا شروع کیا وہ رون کے قریب آہستگی کے ساتھ
اوترا اور وہان سے بہت جلد پارس پہونچگیا۔ جسقدر جلد ممکن ہوا ان تینون مین
ہواکو مختلف طور پر آزماتا گیا۔ اکثر سائنٹفک شخص اسکی آزمایش مین مشغول
تھے اطمینان بخش نتیجہ یہ نکلا کہ اوس ہوا کے حصون مین ٹھیک ٹھیک وہی
تناسب پایا گیا کہ جو زمین کے ہوا کے حصون مین پایا جاتا ہے یعنے ہوا
کے ہر ہزار حصہ مین دو سو پندرہ حصہ آکسیجن گاس کے معلوم ہوئے۔ سنہ ۱۸۵۰ء
مین مسٹر بینال اور مسٹر بگز یو نے بھی چند شاہدات کئے لیکن انہون نے ہوا
کا ممیر یجر اوس سے جداگانہ نہ پایا کہ جو اوپر کے بیان کے شاہدات کے الفاظ
سے ذکر کیا گیا ہے۔ اونہون نے ۲۴۰۰ فیٹ بلندی پر مقیاس الحرارت کو
تفریق ۲۲۰۳ فہرانہیٹ درجہ پر پایا یعنے اوس سردی سے بہت نیچے
تہا کہ جو گے گزاک کے تجربہ سے ثابت ہوئی تہی چونکہ ہوا کے مختلف
جہونکے اکثر ممیر یجر کے لحاظ سے ہوا مین اختلافات اور انقلابات پیدا
کر دیا کرتے ہین اسلئے گرمی اور سردی کے متعلق کسی خاص بلندی پر
کچھ نتیجہ نکالنا یا ایک معمولی قاعدہ تسلیم کر لینا غیر ممکن ہے۔ ہم یہان
آراگو کا مقولہ بیان کرتے ہین کہ جو اوسنے اس پرواز کے بارے مین

لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ " یہ دریافت (برف کے ذرے) ہوا مین پائے جاتے ہین) بکھو یہ تبلاتی ہے کہ کسطرح یہ چھوٹے چھوٹے تھے تھلین اولون کا گودا یا مغز بناتے ہین کیونکہ جہان یہ رہتے ہین وہان اپنے اردگرد کے اون پانی کے انجزات کو منجمد کر دیتے ہین کہ جو ہوا کے اوسی حصے مین ہوتے ہین۔ مسٹر میریوٹ کا یہ قیاس کہ برف کی ننھی ننھی تھلین جو ہوا مین تیرتی رہتی ہین یہی پیرا ہیلیا کا سبب ہوتی ہین۔ ایک حد تک صحیح معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازین بادلون کی وجہ سے جو فوری تغیر و تبدل ہمارے ملکون کی آب و ہوا کے ٹمپریچر مین ہو جاتے ہین اوس سے ٹمپریچر کی ناپائیداری اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے مسٹر فلیمن نے جو اپنی پرواز کے حالات لکھے ہین وہ ویسے دلچسپ ہونیکے علاوہ سائنٹفک لحاظ سے بھی بڑی قدر کے قابل ہین۔ ایک دفعہ کی پرواز کے وقت کی کیفیت بیان کرتا ہے کہ غبارہ کا سایہ بالکل سفید اور صاف تھا اور ایک دفعہ کا سایہ بالکل سیاہ اور تاریک تھا۔ جو وقت سفید تھا تو جہان جہان اوسکا سایہ زمین پر پڑا خاص وہ حصہ اور دوسری زمین کے حصے سے زیادہ روشن معلوم ہوتا تھا۔ یہ فنامنا (منظر) تھیلین یعنے مقابل آفتاب تھا۔ اوسوقت غبارہ پر وہ اسقدر سکوت طاری ہوگیا تھا کہ وہ بیان کرتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے اتنا بھی نہین پوچھ سکتے تھے کہ ہنوز ہم زندہ بھی ہین یا نہین ہمکو یہ یقین ہوگیا تھا کہ اب ہم زمین پر زندہ نہین پہنچ سکینگے۔

مسٹر ٹلیمرن کے وہ مشاہدات کہ جو اوس رنگ کی تعلق ہین کہ جسکو ہم عام اصطلاح مین آسمان کہتے ہین قابل ذکر ہین ۔ کچھ اسوجہ سے نہین کہ وہ عجائبات مین سے ہین بلکہ اسوجہ سے کہ ہمارے سامنے اسطور پر ظاہر ہین کہ ہم اوسکو نیلے گنبد کے نام سے پکارتے ہین ۔ اوسکا بیان ہے کہ حقیقت مین آسمان کا کچھ وجود نہین ۔ ہوا مین چارون طرف سے اشکال شمسی کے نیلی شعاعون کا عکس پڑتا ہی ۔ آفتاب کی صاف اور سفید روشنی مین ہر ایک رنگ کی آمیزش ہے اور دوسرے رنگون کو تو ہوا اپنے مین سے گذرنے دیتی ہے لیکن نیلا رنگ ہوا مین سرایت نہین کرسکتا اسلئے ہمکو خیال کرنا پڑتا ہے کہ ہوا کا رنگ نیلا ہے ۔ حالانکہ ہوا کا رنگ بذاتہ کچھ بھی نہین ہوا کی رنگت روشنی کے عکس پڑنے سے کچھ بھی نظر آنے لگتی ہو یہ ایک عجائبات ہے ۔

عرصہ سیارگان بالکل تیرہ و تاریک ہے جون جون اوپر چڑہیے ویسے ویسے ہوا کی تہہ ہلکی اور پتلی ہوتی جاتی ہے اور آسمان زیادہ سیاہ اور تاریک نظر آنے لگتا ہے رات کے وقت اگر غبارہ مین اوڑا جائے تو اکثر نظر فریب چیزین دیکھنے مین آسکتی ہین ۔ چونکہ بسا اوقات غبارہ مین مہلک حادثہ کے وقوع کا گمان غالب رہتا ہے اس خیال سے ہم نہین کہہ سکتے کہ غبارہ پروازی محض خوش طبعی ہی کی غرض سے اختیار کی گئی ہوگی ۔ جب سائنس کو کسی حد تک ترقی ہی دینا منظور ہوتا ہے تو کبھی کبھی تعرض اور معارضہ نہین کیا جاتا اور تجربات یکے بعد دیگرے نہایت ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھہ کئے جایا کرتے ہین بلا شبہ وہ

لوگ محض جاہل ہین کہ جنمین غور وخوض کی عادت نہین - نیچر کا مطالعہ کرنے والے اول اوسکا احترام کرنا سیکھتے ہین اور پھر غور وخوض سے کام لیتے ہین - مشہور ومعروف غبارہ پروازون کی تفصیل حالات سے دلچسپ اور مفید معلومات حاصل ہوتے ہین - آسمان بادلون اور اجسام فلکی کا نظری علم غبارہ کے ذریعے سے بخوبی دریافت کیا گیا ہے اکثر تجربات جو آواز کے بارے مین کئے گئے ہین تو اونسے یہ نتیجہ مستنبط ہوا ہے کہ آواز زیادہ فاصلے پر بہی سنی جاتی ہے مثلاً انجن کی سیٹی ہوا مین دس ہزار فٹ کی بلندی تک سنائی دیتی ہے - انسانی آواز کی گونج پانچہزار فٹ تک اور صرف ایک شخص کے آواز کی گونج تین ہزار فٹ کی بلندی تک پہونچ سکتی ہے لیکن بندوق کی آواز اوس بلندی تک صاف طور پر سنی جاتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آواز اوپر کو اسانی کے ساتہہ چڑہتی ہے لیکن اوپر سے نیچے کو اترتے ہوئے آواز کو مزاحمت ہوتی ہے اسیوجہ سے غبارہ پرواز کی آواز نیچے کے آدمیون کو ۳۰۰۰ یا ۴۰۰۰ فٹ سے زیادہ بلند ہونے پر نہین پہونچتی مگر تاہم نیچے والے آدمی کی آواز غبارہ پرواز اسی طرح سولہ سو فٹ کی بلندی پر سن سکتا ہے فلیمرین کے تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جسدن مطلع صاف ہوتا ہے اوس دن ہر ایک تین سو بیالیس فٹ کی بلندی کے پیچھے ایک درجہ ٹمپریچر کم ہوتا ہے اور ابر کے دن ہر ایک تین سو چون فٹ کی بلندی کے پیچھے ایک درجہ ٹمپریچر گہٹتا ہے - بادلون کا ٹمپریچر اوس ہوا سے زیادہ ہوتا ہے کہ جو اون کو

گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ زمین کے سطح کے قریب ٹمپریچر کی کمی جلدی کے ساتھ ہوتی ہے لیکن جون جون غبارہ اوپر چڑھتا جاتا ہے وون وون ٹمپریچر کی کمی اوس تیزی کے ساتھ نہین ہوتی۔ زیادہ بلندی پر پہونچکر اگر عام پانی کی بوتل مین سے کارک نکالا جائے تو وہ اوسی آواز سے نکلے گا کہ جیسے شیمپین کی بوتل سے نکلتا ہے۔ یہان تک جو ہمنے ذکر کیا ہے وہ اکثر فرانس کے غبارہ بازون کا ذکر تہا لیکن انگلستان کے مشہور معروف غبارہ باز مسٹر گلیشر۔ مسٹر گرین اور مسٹر کاکسیل اور امریکہ کے مسٹر وائز کی حیرتناک اور قابل قدر مشاہدات کو ہم کسیطرح نظر انداز نہین کر سکتے فرانسیس غبارہ پرواز ونکے مشاہدات مسٹر گلیشر کے تجربات کی تصدیق کے لئے کافی ہو سکتے ہین۔ یہ مشہور معروف غبارہ پرواز کامیابی کے ساتھ صرف سائنٹک تحقیقات کی غرض سے اٹھائیس مرتبہ اوڑ اتہا۔ مختلف وقتون کی پروازون مین اوسکو جو جو شاہدات اور تجربات ہوتے ہین وہ سب اوسنے ایک کتاب کیصورت مین جمع کر کے اوس کتاب کا نام "ٹریولس ان ایر" یعنے ہوائی سفر نامہ رکہا ہے۔ علاوہ ازین اسکے اکثر تجربات اور شاہدات ایک رپورٹ کیصورت مین رپورٹس آف برٹش ایسوسی ایشن مین بتفصیل پائے جاتے ہین جو کہ فائدہ اور دلچسپی کے لحاظ سے نہایت ہی قدر کے قابل ہین اوسکی برابر آجتک کسنے پرواز نہ کی ۱۵ ستمبر ۱۸۶۲ء کو وہ اور مسٹر کاکسیل صرف سائنٹک تجربات کیغرض سے اوڑے اور اسقدر بلندی پر پہونچے

کہ اوس سے پہلے کوئی اسقدر بلندی پر نہین پہونچا تہا یعنے ۷ میل با سنتیس ہزار فٹ - ہم نبظر دلچسپی اور نیز بلحاظ سائنٹک مفاد کے اوس پرواز کا تفصیلی حال لکھتے ہین وہ والور ٹمپین مین دن کے ایک پر ۹ ۳ منٹ گذرنے کے بعد اڑے تہے جبکہ غبارہ ۴ میل کی بلندی پر پہونچا اوسوقت ٹمپریچر صرف آٹہہ درجہ تہا - اور جسوقت وہ پانچ میل چڑہا ہے اوسوقت پارہ صفر کے نیچے اوتر گیا تہا - اوسوقت تک تجربات نہایت اطمینان اور سہولت کے ساتہہ کئے گئے - ۱۲ بجے غبارہ کے اثنار صعود مین جو دیکہا گیا تو مقیاس الحرارت مین پارہ کا پتہ نہین تہا - مسٹر کاکسول حلقہ پر اسوجہ سے چڑہا ہوا تہا کہ وا کوئی ڈوری اوجہ گئی تہی اوسکو سلجہانا چاہتا تہا - مسٹر گلیشر نے مقیاس الہوا کو جو دیکہا دس انچہ پایا گیا اور تیزی کے ساتہہ کمی ہوتی جاتی تہی - وہ دیکہتے ہی دیکہتے ۹ ۳/۴ انچہ پر آگیا - اس سے ظاہر ہوا کہ ابہی ۲۹ ہزار فٹ بلند پہونچے ہین - لیکن قصد تو یہ تہا کہ جہان تک ممکن ہو وہان تک بلند ہونا چاہئے - اسلئے غبارہ کی پرواز بدستور جاری رکہی گئی - مسٹر گلیشر لکھتے ہین کہ "اس سے تہوڑی ہی دیر بعد مینے اپنے بازو میز پر رکھے اور پہر جو مینے کسی کام کے واسطے ہاتہہ اوٹہانا چاہا تو بازو مین کسی قسم کی طاقت نہین تہی اور بالکل سن ہوگئی تہی - اسکے بعد مین نے دوسرے بازو کو حرکت دینے کی کوشش کی یہ بہی ویسے ہی کمزور اور بیجان پائی گئی - اسکے بعد مینے اپنے آپ کو ہلانے کی کوشش کی -

اور اپنے جسم کو ہلانے مین کسیقدر کامیاب ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تہا کہ جیسے میرے بازو ہی نہین۔ اسی حالت مین مین نے میران الہوا کو دیکہنا چاہا دیکہتے ہی دیکہتے میرا سر بائین کندہے پر جا پڑا۔ اسکے بعد مسٹر گلیشر کے ہوش وحواس سب جاتے رہے اور انکہونکے سامنے تیرگی اور تاریکی چہاگئی۔ اس حالت مین اوسنے مسٹر کاکسویل کو کچہہ بولتے سنا تہوڑی دیر کے بعد اوسکی سمجہہ مین یہ لفظ آئے "کوشش کرو اب کوشش کرو" تہوڑی دیر کے بعد اوس حالت مین کچہہ تخفیف ہوئی تب مسٹر گلیشر نے اپنے آپ کو سنبہالکر یہ کہا کہ "مین بے ہوش ہوگیا تہا اور اب بہی میرے ہوش وحواس ٹہکانے نہین"۔ مسٹر کاکسویل نے جواب دیا کہ "تمہارے تو ہوش وحواس ٹہیک نہین اور بیہوشی طاری ہے۔ لیکن مجہپر بہی بیہوشی طاری ہوا چاہتی ہے مسٹر کاکسویل کے ہاتہہ سیاہ اور اسقدر سن ہوگئے تھے کہ وہ کچہہ کام نہین دے سکتے تھے اوسوقت اوسکی حالت بہت اندیشہ ناک تہی بہ مجبوری وہ حلقہ مین بازو ڈالکر لٹکا اور وہان سے اپنے آپ کو اپنی پہلی نشست پر گرایا۔ وہان آکر دیکہا تو اپنے ساتہی کو بے ہوش پایا اور خود پر بہی بیہوشی طاری ہونے لگی۔ اس خطرہ سے جانبر ہونے کے لیے صرف ایک یہی تدبیر تہی کہ والو کی ڈوری کو کھینچکر گاس کو نکل جانے دیتے جسکے سبب سے غبارہ نیچے اوتر سکے لیکن اوسکے ہاتہون مین بالکل دم نہین رہا تہا ڈوری کو حرکت دیتا تو کسطرح دیتا اوسنے آخری کوشش یہ کی کہ دانتون سے ڈوری کو کاٹنا شروع کیا۔ بڑی کوشش کے بعد وہ اوس مین

کامیاب ہوا۔ گاس اوسمین سے نکلنے لگی اور غبارہ نیچے اترنا شروع ہوگیا وہ آہستگی کے ساتھ صحیح وسالم نیچے اترے۔ چند کبوتر بھی وہ لوگ اپنے ساتھ لے گئے تھے جنکو اونہون نے مختلف بلندیون سے چھوڑکر دیکھا تھا۔ پہلا تین میل پہونچنے پر چھوڑا گیا وہ کاغذ کے ٹکڑے کیطرح گر پڑا دوسرا چار میل کی بلندی سے چھوڑا گیا جو نہایت دشواری سے ڈگمگیان لے کر ادھر ادھر اڑتا رہا۔ تیسرا اسکے ذرا بعد چھوڑا گیا جو مانند پتھر کے گر پڑا۔ اترتے وقت چوتھے کبوتر کو اونہون نے چار میل کے فاصلے سے چھوڑا نہایت تھوڑی دیر تک گرد چکر کاٹتا رہا بعدہٗ غبارہ کی چوٹی پر آبیٹھا۔ بقیہ جوڑے کا ایک کبوتر تو زمین پر پہونچتے ہی مرگیا اور دوسرا بچا رہا۔

ہمارے مختصر مضمون مین اسقدر گنجایش نہین کہ ہم اون لوگون کے کل مشاہدات تفصیل کے ساتھ اسمین بیان کرسکین۔ علاوہ اسکے ان لوگون کے بھی اکثر مشاہدات تو وہی تھے کہ جو اونسے قبل کے غبارہ پروازون نے کئے تھے چونکہ اونکو ہم اوپر لکھہ ہی آئے ہین اسلئے اونکے دوہرانے کی چنداں ضرورت نہین معلوم ہوتی مختلف صورتون مین تجربات کے نتایج مین بھی بہت کچھہ فرق پایا گیا اسلئے ہم یہ کہتے ہین کہ کسی ایک قاعدے پر ہمیشہ کے لئے فیصلہ کرنا قریب قریب غیر ممکن سمجھے۔ اوپر کے طبقے کی ہوا کے اور نیچے کی طبقے کی ہوا کے رخ مین بعض اوقات تو فرق پایا گیا اور بعض وقت یکسان

حالت معلوم ہوئی ۔

اب ہم پیراشیوٹ یا اوس چھتری کا ذکر کرتے ہین کہ جسکے ذریعے سے غبارے سے اکثر اوتر تے ہین ۔ اسکے ایجاد کے نشان کا بھی قدامت سے پتا لگتا ہے لیکن جو شخص اوّل اوّل اسکے ذریعے غبارہ سے نیچے اوترا ۔ وہ گیرنرن تھا اور نے اوّل مرتبہ اسکا استعمال ۱۷۹۷ء مین کیا تھا اور اوسکے بعد وہ اور بہت دفعہ بھی کامیابی کے ساتھ اسکے ذریعے سے اوترا ہے ۔ پیراشیوٹ غبارہ سے لٹکا دیا جاتا ہے اور ایک مخصوص بلندی پر پہونچکر غبارہ پرواز اسکو غبارہ سے علیحدہ کر دیتا ہے اور اوسکے سہارے سے صحیح وسالم وہ نیچے اوتر آتا ہے ۔ ایک مرتبہ اسکا موجد لندن سے غبارہ مین اوڑا اور جب آٹھ ہزار فٹ بلند پر پہونچا اوسوقت اوسنے چھتری کو غبارہ سے علیحدہ کیا ۔ چھتری معمول کے موافق اچھی طرح نہین کھلی اور وہ نہایت زور سے نیچے گرا ۔ آخرکار وہ پھر کھلی اگرچہ غبارہ پرواز بہت زور سے غبارے سے گرا لیکن زمین پر آتے آتے چھتری جو کھل گئی وہ اسلئے سنبھلگیا اور حفاظت کے ساتھ زمین پر پہونچگیا ۔

پیراشیوٹ کھلی ہوئی چھتری کے مشابہ ہوتا ہے رسیون سے بٹھنے کا کھٹولا پیراشیوٹ کی کانٹون سے بندھا رہتا ہے اور کھٹولے کی چوٹی پیراشیوٹ کے ڈنڈے کے مضبوطی کے ساتھ بندھی رہتی ہے ۔ مسٹر کاکنگ نے ایک نئے قسم کا پیراشوٹ ایجاد کیا تھا لیکن جب اوسنے مسٹر گرین کے غبارے سے پیراشیوٹ کے ذریعہ

اوترنے کی کوشش کی یہ لچک گیا اور بدقسمت غبارہ پرواز کرتے ہی پاش پاش ہوگیا
اوسکی لاش کے ٹکڑے مقام کینٹ مین لی کے قریب پائے گئے۔ مسٹر ہملٹن نے
گریزن کے ایجاد کئے ہوئے پیراشیوٹ سے اکثر موقعہ پر بہت سے صحیح وسالم نزول کئے
سنہ ۱۸۸۳ء مین غبارہ پروازون کی ایک سوسائٹی مسئلہ پرواز پر غور کرنے کے لئے
قایم ہوئی۔ اگرچہ اوسکی مرتبہ رپورٹ مین بہت سے مردانہ اور زیرکانہ خیالات
ظاہر کئے گئے ہین مگر عملی نظر سے اگر دیکھا جائے تو کوئی مفید نتیجہ نہین نکلا
اگرچہ ہم اس مضمون مین غبارہ کے سائنٹفک تجربات کے بیان کے علاوہ اور
کسی چیز کا ذکر کرنا نہین چاہتے لیکن تاہم ہم یہ دلچسپ بیان کئے بغیر نہین رہ سکتے
کہ سنہ ۱۸۷۰ء اور سنہ ۱۸۷۱ء کی فرانسیسی لڑائی مین غبارہ سے کیا کیا کام نکلے۔ جسوقت جرمن کی
فوج نے پیرس کا محاصرہ کیا اوسوقت ہوائی رسل ورسائل ہی زیادہ مفید ثابت ہوئے
اور اسکے سوا کوئی دوسرا چارہ بھی نہین تھا کیونکہ رسل رسائل کے دوسرے راستے
اور ذریعے مسدود ومفقود ہوگئے تھے۔ اسیوجہ سے غبارہ سازی کا کارخانہ قایم
کیا گیا اور بے شمار غبارہ بنائے گئے اور اونکے ذریعے سے لاکھون خطوط صوبجات
اور قصبہ جات مین بھیجے گئے۔ نامہ بر کبوتر صوبہ جات سے پیرس مین جوابات
لاتے تھے۔ اور فوٹوگرافی رسل ورسائل کو بہت چھوٹے پیمانے مین لانے کی غرض
سے استعمال کیا گیا۔ بہت سے غبارون کا کہین پتا نہین لگا معلوم نہین کہان کے
کہان پہونچگئے بعض ناروے مین اور بعض حدود فرانس سے باہر کسی اور طرف

جا کر گرے ان غبارونکی گنجایشیں کا اوسط ستر ہزار فٹ مکعب بیان کیا گیا ہے۔

ہندوستان مین ۱۸۶۷ء سے قبل کبھی غبارہ پروازی نہین ہوئی۔ اوّل مرتبہ جو ہندوستان مین غبارے کے ذریعے سے آدمی اوڑا ہے وہ ایک انگریز تہا جسنے مقام بمبئی مین ۱۸۶۷ء مین غبارے کے ذریعے سے پرواز کی۔ اوسکے اوڑنے کے قبل سمندر مین کشتیان اور جہاز اسی غرض سے چھوڑے گئے تھے کہ اگر اتفاقاً وہ سمندر مین گرے تو وہ کشتیان اور جہاز اوس کو بچا سکین۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اوسنے پرواز کی تو غبارہ پانچ چھہ ہزار فٹ کی بلندی پر پہونچکر پھٹ گیا جس موقع پر غبارہ پھٹا تہا اوسکے نیچے سمندر تہا یہ بدقسمت غبارہ پردار سمندر مین گرا ابہی اوسکی حیات باقی تہی کہ جو ایک اسٹیمر نے سمندر سے اوسے نکالکر بچا لیا۔ گو ضرب اور چوٹ اوسکو پہونچی لیکن مرا نہین۔ اسکے بعد اور بہت دفعہ پروازین ہوئین۔ ہندوستان مین نئے علوم کے رواج پانے کے ساتہہ جدید فلسفہ بہی اعلے تعلیم مین داخل ہوا۔ نئے علوم کے حاصل کرنے مین بنگالی لوگ سب سے پیش قدم نکلے۔ وہ گریجویٹ اور اعلے تعلیم یافتہ ہوئے جدید فلسفہ نے اونکے دل مین ہی غبارہ پروازی کی تحریک پیدا کی چنانچہ ہندوستان مین ہندوستان ہی کا باشندہ جو اوّل اوّل اوڑا ہے وہ

ایک بنگالی نوجوان رام چندر چٹرجی ہے جنے کلکتہ مین ۱۸۸۸ء مین غبارے کے ذریعے سے کامیاب پرواز کی - اسکے بعد لاہور الہ آباد اور نیز دوسرے شہرون مین بھی اوسنے کامیابی کے ساتھہ پروازین کین -

مس وان ٹسل نے اسی سال ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے مقامات پر غبارہ کے ذریعے سے پروازین کین - حیدرآباد مین ۲۰ فروری ۱۸۹۱ء روز جمعہ کو شام کے پانچ بجے باغ عامہ کے میدان مین وہ غبارے کے ذریعے سے اوڑی اور پانچہزار فٹ بلند ہوکر اوسنے پیراشیوٹ کے ذریعے سے اوترنا شروع کیا اور کامیابی کے ساتھہ باغ کے قریب ہی اوتری - دوسری مرتبہ پھر اوسی مقام پر اوسنے ۲۵ فروری چہارشنبہ کے روز شام کے پانچ بجے پرواز کی اور اس مرتبہ پہلے سے زیادہ بلندی پر پہونچکر اوسنے پیراشیوٹ کے ذریعے سے اوترنا شروع کیا - اسدفعہ وہ آصف نگر مین جاکر اوتری جو پرواز کے مقام سے تخمیناً دو تین میل کے فاصلے پر ہوگا - زیادہ تعجب مین ڈالنے والی یہ بات تہی کہ وہ عالم پرواز مین کرتب بہی کرتی تہی -

اب ہم یہ بیان کرتے ہین کہ غبارے کس وجہ سے ہوا مین اوڑنے کی قابلیت رکھتے ہین - غبارے کا کچہہ حصہ کول گاس سے گرم کی ہوئی ہوا اور ہائڈروجن سے بہرا جاتا ہے - چونکہ ہائڈروجن اور گرم کی ہوئی ہوا اوس ہوا سے زیادہ ہلکی ہوتی ہین کہ جو غبارہ کے محیط رہتی ہے اسلئے وہ اوپر چڑہتا ہے

اور جون جون یہ اوپر چڑہتا ہے دون دون طبقہ ہوا کے سنگینی اور جسامت یا کثافت کم ہوتی جاتی ہے۔ اوپر چڑہتے ہوئے جیسے ہوا کی کثافت کم ہوتی رہتی ہے اسیطرح قوت پرواز مین بہی کمی آتی جاتی ہے۔ مثلاً جسوقت غبارہ اور غبارہ پرواز کا وزن قوت پرواز کی برابر ہوجائے گا اوسوقت غبارہ ہوا مین ٹھہر جائے گا اور اوسکا اوپر چڑہنا موقوف رہے گا۔ یہ بہی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جیسے جیسے بیرونی ہوا کے دباؤ مین کمی آتی جاتی ہے ویسے ہی ویسے غبارے کے اندر کی گاس کی قوت منتشرہ مین زیادتی آتی جاتی ہے۔ یہ طبعیات کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ علے العموم گاس مین وہ اور سمیٹنے کی بہت زیادہ قابلیت ہے۔ اور تاہم حالت انتشار اسقدر بڑہی ہوئی ہے کہ گاس کی بہت تہوڑی مقدار ایک بہت بڑے خلا کو بہر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے جیسے غبارہ اوپر چڑہتا ہے ویسے ہی ویسے وہ مدور ہوتا جاتا ہے اور زیادہ بلند ہونے پر ہی پُر نظر آتا ہے۔ اگر غبارہ چڑہانے سے پہلے اسکو گاس سے اسطرح بہر دیا جائے کہ اسکا اوپر کا حصہ بہی ذرا خالی نہ چہوڑا جائے اور کسی بلندی پر پہونچکر جبکہ بیرونی حصہ کے دباؤ مین زیادہ کمی آئے گی اور گاس کی قوت منتشرہ مین ترقی ہوگی۔ اگر اوسوقت گاس نکالدینے کی تدبیر نہین کیجائے گی تو بلاشبہ غبارہ پہٹ جائے گا۔ غبارہ کو گاس سے خالی کرنے کے لئے غبارے کی چوٹی مین ایک والو لگایا جاتا ہے

اور غبارے کا وہ حصہ کہ جو نیچے رہتا ہے اکثر اوقات وہ ہی کہلا ہوا چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ گاس اپنے آپ اوسمین سے نکل سکے۔ جب غبارہ اوترنا مقصود ہوتا ہے تو والو جو کہ غبارے کی چوٹی پر لگا ہوتا ہے اوسکو ڈوری کے ذریعے سے کھولدیتے ہین اوسمین سے گاس نکلنے لگتی ہے اوسوقت غبارہ اپنے ہی وزن سے نیچے اوترآتا ہے۔ مسٹر گلیشر نے زیادہ بلندی پر چڑھنے کی غرض سے ایسی غبارے کی رائے دی ہے جسمین نو ہزار مکعب فٹ کی گنجایش گاس کے لئے ہو اور اوس گنجایش کے ایک تہائی حصّے یعنے تین ہزار مکعب فٹ اوسمین گاس بھرنا چاہئے اور چھ سو پونڈ بلاسٹ (سیدہا رکھنے کی غرض سے وزن) ساتھ لینا چاہئے۔ اگر بلاسٹ مین سے تھوڑی مقدار ہی نکالکر پھینک دیجائے تو بہت بڑا فرق پیدا ہوجاتا ہے۔ ایک مٹھی برابر نکالکر پھینکنا کئی فٹ بلند کردیتا ہے وزن کے لئے چھوٹی چھوٹی تھیلیان خشک ریت بھرتے ہین اسلئے کہ وہ گرتی ہوئی ہوا مین اوڑاوڑکر پھیل جاتی ہے۔ اس طریقے سے غبارہ پرواز جتنی بلندی پر چاہے پہونچ سکتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ سات میل کی بلندی تک تو انسان زندہ رہ سکتا ہے اور اسکے بعد سردی اور ہلکی ہوا (ہوائے حریر) آدمی کو زندہ نہین چھوڑتی۔ یہ ایک حیرتناک بات ہے۔ کہ غبارہ چاہے کیسے ہی تیزی سے اوپر کو صعود کیون نہ کرتا ہو لیکن غبارہ پر واز کو اوسکی حرکت بالکل محسوس

نہین ہوتی - شاید یہ اسوجہ سے ہوتا ہو کہ تقابلہ کرنے کے لئے دوسری چیزین نہین ہوتین - کسی ساکن اور مقیم شے کے پاس سے گذر کر جانا نہین ہوتا اسلئے یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ حالت پرواز تیز ہے یا آہستہ - مثلاً جب ہم ریل مین سفر کرتے ہین تو بغیر باہر کی چیزین دیکھے اوسکی رفتار چندان معلوم نہین کر سکتے - جب ہم کھڑکی سے باہر نظر ڈالتے ہین تو باہر کی چیزین چلتی ہوئی نظر آتی ہین اور اونسے ہم ریل کی تیزی یا آہستگی کا اندازہ کر سکتے ہین - غبارہ مین پرواز کے وقت اتنا ہچکولہ نہین لگتا کہ پانی سے لبریز بھرے ہوئے گلاس مین سے پانی ہی چھلک جائے - مسٹر فلیمرین نے یہ تجربہ کر کے دیکھا تھا کہ ایک گلاس پانی سے لبالب بھر کر حالت پرواز مین ساتھ لیا تھا ایک قطرہ تک اوسمین سے نہین گرا - جب غبارہ پرواز کچھہ فاصلہ بلندی پر پہونچتا ہے اوسکو اوسوقت زمین چلتی نہین دکھلائی دیتی بلکہ آسمان کی مانند مجوف نظر آنے لگتی ہے - تمام طور پر غبارے مین رسیان لٹکا دیتے ہین - جب رسیان زمین پر آکر ٹھہر جاتی ہین اوسوقت غبارے پر اونکا بوجھ نہین رہتا بلکہ اوسوقت ہی غبارے کے اوتارنے مین اُس وزن کا کام دیجاتی ہین کہ جسکا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین - اس ہوائی سفر مین اوترتے وقت اکثر اندیشہ ہوتا ہے - صاف اور کھلے دن تو غبارہ پرواز اپنے نزول کی جگہ کا ٹھیک طور پر اندازہ کر سکتا ہے - لیکن جبدن ہوا تیز چلتی ہو

اوسدن وقت واقع ہوتی ہے اس موقع پر اوسکو ایک لنگر چھوڑنا پڑتا ہے۔
جدہر کو وہ اوڑنا ہے اودہر ہی کو اوسکے ہچکولون کیوجہ سے غبارہ بھی اوڑتا ہے
غبارے کو ہوا مین اپنی خواہش کے موافق چلانے کے لئے بہت سی کوششین کی گئی
ہین مگر آجتک کوئی ایسا آلہ یا ذریعہ نہین ایجاد ہوسکا کہ جس سے اس کوشش مین
کامیابی ہوتی۔ بادبان۔ پنکھے۔ ڈنڈے۔ سب ہی کی آزمایش کی گئی لیکن
ایک بھی خواہش پورا کرنے مین کامیاب نہین ثابت ہوا۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ
آدمی کبھی اوڑنے کے قابل بھی ہوسکے گا۔ چونکہ سائنس آجکل روز بروز ترقی
کررہی ہے اسلئے شاید یہ تو ناممکن نہ ہو کہ کوئی آلہ الکٹریسٹی کی قوت سے
ایسا ایجاد ہوجاوے کہ جسکے ذریعے سے انسان اپنے آپ کو ہوا مین چڑھا سکے
اور معلق رکھ سکے۔ لیکن اکثر طیور کہ جنکو خود قدرت نے طاقت پرواز دی ہے
وہ بھی ہمیشہ بغیر پہلے زور لگانے کے نہین اوڑ سکتے۔ بہت سے پرند ایسے ہین
کہ بغیر تھوڑی دور زمین پر دوڑنے کے دفعتاً پرواز نہین کرسکتے۔ بعض ایسے
ہین کہ زمین سے درختون کی شاخون پر اوڑان مارتے ہین اور پھر وہان سے
پرواز کرتے ہین۔ عقاب شکل اسکے اور جو وزن دار پرند ہوتے ہین
اونکو زمین پر سے اوڑنے مین دقت ہوتی ہے۔ کرگس جو قدت ناکون ناک
اٹ جاتا ہے اوس سے تو ہلنا تک بھی مشکل ہوجاتا ہے اوڑ تو کیا ہی سکتا ہے
عقاب اکثر بلند چٹانون اور پہاڑیون پر اسوجہ سے رہتے ہین کہ وہ اپنے شکار

پر اچھی طرح چپٹ سکین اور نیز اسوجہ سے بھی کہ زمین سے پرواز کرنے کی زحمت سے بچے رہین - وہ اوڑتے ہی اوڑتے نہایت زور سے جھپٹا مارتے ہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دفعتاً اوڑنے کے صدمے سے وہ مر بھی جاتے ہین - اسلئے ہمکو یہ ڈر لگتا ہے کہ سب سے پہلے آدمی کا وزن ہی حالت پروازمین اوسکا مزاحم ہوگا اور اوسکو آدمی سے پرند بننے مین کامیاب نہین ہونے دے گا - فقط

راقم
مجیب احمد - تمنائی

مضمون کیونکر لکھین؟

باقاعدہ لٹریری زندگی جماعت مین ہمیشہ سے سربرآوردہ اور قابل تکریم سمجھی گئی ہے۔ یورپ مین ہم دیکھتے ہین کہ موسم سرما کی بڑی راتین جنمین کھڑے اور برفباری کی مصیبت بھی شامل رہتی ہے گاؤن کے جھونپڑون مین ذہانت کی ترغیب سے رونق ہوجاتی ہے اور عیسائی سوسٹی کے نوجوان حکمت عملی مین ہمیشہ اعلے درجہ رکھتے ہین لیکن برعکس اسکے ہم کو اپنے ہموطنون مین اس شغلہ کی تلاش ایک فضول کوشش ہو تاہم اب اسکا وقت آگیا ہے کہ برادرانہ برتاؤ اور دوستانہ رقابت سے ہم اپنی جماعت کے نوجوانون کو اسطرف متوجہ ہونے کے لئے برانگیختہ کرین اور اونکو ایک جگہ پر قایم کرین جہان سے ہر وقت ترقی کے لئے وہ اپنا قدم آگے بڑہا سکین۔ اسکے بعد یہ اون لوگون کا کام ہوگا جو اسکے قابل ہین کہ جو لوگ اس دستور العمل مین مستعدی و سرگرمی سے داخل ہوئے ہین اونکو کافی بدلہ دین۔

ہمارے الہ آبادی شمس العلما نے جو اس صوبہ کے لیے جائز طور سے افتخار کے باعث ہو سکتے ہین کچھ اس جانب توجہ کی تھی مگر اوس ضرورت

تحریک کا یہ حیرت ناک نتیجہ تھا کہ مین نے کسی اخبار مین اوس رائے پر کوئی رائے نہین دیکھا - یہ بے پروائی یقیناً اوس بدشوقی کی دلیل ہے جو ہم مین موجود ہے -

باوجودیکہ اس مضمون سے میری غرض بہ نسبت مولوی ذکاء اللہ خان بہادر کے ایک جداگانہ درجہ رکھتی ہے تاہم آخیر مین یہ دونون بحثین ایسا تعلق رکھتی ہین جنمین کوئی فرق نکالنا کسی اصطلاحی لفظ کی شرح کرنا ہوگا -

جماعت کے مستقل کاروبار کے لئے باوجودیکہ یہ آسانی نہین ہے تاہم ایک عمدہ اور مکمل فہرست کار کہنا ضرور ہوگا - جس سے ایک طرح کی مدد اور باہم خیالات کے تبادلہ کا طریقہ ظاہر ہو - اور اسیطرح پر مضمون کا لکھنا اور اوسپر نکتہ چینی ہونا اس انتخاب کا ضروری جزو ہونا چاہئے -

یہ مناسب ہوگا کہ بغیر کسی زاید و غیر ضروری تمہید کے مین اوس سلسلہ کو شروع کرون جسکا لکھنا مقصود ہے اسلئے سب سے پہلے مین بطور ابتدائی حصہ بحث کے لفظ مضمون کی تعریف بیان کرون کا جسمین بہت کچھ مشکلات ہین اور جو ایک بندی کی تشق سے ضرور باہر ہے -

یہ نہ تو بیوگرافی ہے نہ تاریخگوئی اسکے قریب قریب ہے جسے یادداشت یا کسی خاص امر پر تحریر کہہ سکتے ہین وہ معنی جو لفظ مضمون سے مراد ہے بتدریج اس سے مرتفع ہوگیا ہے کہ اس صدی کے بعد سے

مالکان ذہن وذکاء نے اپنے خیالات کو مخصوص طور پر مضامین کی شکل
مین ظاہر کیا ہے - اسی لفظ کی بابت بین واکر کی دو تعریفین پیش کرکے
وہ کہتا ہے کہ

(۱) مضمون ایک غیر مسلسل تکمیل ہے -

(۲) مضمون ایک آزادانہ قسم کا مسودہ ہے -

تاہم یہ ضروری ہے کہ ہم اوس پہلی تعریف کو قبول کرین نہ کہ اوس
جس سے اونے درجے کی مغنے بجز تعریف کے ظاہر ہوتے ہین -

تعریف سے گذرکر اب مجھے یہ کہنا چاہئے کہ کسی مضمون کے لکھنے
مین کونسی خاص ترتیب سوچی جا سکتی ہے - بہت کچھ قرار دینے کے لیے
تین ٹکڑون پر مضمون نویسی کا انحصار معلوم ہوتا ہے - یعنے

(۱) نفس مضمون - یا مادہ بحث -

(۲) مضمون کی وضع -

(۳) طرز تحریر - جو اجمالی حالت سے پیدا ہوتی ہے -

مین اون نمبرون پر اوسی ترتیب سے جداگانہ بحث کرونگا -

(نفس مضمون - یا مادہ بحث)

ایک معین کیا ہوا نفس مضمون سب سے پہلے ضروری امر ہے تاکہ خیالات
ایک خاص سطح پر مجتمع ہون جنمین جزئیات اور غیر مسلسل خیالات مین

تمیز پیدا کی جا سکے جیسے غیر ضروری گفتگو - اتفاقات - یا کسی اخبار کے مختلف واقعات کے کالم۔

نفس مضمون پورے طور پر اوس مرکز سے مشابہ کیا جا سکتا ہے جسکے گرد ہزارون جزو لا یتجزے بدرجہ غایت تحلیل شدہ مجتمع ہون اور اپنی مقررہ ترتیب و ترکیب مین موجود ہون۔

ایک مستعد مضمون نویس انشا پردازی اور حکمت کے وسیع دائرے کو قطع کر سکتا ہے اور عالم موجودات پر ایک پیمانے مین بحث کر سکتا ہے۔ ادنے درجے کی حیوانی زندگی سے لیکر ذات انسان تک۔ یا اس مختصر گوئے زمین سے گذر کر نظام شمس تک جاتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو وہ اپنی بیتی ہوئی قوتون کے لئے ایک وسیع میدان عظیم وسعت مین قطبین یا ستارہ دنبالہ دار کے شہاب ثاقب مین یا دہندلے سیارونکے جرمٹ مین پاوے۔

اس بلند پروازی اور حوصلے کے مقابلے مین کاوپر کی کوششون کا خیال تازگی بخش ہے جسکا نام اوسنے دی ٹاسک (کار عظیم) رکھا ہے یہ مضمون اوسکو اوسکی ایک لیڈی دوست نے دیا تھا جسے اوس نے نظم کے ۶ ضخیم جلدون مین لکھا ہے۔

ایسے مضامین گو ابتدائی رو کھے اور بے لطف معلوم ہوتے ہین لیکن جیون جیون ہمکو اون مطالب پر عبور ہوتا جاتا ہے اون مین دلچسپی

پیدا ہوتی جاتی ہے ایک تلاشی کے لئے جدید نفس مضمون کی نئی خوبیاں
آپ کو اسطرح کھولدیتی ہین گویا کہ تاریکی سے نکل پڑی ہین جنمین کہ محصور تھین۔
ایسی علمی تلاش کی مسرّت اور اومنگ ہی اوسکا تمام معاوضہ ہے کیونکہ ہر ایک
نیا خیال دماغی پیداوار کے ذخیرہ کی قیمت کو اوس حساب سے بڑہاتا جاتا ہے
جو حد و شمار سے باہر ہے جیسا کہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ایک خیال یا حقیقت دو خیال
یا حقیقت سے باوجود تکرار کے کم قیمت ہے۔ اور تین واقعات بہت ہی زیادہ
قیمتی ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک ہی واقعہ تین مرتبہ ہو۔ ہر ایک ہنر کی ایجاد
اور ہر ایک علمی انکشاف کی تاریخ اس قاعدہ کی توضیح کرتی ہے کہ نئی حقیقت صرف
اصلی ذخیرۂ ذہنیات کی ترقی ہی نہین کرتی بلکہ ہر مرتبہ ایک زینہ طیار کرتی ہے
جسکے ذریعے سے غیر منکشف و ناتحقق امور تک پہونچ سکتے ہین۔

تاہم مسوّد کے رجحان اور قابلیت کا اندازہ کرکے یہ بہتر ہوگا
کہ اوسے دقیق اور اہم مادہ بحث کے ترک کرنے پر رضامند کیا جائے۔ کیونکہ
ہر نئے خیال کے اظہار پر نیم مجنون کی صدائے بازگشت اوسے ہر حالت مین لپیٹ
کر دیگی۔ نہ صرف یہی بلکہ ابتدائی حالت مین عام فہم اور گرد و پیش و پیش افتادہ
نفس مضمون منتخب کیا جائے جنمین سہولت ہو۔ پھر بھی یہ خیال نہ کرنا چاہئے
کہ اس عظیم بارگاہ مین داخلہ کی عزت کے مستحق ہو گئے بلکہ بطور دستور العمل کے
مشہور جیمس پال ڈیچرا کی اس نصیحت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا

کہ "کسی مضمون پر کچھہ نہ لکھو جب تک پہلے خود اوسکو
کافی طور پر پڑھہ نہ لو ۔ اور کسی مضمون کو نہ پڑھو جبتک
تم آپ کو اوس کا بدرجہ غایت مستند نہ پاؤ"

مضمون منتخب کرنے کے بعد ہی اوسکا لکھنا شروع نہین ہوجاتا بلکہ اوسپر بہت کچھہ غور کرنا اور اوسبارے مین دوسرے شخصونکے خیالات کا بہت کچھہ مطالعہ ضروری ہے ۔ اسکو مضمون لکھنے کا سامان جمع کرنا کہتے ہین ۔ ممکن ہے کہ ایک شخص کسی مبحث پر مضمون نہ لکھے ۔ مگر یہ مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ وہ ایک مضمون بغیر کسی وہ بحث کے لکھے ۔

ایک مضمون نویس کے سامان خواہ کتابونسے ہم پہونچ سکتے ہین یا وہ خود صحایف قدرت کو دیکھکر جمع کرسکتا ہے ۔ یا ایک طرحکی الہامی قوت سے خود اپنے ذہن سے پیدا کرسکتا ہے ۔ پھر بھی کتابون پر بھروسا رکھنا چاہیے جو ایک طالب علم کی بہت قیمتی میراث ہے ۔ اب اوس مقام پر ہر ایک طالبعلم کے لئے ایک کتاب رکھنے کی ضرورت پائی جاتی ہے ۔ ایسی یادداشت کے کتاب جسمین روزمرہ کے خاص واقعات ۔ کتابون کے دلچسپ وضروری تعریفات ۔ عجیب خیالات ۔ خاص طور کا فسانہ ۔ کتابونکے نام معہ مصنف ۔ تاریخوار حالات ۔ اہم تبدیلات ۔ اور اسیطرحکی باتین وقتاً فوقتاً لکھی جایا کرین ۔ اس التزام سے محنت کا نتیجہ بقدر کافی ملے گا ۔ اسطرح چیرہ واقعات کا

علم تازہ رہے گا نیز پڑھتے وقت کار آمد و مفید امور کے انتخاب کی عادت پڑ یگی۔

اب ہی یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ مضمون کا لکھنا شروع ہوگیا۔ اور سامان کا جمع کرنا ہی کافی ہے۔ یہ خیال کرنا ایسا ہی ہے جیسے مصالح جمع کرنے پر کوئی شخص مکان کو طیار سمجھے۔ بلکہ خیالات مجتمعہ و مستقرہ کو ترتیب دینا نہایت ضروری ہے۔ اور اسکو دلکش طریقے سے ترتیب دینے کا مضمون نویس ہی ذمہ دار ہے۔ مسودہ کو ہمیشہ ان اسباب پر آمادہ ہونا چاہیے کہ اوسپر مضمون کا لکھنا لازمی ہے۔ جب ہر جانب سے مصالح جمع ہوں۔ ہاتھ کتابوں کے ورق الٹتے ہوں۔ آنکھیں مشاہدہ قدرت میں علم کی متجسس ہوں تو دماغ پر ہی فرض ہے کہ جانکشی اختیار کرے۔

آدی ایک مشہور مصور کے شاگرد نے اوس سے بکمال اصرار پوچھا کہ۔

"براہ مہربانی فرمائے کہ آپ اپنے رنگ میں کیا ملاتے ہیں"

اوسنے کہا کہ

"میں اس دماغ کو ملا دیتا ہوں"

یقین ہے کہ ہر ایک مضمون نویس اس جواب کو اپنا مضمون لکھتے وقت یاد رکھیگا۔

(مضمون کی وضع)

مضمون مین یہی تین ہی باتین ہوتی ہین۔

(۱) تمہید۔

(۲) مضمون کی بطور کافی تشریح و توضیح۔

(۳) نتیجہ۔

تمہید سہل۔ عام فہم۔ اور مضمون کے مناسب ہونی چاہیے۔ کیونکہ اسکے لکھنے کا کوئی قاعدہ مقرر کرنا ممکن نہین ہے۔ زیادہ تر یہ امر مضمون نویس کی جودت طبع پر منحصر ہے کہ حسب حال و مناسب تمہید لکھے۔ بعض لوگون نے اپنی کتابون مین یا مضمون کی تمہید ایسی لکھی ہے کہ وہ اصل مضمون کے لئے نقاب ہو گئی ہین جب تمہید کے بعد اصل مطلب پر رجوع ہوتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ عنوان کا کیا منشا تھا۔ اسکے لئے لایق اور مستند مسودون کی تمہیدین بغور دیکھنا چاہیے اوس سے پتہ چل جائے گا کہ تمہید کیسی ہونی چاہیے۔

مسودہ کا خاص حصہ نفس مضمون ہے جسکی طرف زیادہ توجہ رکھنی چاہیے اسارہ مین مسودہ سے یہ بھی کہنا ضرور ہے کہ وہ آپ کو نقل کرنے سے باز رکھے۔ اس سے یہ مقصود نہین ہے کہ وہ تاریخ اور واقعات یا منقولون کی بھی نقل نہ کرے۔ مگر ایسے بیانات مین مسودہ کو اپنا خاص خیال بھی اپنے طور پر ظاہر کر دینا چاہیے اخیر امر مینہ مضمون اور اوسکی طرز تحریر پر بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے

اور اوسکو بہت غور سے لکھنا چاہیے اس حصۂ آخرین زیادہ تر اختصار مدنظر رہے تاکہ پڑہنے والے کو نفس مضمون معلوم کرنے کے بعد نتیجہ کو طوالت یا کاوا کی وجہ سے بے دلی کے ساتھ چھوڑ نہ دینا پڑے۔ بلکہ اس حصے مین ایک سرسری آوردہ خیال جسمین کل مضمون نغوذ کر گیا ہو۔ کوئی تعلیم دہ حکایت۔ کوئی قابل یادداشت اطلاع۔ یا جوش پیدا کرنے والی بات ہونی چاہیے۔ اسطرح کے نتیجے کو جوہر مضمون کہتے ہین۔

یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ مضمون نویسی کے ذاتی فوائد کیا ہین۔ اس سے معلومات کو وسعت ہوتی ہے۔ واقعات کا ترتیب دینا آتا ہے۔ مضمون لکھنے سے بہت سے لوگون کا جہل مرکب ٹوٹ جاتا ہے جو کسی غلط علم و اطلاع پر اصرار کرتے ہین۔

لارڈ بیکن نے لکھا ہے کہ۔

پڑہنے سے انسان کامل ہوتا ہے۔ مباحثہ سے مستعد۔

اور لکھنے سے ٹھیک انسان ہو جاتا ہے۔

مضمون نویسی سے انسان کی تجزیہ و تشخیص کی شاقی ہوتی ہے اور وہ مطلوب غلط رایون کی اصلاح کرتا ہے۔

ہر شخص اپنی عقل و تمیز پر قانع ہوتا ہے گو وہ دوسری نعمتون کی محرومی سے خدا کی شکایت کرتا ہو۔ مگر مضمون نویسی مین یہ ایک عجیب بات ہے

کہ انسان کی قوت تمیزی کو بڑہاتی ہے اور ساتھ ہی اوسکے نقص تجویز و تشخیص کے ظاہر ہونے پر اوسکا دل نہین دکہاتی - یہ قاعدے کی بات ہے کہ جب انسان کسی امر کا اظہار عمدہ ترتیب اور واضح عبارت مین کر سکتا ہے تو اوسکی تحریر اعلے درجے کی ہوگی - یہ خرب کہا گیا ہے کہ -

"اگر تم زبان سیکہنا چاہتے ہو تو اور ونکو سکہلاؤ
اور اگر تم عمدہ منشی ہونا چاہتے ہو تو مضمون لکہو"

نوجوانون کو یہ ترغیب دینا بہت ہی سود مند ہوگا کیونکہ عمر کے اسدرجہ مین وہ جلد کامیابی حاصل کر سکتے ہین -

کسی ملک کی ابتدائی حالت مین خانہ جنگی - شکار - اور اسلحہ کا چرچا رہتا ہے اور زمانہ اوسط مین علم کا - اور زوال کی حالت مین کلون - اور تجارت کا ذکر رہ جاتا ہے -

یہی حالت انسان کی ہے - نوجوانی مین کھیل کود - کشتی - اور ایسی ہی مردانہ کسرتونکے لئے خود ہاتھ پیر برتے ہین اور پورے جوان مرد ہونے پر علوم اور فلسفہ کے ولولے جوش مارتے ہین - اور اسکے بعد ہر طرح کے دنیاوی کاروبار اور خانہ داری کے جہگڑے گھیر لیتے ہین گو اس حالت مین اون علوم کا تجربہ انسان اپنے کاروبار مین کر سکتا ہے جیسے اوسنے کسی زمانہ سابق مین حاصل کیا ہو مگر دماغی قوتون کے ترقی دینے کا اب زیادہ موقع نہین رہ جاتا جیسا کہ نوجوانی مین

(طرز تحریر)

بہت سی شاخین مضامین کی مثلاً تاریخی - سوانح عمری - وغیرہ مین صرف ترتیب وقت کا التزام کافی ہے - لیکن واقعات کا محض مجتمع کرنا اجنا ہے - پھر بھی تاریخ اور سوانح عمری کے مضمون سے محض اخبار کسیقدر اہم ہے اسمین واقعات کی باہمی ترتیب - وجوہ - تعلق - اور نتیجہ دکھلانا ہوتا ہے - ایسے مضمون کو پورا اخبار نہ ہونا چاہیے لیکن جہان تک صحت ہو بہتر ہے - بہت سے مضامین مین صرف اوسوقت کے ممتاز واقعات رہتے ہین اور اون خاص خیالات کا ذکر رہتا ہے جو اوس زمانہ کے لوگون مین شایع رہے اور اونکے افعال اونکے محکوم رہے مسود کو صرف کسی واقعہ کی ترتیب و تعلق کا جو کسی وقت یا کسیکی عمر مین واقع ہون نہایت صاف و مختصر حوالہ دینا چاہیے جیساکہ کوئی جغرافیہ لکھنے والا کسی ساحل کے راس - کسی ملک کے خاص سلسلہ کوہ - اور بڑے بڑے دریاؤن کو جو کسی ملک سے گذرتے ہون یا کسی وادی کو سیراب کرتے ہون بطور مختصر بیان کے ذکر کرتا ہے علمی مضامین مین بھی اون واقعات کی ترتیب کا خیال رکھنا چاہیے جنسے تبدیلی اہم انکشافات ہوئے - اور اوسیکے ساتھ اون ایجادات و انکشافات کی بڑی بڑی باتون کو بھی نگاہ مین رکھنا چاہیے اور اونکی تاثیرات کو بھی بیان کرنا چاہیے جس سے انسان کی فلاحمندی یا خوشی کی صورت پیدا ہوئی - اسطرح کے تاریخی یا علمی مضمون اصل مضمون کہے جا سکتے ہین -

دوسری قسم مین وہ مضامین اور فروعات شامل ہین جنمین دماغی قوتون کی مشق کے لئے ایک وسیع میدان ملتا ہے اور اوسمین حسب ذیل اقسام ہین -

اوّل - مضامین متعلق اخلاق - جیسے - راستبازی - دیانت داری - فیاضی اور دوسرے اوصاف -

دوّم - علم قوار باطنی - جیسے تمیز - خواہش - حافظہ - اور دیگر قوار دماغی وعقلی -

سوّم - معاملات ملکی - جیسے قوی دولت - آزاد تجارت - مالگذاری - حکام قانون - اور دوسری بحثین متعلق حکومت اعلے واقوام -

اس قسم کے مضامین گو اون مضامین سے بہت زیادہ مشکل ہین جو واقعات یا اشخاص کے متعلق ہوتے ہین - لیکن مسوّدونکو ایسی بڑی ترقی ہوتی ہے اور پڑہنے والونکو اسپر بہت زیادہ موقع تعدیل وحرج کا ملتا ہے - یہ اس سبب سے ہے کہ اوسمین قوت تخیلہ کا بہت زیادہ کام رہتا ہے -

خیال وغور منجملہ دماغی قوتونکے ہین جو بعد کو ترقی پذیر ہوتی ہین اور لڑکپن مین اسکا زیادہ حس نہین ہوتا - لڑکپن مین اسکی ابتدائی نمود کا پتہ چلتا ہے مگر وہ اسے کام مین نہین لاسکتے -

ابتدائی صورت تاریخی مضمون کی اوس لڑکے سے مشابہ کیجا سکتی ہے جو

صرف معلوم کرنا اور یاد رکھنا جاتا ہے۔ اور بخلاف اسکے علمی مضامین مین تجربہ کار دلون کی قوت متخیلہ ساتھہ رہتی ہے۔ اس قسم کے سادہ مضامین مین صرف توجہ کی قوت ضروری ہے۔ لیکن دوسری قسم مین خیال کی کوششون کا کام ہے۔

تحریر وہ طریقہ ہے جسمین واقعات کی ترتیب بیان کی جاتی ہے یا جسمین مسلسل خیالات ظاہر کئے جاتے ہین یہ صحیح و موزون الفاظ کے جمع کرنے اور اونکو جملون۔ فصل اور باب مین ترتیب دینے کا ہنر ہے۔

صرف ونحو اون اصول سے مشابہ کی جاسکتی ہے جو کسی سنگ تراش کو مکان بنانے کی ہدایت کرتی ہے اور طرز تحریر اون قواعد سے جو کسی معمار کو ڈھانچا قایم کرنا بتلاتا ہے۔

تحریر یا تقریر خواہ وہ باقاعدہ ہون لیکن اونپر طرز بیان کا ایسا اثر پڑتا ہی کہ اوسکے حاصل کرنے مین کسی قسم کی کوشش سے باز نہ آنا چاہیے۔ ایک عمدہ طرز تحریر کی یہ علامتین ہین۔

(۱) عمدہ ومنتخب باموقع الفاظ۔

(۲) ترتیب الفاظ۔

(۳) مناسب رنگینی۔

طرز بیان کی صفائی اور خوبی صحیح و درست الفاظ پر منحصر ہے۔ متروک الفاظ

ومحاورات۔ دہقانی یا ادنے درجے کی زبان۔ مکرور ضعیف الفاظ جنسے پوری قوت کے ساتھہ خیالات نہ ظاہر ہوسکین یا اوسمین ابہام پیدا ہوجاے نہین لانے چاہین۔

علمی مضامین مین خاص اصطلاحی الفاظ استعمال کیے جائین گے۔ اور کسی سفرنامہ مین غیر مقام کے الفاظ جو ضروری ہون لاے جاسکتے ہین۔ تاہم یہ احتیاط چاہیے کہ محض اظہار قابلیت کے لئے نہ برتی گئے جائین۔ باوجود ان باتون کے یہ حیرت انگیز بات ہو کہ بہت سے لائق اور مشہور مصنف ان عیوب سے محفوظ نہ رہ سکے۔ یہ بات قابل عفو معلوم ہوتی ہے کہ ایک اسپیکر اپنے سامعین کے آگے اپنے خیالات کو غیر مسلسل و پریشان اور غیر مربوط الفاظ و فقرون مین بیان کرے۔ لیکن ایک مسوّد کو ہر وقت یہ موقع حاصل ہے کہ اپنی تحریر کو صاف اور دلاویز بنانے کے لئے کل مضمون کو کاٹے۔ اور پھر سے لکھے گبن نے اپنے مصایدس کو چھہ مرتبہ لکھا اور اپنی تاریخ کے پہلے باب کو تین مرتبہ۔

مبتدی کو اپنے خیالات کے کاٹنے یا اوسکے کسی حصہ کو ترک کرنے مین ضرور تامل ہوگا لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ فقرہ تنگی خیال کا نشان نہین ہے۔ باوجود اوسمین اونکو کچھہ محنت صرف ہوئی ہو۔

پلی نی نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ

"مجھے مختصر لکھنے کی فرصت نہ تھی اسلئے
مین نے آپ کو یہ طول وطویل خط لکھا"

اور اسیطرح بیکن نے اپنی ہوڈی براسٹک مین کہا ہے کہ۔

"اختصار بہت خوب ہے چاہے ہماری بات
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے۔

فرانکلن نے ایک دلچسپ حکایت لکھی ہے جسکا اعادہ یہان مناسب ہوگا کہ ایک نوجوان شخص نے کام شروع کرنے پر اپنی دوکان کے سائن بورڈ پر یہ لکھنا چاہا۔

جان طامس۔ ٹوپی بنانیوالا۔ اور ٹوپی بناتا اور بیچتا ہے نقد قیمت پر۔

ایک دوست نے یہ کہا کہ چونکہ یہ مندرج ہے کہ وہ (ٹوپی بناتا اور بیچتا ہے) اسلئے لفظ (ٹوپی بنانے والا) غیر ضروری ہے اسپر اوسکی ترمیم ہوئی اور وہ سائن بورڈ یون باقی رہا

جان طامس ٹوپی بناتا اور بیچتا ہے زر نقد پر

ایک دوسرے دوست نے کہا کہ (زر نقد پر) نکالدینا چاہیے کیونکہ اوسکو ایسا ہی اتفاق پڑے گا کہ اعتبار پر فروخت کرے اور اب نشان یون باقی رہا۔

جان طامس ٹوپی بناتا اور بیچتا ہے۔ اسکے
بعد یہ سوچا یا گیا کہ خریدار کو اسبات سے کوئی غرض نہیں ہے
کہ کون ٹوپی بناتا ہے اسلئے اگر نشان یون رہے تو بہتر
ہے۔ جان طامس ٹوپی بیچتا ہے۔
لیکن پھر بھی اسمین ترمیم کی ضرورت رہ گئی تھی اور ایک
نکتہ چین نے بیان کیا کہ یہ جملہ (ٹوپی بیچتا ہے) محض غیر ضروری
ہے۔ کیونکہ کوئی شخص نہین خیال کر سکتا کہ ٹوپیان مفت
دیجائین گی۔ بالآخر اسطرح اس بلند حوصلہ تاجر نے اپنا
کام مختصر ضروری۔ اور بے تکلف سادہ نام جان طامس
سے شروع کیا جیسا کہ اوسکے بہت سے لایق جانشین کرتے
رہے

تیسری مناسب رنگینی سے خوبی تحریر وصفت مقصود ہوتی ہے اور اسکا خاص
لطف آمد ہے نہ کہ آورد۔
بیان کی صفائی۔ زور۔ سادگی تحریر۔ سلجھے ہوئے جملے۔ مستند محاورات
اور روزمرہ پر موقوف ہے نہ کہ اردو ایسی غریب زبان مین صراح وقاموس
کے سنگریزے بھردے جائین۔
جو لوگ عربی زبان سے واقف ہین وہ جانتے ہونگے کہ آسمانی کتاب

(کلام مجید) مین دلکشی اور معجز ہونے کیوجہ زیادہ تر سادگی بیان - رائج محاورے - چلتے ضرب المثال - اور اوسکی دلاویز عبارت ہے - مین اس اوس خاص عقیدہ کا ذکر کرنا نہین چاہتا ہون جو بوجہ اوسکے منزل من اللہ ہونے کے صرف مسلمان ہی رکھتے ہین -

طرز تحریر - یا خود تحریر کے دو جگمگاتے زیور ہین - ایک سادگی یا بیساختہ پن دوسرے آمد کے طور پر رنگینی کا خود بخود آجانا - مسودونکو اسکے حصول کی کوشش پہلے چاہیے - لالہ زرد کے کھیت جن پر صبا ہر صبح شوق سے نثار ہوتی ہے اور جنہین صرف شبنم ہی شاداب رکھتی ہے اگرچہ ایسی قیمتی نہین ہے جیسے کہ گیہون کے سنہرے کھیت والونسے بھرے ہوئی فصل ربیع کی طیاری کے وقت ہوتے ہین تاہم اونکی پیاری صورت اونکا دلاویز منظر دلون پر وہ حکومت رکھتا ہے کہ ہزار فصل ربیع اونکے قدم چومے - سبب یہ ہے کہ اونکی نشوونما صرف باغبان قدرت سے ہوتی ہے - لیکن وہ گل بوٹے جنہین لڑکے زبردستی شاخ گل سے جداکر کے سوکھی ڈالی مین پہنا دیتے ہین بالکل بے محل ہوتے ہین اور جلد کملاتے اور سوکھ جاتے ہین -

مذکورہ بالا خوبیون کے ساتھہ صفت لفظی و معنوی کا ہونا ہی تحریر کی عمدگی اور رونق کا باعث ہوسکتی ہے اگر اونمین بے ساختہ پن ہو نشان صنایع و بدایع کا یہ ہے کہ کلام مین ایک ایسی قوت آجائے کہ ایک

خیال کے ساتھہ بآسانی دوسرے خیال کی جانب ذہن کا انتقال ممکن ہو۔
اگر ممکن ہوا تو ہم اس خاص بارے مین پھر کبھی کچھہ لکھین گے۔

راقم

محمد عبد الکریم خان۔ آزاد

وسط یورپ

(آسٹریا کا دلچسپ نظارہ)

ممالک جنوب و مشرقی یورپ مین محنت کش قوموں کی نئی اور حیرت انگیز ترقی سے کچھ عرصے سے وینا واقع اسٹریا کو بھی نئی تجارت کا اثر محسوس اور معلوم ہونے لگا۔ اور ممالک مشرق و مغرب (یورپ) کے بیپار یون اور دریائے آورنیٹ کے کنارو پر رہنے والے صدہا اعلے درجے کے متمولون کا روپیہ اس ملک مین آنے سے وائنا کے لوگ فائدہ اوٹھانے لگے۔ پرانا وائنا جسکا نظارہ نہایت عمدہ مگر ذرا میلا تھا آہستہ آہستہ شاہی محلات کے زیبدار اور جلیل القدر "حلقہ" سے مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محلات کچھ عمدہ بندش کے سبب مشہور نہ تھے لیکن زیادہ تر اپنی اعلے مناسبت کے باعث مشہور تھے فی الحال شہر وائنا مین گیارہ لاکھ سے زیادہ آدمی بستے ہین ان لوگون کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان مین سے کم سے کم دو لاکھ آدمی بازارون مین فی الفور روپیہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔

جب تک جنوبی جرمنی مین محصول کم رہا اوسوقت تک نئی نئی عمارتین تیار ہوتی رہین۔ مطمئن اور دور اندیش گورنمنٹ بھی اونچی اونچی عمارتین۔ پارلیمنٹ کے گھر۔ اور میونی سپالٹی کے مکانات بنانے لگی۔ شہر وائنا کی مشہور فصیل تمام یورپ مین دلچسپ نظارہ

اور تفریح طبع کے لئے بہت عمدہ جگہ ہے درحقیقت وائنا اپنی فرحت بخشی مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ جسطرح برلن مین سب عمارتین اس عمدگی سے بنی ہوئی ہین کہ جابجا گوشے نظر آتے ہین اسیطرح وائنا کی عمارتون سے بھی ہر جگہ حلقے اور دائرے دکھائی دیتے ہین۔ عمارتون کی خوبصورتی رنگ کی چمک سے اور بھی بڑھ گئی ہے۔ وہان کے راگ نہایت شیرین اور فرحت بخش ہین کھانون مین شراب اور مٹھائیان۔ برف اور پھل اس قرینے سے رکھے ہین کہ خریدنے کو دل چاہتا ہے۔ شہر کے باہر بھی آبادی ہے لوگ خوش اور آزاد بڑے ظریف ہین۔ بلدہ مین عمدہ گھوڑون کی کثرت ہے۔ خوش لباس مرد۔ خوبصورت عورتین۔ اور ہر دستہ فوج کے سپاہی جدی قسم کے رنگین لباس مین نظر آتے ہین۔ اس ملک کے باشندون اخلاق سب جگہ اپنی چمکدار شعاعین ڈالتا ہے اور لوگون کو اپنا گرویدہ کر لیتا ہے۔ اگرچہ جرمنی کی زبان۔ آسٹریا مین شائستہ سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ ناٹکون مین بھی زیادہ مستعمل ہے مگر عوام الناس نا پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ ناموزون وینس کی زبان ہے۔

جرمنی کے باشندے طعن کے ساتھ بولتے ہین کہ وائنا جرمنی کے شہرون مین نہین ہے۔ گو کیتھولک چرچ ملکی مذہب اور نہایت طاقتور ہے۔ عام مقامات مین صرف اپنا ہی پرچم اوڑاتا ہے۔ شمال کے

ملکون سے جو پابندی اور مذہبی رسومات چلے گئے ہین اونکی تازگی اور تعمیل بہت دھوم سے کرتا ہے تاہم وآنا مین پروٹسٹنٹ ۔ گریک اور آرمی نین کیتھلک نرن ٹائن گریک ۔ اور یہودی قومین ہی کثرت سے رہتی ہین جو اپنے مذہبی رسومات کے پابند ہین اور جنکی خانقاہین اور معابد گاہین جا بجا نظر آتی ہین ۔

قدیمی وآنا کے وسط مین سینٹ سٹیفن کا بڑا گرجا اپنی خوشنما مینار بلند کئے ہوئے نہایت تمکنت کے ساتھ کھڑا ہے اور اوس مین ایسی دھوم اور ٹھاٹھ کے ساتھ مذہبی رسومات ادا ہوتے ہین کہ شاید اسپین کے سوا کسی اور مقام پر نہ ہوتے ہونگے اور یہودیون کا معبد بھی اوسکے ہمسایہ مین ہے اسلئے ہر شخص اوسکا بھی پورا پورا لطف اوٹھا سکتا ہے ۔ تعصب کا قدیمی اثر اور لیئم الطبعی جو آسٹریا کی گورنمنٹ مین پائی جاتی تھی اب کم ہوتی چلی ہے ۔ آسٹریا ارادی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے ۔ تعلیم کا خواہان ہے ۔ جنگ مین فتحیابی اور عزت حاصل کرنے کی بہ نسبت لوگون کو تہذیب کیطرف رغبت دلانے اور اونکو بڑہانے مین زیادہ فخر سمجھتا ہے ۔

فرانسس جوزف اوّل شہنشاہ آسٹریا و بادشاہ ہنگری اون دانا اور ہوشیار لوگون مین شمار کیا جاتا ہے جنہون نے تجربہ سے

علم حاصل کیا ہے - اونکا یہ قول ہے کہ پولیٹکس یعنے علم سیاست بدن نہایت مفید اور ضروری علم ہے - انہون نے اپنے اوقات عزیز ہی منضبط کر دیے ہین - ایک زمانے مین وہ ہنگری کی وسعت کے سبب سخت مخالف تھے اسٹنگری اور آسٹریا دونون کے بادشاہ ہین - انہون نے اپنی شمشیر زبین سکے چارون گوشون پر چمکائی اور اسبات کی قسم کہائی ہے کہ ہنگری اور اوسکے باشندون کو دشمنون کے حملون سے خواہ وہ کسی سمت سے آئین بچاؤن گا - خاندان ہیپسبرگ جسمین وہ ہین اوسکا ضرب المثل استقلال اون مین پورا پورا پایا جاتا ہے وہ اپنا روپیہ اچھے کامون مین بہت فیاضی کے ساتھ صرف کرتے ہین - یورپ کے مشہور لوگون مین یہ بھی ایک شخص ہین جسکو علوم جدید - علم موسیقی اور ہنر کا مذاق ہے اونکی خانگی لائبریری سنل ایک عالم کے کتب خانہ کے ہے - وہ بڑے ہوشیار اور دانا حاکم ہین - جاڑہ اور گرمی کے ایام مین صبحکو پانچ بجے اوٹھتے ہین - عبادت کے بعد اپنے معمولی ناشتہ مین روٹی کہاتے ہین اور کافی پیتے ہین - اور پھر گیارہ بجے تک کام کرتے ہین اس بے بہا وقت مین اپنے سکرٹری کے سوا کسیکو اپنے پاس نہین رکھتے - دوپہر کو سادہ کہانا اور بیر شراب کا ایک گلاس اونکی خوراک ہے اگر سرکاری امور یا اور ضروری مہمات پیش نہ آجائین اور محل سے باہر

نکلنے پر مجبور نہ ہوں تو اپنے دیوان خاص مین شام کے کھانے تک برابر سلطنت کے کاروبار کرتے ہین - اوسکے بعد اپنی بیوی اور بچون سے ملتے ہین اور ایک یا دو گھنٹے اودہر صرف کرتے ہین -

دیوان خاص کا خانگی کمرہ اونکے ڈرائنگ روم اور کاونسل ہال (جہان وزرا اور ارا کین سلطنت اجلاس کرتے ہین) کے درمیان مین ہے اونکے آفس (کچہری) کے سادہ ٹیبل پر اونکے بچون اور ملکہ کی دو خوبصورت تصویرین لٹکتی ہین جنکو مسٹر ہالرائڈ نے بنایا تہا - یہ شہنشاہ ہر بات کو اچھی طرح سنتے ہین - جابرانہ تحکم سے کام لینے کے عادی نہین ہین - بڑے الفاظ اور لمبے کلام سے متنفر ہین - اونکے بولنے مین نہایت سادگی پائی جاتی ہے اور اکثر اوقات نیچے اوترکر لوگون سے ملتے ہین اور اونسے بالکل آزادانہ باتین کرتے ہین - کیتھولک مذہب نے اونکے دل کو نرم اور اونکے مزاج کو سادہ بنا دیا ہے - ہر سال ایک وقت آرچ بشپ کے ساتھ راستون اور گلیون مین کہلے سر پیادہ پا چلتے ہوئے نظر آتے ہین - سال مین ایک بار وہ معہ اپنی بیگم کے محل کے ایک کمرے مین بیٹھکر غریبون کے کفیل بنتے ہین اور اپنی غربت ظاہر کرنے کے لئے اونکے پاؤن دہوتے ہین - گو یہ شہنشاہ فن سپاہ گری مین کامل نہین ہین تاہم اونکو لشکر کا بہت شوق ہے اور یونی فارم لباس (فوجی لباس) اونکو جسقدر عمدہ معلوم ہوتا ہے

اور کوئی لباس معلوم نہین ہوتا۔ وہ بڑے شکاری ہین۔ آسٹریا کے الپس پہاڑون مین خطرناک مقامون پر شموا (ایک قسم کا ہرن ہے) کا شکار کرتے ہین جو چالاک اور تجربہ کار شکاری کے سوا کسی اور سے ہونا ناممکن ہے۔ کبھی کبھی سادہ کوٹ اور لمبے عصا کے ساتھ ہنگری کے پہاڑون مین اور کبھی کھیتون مین چلتے ہوے یا کسانون سے باتین کرتے ہوے نظر آتے ہین۔ جب وہ ہنگری کا پرانا شہر بداپسٹ مین جاتے ہین تو وہان کی عمدہ عمدہ چیزین اپنے ہمراہ لاتے ہین اور اس شہنشاہ مین سب سے بڑی بات یہ پائی گئی ہے کہ ان دونون ملک یعنے آسٹریا اور ہنگری مین جو باوجودیکہ ایک دوسرے سے بالکل علحدہ ہین اور ہر دو لغزر حاکم ہین۔

حلیہ عوام الناس۔ اور تماشا گاہون مین اور اسٹیٹ بال مین اور ڈپلومیٹک رسپشن (سفیرونکے مجمع) مین شریف متمولون کے کل آداب اور اخلاق اس شہنشاہ مین پائے جاتے ہین۔ آسٹریا اون چند ممالک مین داخل ہے جنمین اب تک بھی امارت پائی جاتی ہے جنکے حقوق باطل نہین کئے گئے ہین اور اب تک شور مچانے والی جمہوریت کے تابع حکومت نہین ہوئی۔

مسٹل لینڈ کے دانا مین بھی خاص اوقات ہین کہ جب اشیاء دوچند اور سہ چند قیمت تک گران ہو جاتی ہین۔ بڑے بڑے ہوٹل اور

عالیشان محلات کو شریف اور متمول آدمی دہات کے موسمی مکانات سے واپس آنکر اپنے بہت سے نوکرونکے ساتھ کرایہ پر لے لیتے ہین اور سرت وائنا کچھہ اور ہی نظارہ بن جاتا ہے - زوردرفتار گاڑیون سے راستے بھر جاتے ہین - اُپیرا اور ناٹکون مین اردہام ہوجاتا ہے - سوارون سے میدان خوشنما معلوم ہوتا ہے - نفیس عجائب خانون اور آراستہ دوکانون مین لوگون کی کثرت رہتی ہے اور نوکرون کے دل انعام اور بخشون سے بھر جاتے ہین -

اوسمین کچھہ شک نہین کہ وائنا کا بڑا اپیرا تمام یورپ مین بے نظیر ہے - سائنس کی نظر سے دیکھین تو وہ پارس کے اپیرا سے زیادہ عمدہ اور زیادہ کمل ہے - مگر پارس مین وہ عمارتین جسمین اپیرا ہوتا ہے وائنا کے اپیرا خانہ کی بہ نسبت زیادہ اچھی اور دلچسپ ہین - تمام موسم مین وائنا کے باشندے خوشنما لباسون مین جو تمام شہر مین بکثرت ہین خفیف خفیف موقعون پر ہی مجتمع ہوجاتے ہین تاکہ سسٹر اُوس کا دل آویز گانا بجانا سنین - یہ لوگ آسٹریا کے غریب باشندے ہین جو اپنے پرجوش والٹز (ایک قسم کا ناچ) مین وائنا کے مذاق کے موافق دلفریب اور مسرت بخش سمان پیدا کرنے مین دستگاہ کامل رکھتے ہین - جسطرح کہ وہان پہلے درپلے شاندار موقعین ۱۸۱۴ء مین ہوئی تہین جبکہ انٹرنیشنل کانگرس (مجلس قومی یورپ)

کا مجمع ہوا تہا اسطرح کی دعوتین پھر کم دیکھنے مین آئی ہین - میئر اور میونی سپالٹی کی جانب سے مشہور مکان موسومہ بلومن سال مین کہانے پینے کا لطف اوٹہائے ہین جہان صدہا جنٹلمین اور لیڈیان دعوت مین جو ایک قسم کی بے قاعدہ مہمانی ہوتی ہے جمع ہوتے ہین اور وائنا کے اطراف کے خوشگوار انگوری شراب پیکر خوش مستیان اڑاتے ہین -

گرمی کے ایام مین دریائے بلوڈانیوب کے مقابل کا میدان جہان کوہ کیلن برگ کی اونچی چوٹیان قدرتی طور پر کھڑی ہوئی ہین خاص وائنا سے بہی زیادہ مفرح اور دلچسپ نظارہ ہے - یہ میدان انگور کے کھیتون اور خوشنما باغون سے محدود ہے - خوبصورت وادی ناہموار پہاڑون مین چلی گئی ہے - ہرے ہرے قدرتی سبزے نے دور دور تک اپنا مخملی فرش بچہایا ہے - پرانے دہات - خانقاہ اور گرجا ہی اپنے اپنے قرینون سے کھڑے ہوتے ہین - یہ مقام شہر پرس برگ سے بالکل قریب ہے جو ایک زمانے مین ہنگری کا خوبصورت دارالسلطنت تہا - مگر اب پرانا بیرونی شہر ہوگیا ہے اور انگور کے درختون نے اوسپر سایہ کیا ہے -

وائنا اور بڈاپسٹ کے درمیان اکثر ریل کے اسپیشل ٹرین چلتی ہین

یہ عہدہ دار بادشاہ کا ایک قسم کا قایم مقام سمجہا جاتا ہے -

ان دونون دارالسلطنتون مین باہمی طریقہ معاشرت کا سلسلہ نہین ہے۔ شہر پسٹ بھی مثل شہر نیوچکاگو کے غلہ کے منافع سے تعمیر ہوا ہے۔ یہان دریائے ڈانیوب بہت وسعت اور بڑے زور شور سے بہتا ہے۔ اوسکے داہنی طرف قدیمی آفن کی پہاڑی ہے اور بائین طرف نو آباد شہر پسٹ ہے۔ ان دونون کا اگر مقابلہ کیا جائے تو بڑا لطف آتا ہے۔ اور وائنا سے پسٹ تک بلو ڈانیوب بھی خوبصورتی کے ساتھ بہتا ہے۔

ملک ہنگری کے باشندون کی تعداد تخمیناً ۵ الاکھ ہے وہ روس کے سخت مخالف ہین (گو اونکو اسبات کا ڈر ہے کہ اسلاؤ کے باشندون مین ایک نہ ایک روز اتحاد ہوگا اور ہمکو دق کرینگے) تاہم اسٹیریا کی سلطنت کو ترقی کرتے دیکھکر خوش ہوتے ہین۔

آسٹریا کی دارالسلطنت اور برلن مین جسکو دریائے اسپری نے قدرتی دو حصون پر منقسم کردیا ہے۔ بربات مین فرق ہے اور زیادہ فرق اون لوگون مین پایا جاتا ہے جو ان دونون ریاستون مین اراکین سلطنت ہین۔ آجکل یورپ مین جو شخص برلن کا خیال کرتا ہے بالضرور بسمارک کی مدبرانہ تصویر اوسکی آنکھونکے سامنے اگر کھڑی ہوجاتی ہے۔

جرمنی کے اراکین سلطنت مین پرنس بسمارک کے باوجود وزیر اعظم ہونے کے کبھی یہ فقرہ اوسکی زبان سے نہین نکلا کہ مین اس ممتاز منصب کے

قابل ہون ۔ وہ بادشاہ کے ملازم کہلانے مین اپنا فخر سمجھتے تھے حالانکہ بسمارک کو اونکی لیاقت اور مراتب کے لحاظ سے شہنشاہ جرمنی کا محافظ یا محافظ الملک کہنا روا تھا ۔

شہنشاہ جرمنی ایک تجربہ کار سپاہی اور بڑے صاحب اخلاق تھے ۔ وہ اون بادشاہون مین آخری بادشاہ تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ تم تخت کے حقیقی وارث ہین اور سلطنت کو عام پسند رکھنا ہماری عنایت کا باعث ہے ۔ آجکل جرمنی کئی باتونکے لحاظ سے یورپ مین یکتا ہے یہ وہ ملک ہے جو اپنی شمشیر کے زور سے خود مختار ہوگیا ہے ہر کام مین اعلے درجے تک اوسنے ترقی کی ہے اور لشکر ایسا عمدہ اور باقاعدہ رکھتا ہے کہ دنیا بھر مین اوسکا نظیر نہ ہوگا ۔ تاہم وہ نہین چاہتا کہ کسیکے ساتھ جنگ کرے اور حتے الامکان صلح کرنے پر اپنا فخر سمجھتا ہے جرمنی کے باشندے بلکہ دوسری بہت سی قومین گذشتہ اٹھارہ برس سے اسی انتظار مین ہین کہ کب اوسکا تنزل ہو کیونکہ جرمنی کے فوجی مصارف اور بھاری ٹکس نے انکو تنگ کردیا ہے ۔

جرمنی نے بہت حسن اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی تجارت اور صنعت مین ترقی کی ہے اور آج فرانس اور انگلنڈ کے ساتھ اون صنعتون مین ہمسری کا دعوے کرتے ہے حالانکہ فرانس اور انگلنڈ غیر ملک

کے بازاروں کے مالک اور باعث فخر مشہور ہین - جرمنی کے لشکر کی شان و شوکت دیکھکر ہر ایک دانا اور دور اندیش آدمی یہ ہی نتیجہ نکالے گا کہ جرمنی محض اس خیال سے اپنی فوجکو بڑہا رہی ہے کہ یورپ کے جنگی خیالات پست کئے جاوین اور جس جنگی خیال کو بادشاہان یورپ سمجھانے اور فہمایش کرنے سے ترک نہین کرتے ہین ایک بڑے زبردست لشکر کی نمایش سے ترک کرادیا جاے -

فرانس کے باشندے ہی خوب جانتے ہین کہ جرمنی نے جمعیت آرائی کی بہ نسبت فن و صنعت مین زیادہ ترقی کی ہے - اگرچہ جرمنی کے باشندے کچھ عرصے پہلے تک سست اور کاہل اور بے فکر سمجھے جاتے تھے مگر اب بڑے چالاک اور جفاکش تاجر ہوگئے ہین - مزدورونکو باترتیب تعلیم دیجاتی ہے - ہر ہر مقام پر عمدہ مدرسے ہین جہان علمی اور عملی تعلیم برابر ہورہی ہے - اہل جرمنی کے قوے کو عمدہ اور خاص قسم کی ورزشونے ایسا مضبوط بنا رکہا ہے کہ کسی ملک کے باشندے اونسے سبقت نہین لیجا سکتے جرمنی کے باشندے مختصر تنخواہ پر اپنی گذراوقات کر لیتے ہین - وہ چھوٹے چھوٹے فریق بنکر دور دور رہتے ہین جسکے سبب کہانے پینے کی اشیاء اور گھر کے ضروری اسباب بہت ارزانی کے ساتھہ ملجاتے ہین اور جسطرح گذشتہ پچاس برس تک اعلے درجہ حاصل کرنے کے لئے وہ لشکری

قواعد کی خفیہ ورزش کرتے رہے اسیطرح فن وصنعت مین بھی دنیا کے اور کاریگرون سے ہمسری کرنے کے لئے بہت کوشش کر رہی ہین۔

صنعتی اور پولٹیکل دنیا مین جرمنی کے اوسط اور شمالی حصے کی پوری پوری کامیابی پرنس بسمارک کی اعلے کوششون اور استقلال کا نتیجہ ہے اور رعایا بھی یہ دیکھکر قومی تحریک مین صاحب موصوف کو یاد کرتی ہے اسمین کچھ شک نہین کہ اونکے اختیارات محدود تھے مگر ہر وقت یہی مقولہ اونکے زیر نظر تہا ؎

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود　　مرد باید کہ ہراسان نہ شود

وہ ہر ایک کام اور خصوصاً سوشیل ازم کی ترقی کرنے کے لئے مختلف طور سے سعی کرتے تھے وہ تجارت کی موجون کو جرمنی کیطرف لیجاتے تھے اور ادہر سے مختلف ملکون مین ارسال کرتے تھے۔ سنیٹ گوتھرڈ ٹنیل (نام گرجا) کی تعمیر اور شہر جنوا اور بحر جنوبی مین نئی تجارت کی کارروائی مین بھی وہ شریک تھے۔

پانچ چھہ برس پہلے نئی آبادی کے بڑے بڑے کامون کے صدر مقام مونپیر جرمنی کے دفعتاً آجانے سے تمام یورپین ممالک حیرت اور فکر مین پڑ گئے مرتے وقت لٹری یہ کہگئے تھے کہ اگر فرانس اپنے لشکر کا جاہ وحشم پھر لانا چاہتا ہے تو وہ کسی اور جگہ نو آبادی قایم کرے کیونکہ یورپ مین کوئی جگہ نہین رہی

اس دلچسپ اور محرک کلام نے فرانس پر ایسا اثر کیا کہ وہ اوسیوقت سے شمالی افریقہ مین سکونت اختیار کرنے لگا اور اب توچین مین بہی اونسے قدم جمایا ہے انگلنڈ اپنے ہمسایون اور دوستون کی پرخطر چالاکی سے بچگیا جو فرانس کے ساتھہ حسد رکھنے کے باعث ایک بڑی آفت اوسپر آنے والی تہی۔ اٹالی اور اسپین نے بہی اپنی محدود سلطنت پر قناعت نہ کر کے سمندر کے اوسطرف فتح حاصل کرنیکی خوشی مین افریقہ کی زمین پر حرص کی نظر ڈالی۔ روس نے وسط ایشیا کے میدان سے گذر کر ہندوستان کے پہاٹک کے قریب تک نہایت دہشت کے ساتھہ اپنا علم بلند کیا۔ آسٹریا نے عمدہ چیزین حاصل کرنے کی غرض سے بحیرہ ارکٹک مین اپنی طاقت صرف کی۔ اس عرصے مین جرمنی جو آہستہ اور خفیہ طور سے بڑا لشکر جمع کر رہی تہی اور جب دیکہا کہ استعمال کے قابل ہوگیا ہے تو نوآبادیون کیطرف اپنا قدم بڑہانے لگی اور پہلے سے یہ تصفیہ کر دیا کہ افریقہ کا کوئی حصہ بہی فتح کرنا چاہیے۔

جرمنی اور روس یورپ کی بڑی سلطنتین ہین وہ پولٹیکل معاملات مین اپنی آبائی اور پرانی ناقص تدبیرون کے پیرو نہین ہین بلکہ حال کے عقلمندون اور تجربہ کارون کی رائے پر چلتے ہین۔ مین سمجہتا ہون کہ یہ قومین اکثر اوقات کہتی ہونگی کہ ہمارے ارادے چند اراکین سلطنت کے دماغون مین سمائے ہوئے ہین۔ ان دونون ملکون کے باشندے شخصی

سلطنت کی پابندی کے سخت مخالف ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شخصی رائے سے بے انصافی زیادہ ہوتی ہے اور صدہا لوگونکو بہت تکلیف اور نقصان پہونچتا ہے۔ جرمنی مین فرقہ سوشیل ازم ایک جھوٹا مدعی تہذیب۔ ناخواندہ اور خوفناک گروہ سلطنت جمہوری کو پسند کرتا ہے۔ روس مین فرقہ نہلسٹ ازم ایک نہایت قوی اور مفسد گروہ ہے جو خندقونکو کھود کر اور اوسمین بارود بھر کر اوڑا دینے سے یا خنجر ہاتھ مین لینے اور مکان توڑکر گھر مین گھس جانے سے یا جنگلون اور تنہائی کے مقامون مین مجلسونکو منعقد کرکے ارکان سلطنت کو نقصان پہونچانے سے اور علاوہ اسکے اپنے بہت سے ناشایستہ اور نامہذب افعال کے ذریعے سے جمہوری سلطنت کو قایم کرنا چاہتا ہے۔ فرقہ نہلزم کے نہایت ہولناک اصول جو تباہ کنندونکے خیال مین اسکتے ہین وہ اصول تمدن کو برباد کرنے والے اور اوسکی عوض مین کسی قسم کی بہلائی کے قایم نہ کرنے والے ہین اس فرقے کا کام محض تباہ و غارت کرنا ہے یہ سب باتین روس کی جابرانہ و ظالمانہ حکومت کے نتایج ہین۔

جرمنی کا شہنشاہ قاتلون کے ہاتھ سے بچگیا اگرچہ بڑے جوش کے اوپر متواتر حملے ہوئے جنہون نے بالآخر شہنشاہ روس کو قبر مین دائمی آرام کرنے پر مجبور کیا۔ یعنے زار روس فرقہ نہلسٹ کے ہاتھ سے مارا گیا باوجودیکہ تسمارک بظاہر کامل قوت رکھتے تھے اونکا یہ مقولہ تہا کہ مین ایک

کوہ آتش فشان پر چل رہا ہون مگر نہین جانتا کہ یہ کب پھٹے گا اور مجھکو ہلاک کرے گا۔

اگر بسمارک اس دنیا مین بہت زیادہ بوڑھے ہوکر انتقال کرینگے تو کئی عجیب باتین جو اب یورپ مین صرف خیال کیجاتی ہین بالمشافہ دیکھ لینگے بہت سے لوگ جو اسوقت سلطنت ہولنڈ اور سوئٹزرلنڈ کو سلطنت جرمنی کے تابع ہونا محال سمجھتے ہین وہ بسمارک کی دانشمندی سے کوئی دن تکمیل شدہ دیکھینگے جب کہ بسمارک نے نہایت جرات اور استقلال کے ساتھہ برلن کو حکومت کا مرکز بنایا۔ پھر یورپ کے نقشے کو تھوڑا سا بدلنا کچھہ مشکل نہین ہے۔ گذشتہ نصف صدی مین یورپ کے نقشہ مین بہت کچھہ تغیر و تبدل ہوچکا ہے۔ علامہ برسمارک (دو) اور (لو)" کی حکمت عملی مین بسمارک کو بڑا کمال تھا۔ چنانچہ کانگرس کانفرنس مین اوسنے اپنے سخت ترین دشمن کو ملالیا اور اون سے مل جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ انہون نے اپنی دانست مین اس تجویز کو فائدہ عظیم سمجھا تھا۔ پس اگر وہ چھوٹے چھوٹے ممالک پر حملہ کرنا چاہے جنکو جرمنی سے سلسلہ ہے تو اوسکو معترضین کے منہ بند کرنے کے لیے بہت رشوت مل سکتی ہے شہر ورزن کے دیوان خاص مین اور برلن کی پارلیمنٹ مین وہ کسیکے زیر دست نہین ہوتے تھے مگر جب وہ دیکھتے کہ سمجھانے سے کوئی نہین سمجھتے ہین تو وہ مخالفین کو تمسخر مین اوڑا دیتے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ اگر یورپ کو نظر اجمالی کے

لوٹ۔ یہ مضمون پرنس بسمارک کی وزارت عظمیٰ سے علیحدہ کی سے قبل کا ہے۔ اڈیٹر

ساتھہ دیکھین تو یورپ خوف ورجا کے درمیان مین ہر ایک سے جنگ کرنیکا
بڑا حوصلہ ہے مگر جب کسیکو زیادہ بہادر اور مستقل دیکھتا ہے تو فوراً اوسکا
فرمانبردار ہوجاتا ہے ۔ پرنس بسمارک اپنی ذاتی محنت اور ذاتی ہشیاری
سے جرمنی کو اسدرجہ پر لایا کہ پہلے کی بہ نسبت اب اوسکو سب لوگ زیادہ
عزت کے ساتھہ دیکھتے ہین ۔ انہون نے افریقہ مین نوآبادی قایم کرنے
پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ مصر کے متعلق اہم امورات مین ثالث بنا اور جب تک انگلستان
نے مصر کو جرمنی کی رائے پر نہین چھوڑا چین نہین ہوئی معاملات مشرقی
کی نسبت اگر کوئی شخص مجاز گفتگو ہے تو صرف جرمنی اور یہ وہی ملک ہے
جسے لوگ بیس برس پہلے تیسرے درجے طاقت سمجھتے تھے اور اہم معاملات
مین رائے و مشورے کے قابل نہ سمجھتے تھے وہی ملک اب سب سے مقدم اور اوسکی
رائے عقل کل سمجھی جاتی ہے ۔

راقم

حسن

اشتہار

کانپور کا قدرتی جوہر چمڑہ کی دباغت و سامانکی تیاری

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہے کہ مثل ولایت کے چمڑہ کی دباغت و اسباب کی تیاری مین اپنا نظیر ہی نہین رکھتا - ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامان کی تیاری کی خصوصیت حاصل ہے یعنے کوئی چیز جسکے اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہے بالکل اعلے درجہ کے چمڑے و پرزونکے ساتھہ نہایت پائداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہے اور تمام وکمال ولایتی اوزارونسے وہ نہایت ہوشیار کاریگرون سے کام لیا جاتا ہے اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہے کہ جس جس مقام کا چمڑہ جانور کے جسم کا ناقص و کمزور و پتلا ہوتا ہے ہرگز نہین رکھا جاتا ہے بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالکر پھینکدیا جاتا ہے اور ایسے ہی سلائی بھی کسی پرزہ پر سوت کی نہین ہوئی پاتی بلکہ تریڈ کی پس جن صاحبونکو ضرورت کسی سامان چرمی کی ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کارخانہ مذاکی طلب فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آڈر مین کارخانہ کی معاملت کا حسن قبح معلوم فرماوین فقط

راقم

کرم الٰہی سوداگر - مچھلے بازار کانپور

اشتہار

ازمودہ سچی اور نہایت مفید ادویہ

منصلہ ذیل مجربات ۱۴ سال سے جاری ہین جنکے مفید ہونیکے ثبوت مین صدہا خطوط ہر ایک علاقہ ملک ہندوستان کے موجود اور بابر روزمرہ آرہے ہین فائدہ عام کیلئے مشتہر کیجاتی ہین قیمت رفاہ عام کے خیال سے اسقدر کم رکھی گئی ہے کہ امیر و غریب برابر فائدہ اوٹھاوین - **حبوب خیلوی** اکسیر برائے ضعف دماغ و بصر و معدہ ضعف شانہ - نامردی باہ وغیرہ طالبعلمونکی طاقت حافظہ بڑہانے اور طاقت دماغی کو قایم رکھنے کیلئے نہایت مفید ہین کیس ۴۸ گولی ۴ - **روغن طلا** - اکسیر برائے سستی نامردی جلق وغیرہ شیشی ۱ **جوہر عشقہ** تریاق برائے امراض آتشک درد اعضا درد زانو شانہ خارش پھوڑا پھنسی رضاوات خون غیر شیشی ۱ **حبوب فیروزی** اکسیر برائے تاپ تلی خرابی جگر وغیرہ اول ہی روز کے استعمال سے قبض رفع ہوکر بھوک شروع ہوتی ہے کیس ۴۸ گولی ۱۲ **چوتھیہ قاب** عرق اس مرض موذی کیلئے اکسیر ہے ایک شیشی سے ۴ یا ۶ مریض صحت یاب ہوتے ہین شیشی ۱۲ - **جوہر حافر سوذاک وقرحہ** عموماً ۳۶ گھنٹہ کے اندر درد جلن پیپ پیشاب کا قطرہ قطرہ آنا دور ہوجاتا ہے شیشی ۱ **پکٹورل بام** اکسیر برائے کہانسی تر و خشک نزلہ دمہ نمونیا وغیرہ شیشی ۱ **فیروزدرد** دافع عادت افیون چنڈو مینوشی وغیرہ صرف نباتات سے تیار کیا ہے کسی قسم کی کوئی منشی یا زہر کی ملاوٹ نہین اور نہ طبیعت مین کمزوری یا کاہلی بدلطفی ہوتی ہے قیمت فی شیشی ۱ معہ تین شیشی علہ - **سفوف دردسر** - کسی قسم کی مروسرہ یا اسنٹ مین نصفیہ اضداد دور ہوجاتا ہے قیمت ۵ پوریہ علہ نبید جن **باڈی گارڈ** - اکسیر برائے ہیضہ - بدہضمی - وردشکم وغیرہ شیشی ۱ معہ حب لوا اسہل اکسیر برائے بواسیر خونی ہو یا بادی خداوند تعالے کے فضل و کرم سے دور ہوجاتی ہے - کیس سے ۱۸۹۱ء

(مصولہ اک ذمہ خریدار) **دیکھو تازہ شہادت** از مقام حسن ملک میسور (۲۳ جون

جناب سید امیر حسین صاحب تحریر فرماتے ہین - حبوب خیری کی تو آجکل ہر جگہ تعریف ہو رہی چنانچہ تار کے ذریعہ منگوائین گئی ہین زیادہ کیا لکھون - **سفوف دردسر** - پہنچا مریضہ کو دردسر کے وقت شدت درد مین تسکین کامل ہوئی خدا تعالے آپ کو سلامت رکھے -

علاوہ اسکے ہر قسم کی دوائے انگریزی بکفایت بجاتی ہے

المشتہر

فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی - ہال بازار امرتسر پنجاب - + +

آج بازار میں عیسے کے دوا ملتی ہے صاف وہ صاف کہ آئینہ نما ملتی ہے
دل چاہتا ہے دوا کی لطافت کا اثر دیکھنے ہی سے مریض کو شفا ملتی ہے

حمد و ثنا اوس سبحانی مطلق کو سزاوار ہے کہ جسے اپنی قدرت کاملہ سے انسان ضعیف البنیان کو بیحائی عطا کی اور درود و سلام اوسکے حبیب کو جسنے مریضان ضلالت کو شربت اسلام پلا کر صحت بخشی۔ اما بعد۔ ہر خاص و عام پر روشن ہو کہ ہمارا یہ دواخانہ فی زمانہ معدن و مخزن ادویہ مفردہ و مرکبہ ہے عرصہ گیارہ سال ۱۲۹۲ھ سے اس شہر میں جاری ہے اور دنیا کی ترسیم کی ادویات تیار موجود ہے مہارت و تجربہ کامل ملکہ پر منحصر ہے کفایت و احتیاط و صفائی میں لاثانی چنانچہ ہمارے دعوے پر سندہا و سرٹیفکیٹ متعدد قدردانوں کی دلیل ہے اگرچہ اب یہ دواخانہ ایسا مشہور ہے کہ اشتہار کی کچھ حاجت نہیں مگر غرض اسکے سانحہ وارد و یا وارد بیشتر اندرون و بیرون بلدہ بروقت ضرورت تذکر نہ ہوں تشہیر کیا گیا اگر کسی صاحب کو کسی قسم کی ادویہ مرکبہ کی تیاری اس دواخانہ سے مدنظر ہو تو بشرط رسید قیمت پیشگی بخوبی و عمدگی سے تیار ہو کر ملکتی ہے اگر صاحبان بیرنجات کو کوئی اشیاء اس دواخانہ سے مطلوب ہو تو مہتمم دواخانہ کے نام بذریعہ خط و کتابت طلب فرماویں اور بسبیل ڈاک بھیجہ بجا سکتی ہے لیکن نام و مقام سکونت صاف واضح لکھنا چاہئے **اطلاع ضروری** ہمارے یہانکے خریدار و مکمو دواخانہ کی علامت بغور ملاحظہ معائنہ کر لینا چاہئے کہ دھوکا نہ ہو بدلہ کرم بعد صرف ادویہ علامت دواخانہ بوتل سے محو کر دیا جاتا ہے ایسا سے ضروری۔ اس دواخانہ سے مریض کا علاج معالجہ بخوبی ہو سکتا ہے اگر کوئی صاحبان اندرون و بیرون کو ضرورت ہو تو حکیم مرزا خانصاحب دہکو سے خود رجوع ہوئیں یا مکانپر طلب فرماویں لیکن موافق دستور حسب فیس دینی ہوگی **المشتہر** محمد میرزا خان دہکو مہتمم دواخانہ ہذا عرف حکیم میرزا خانصاحب حیدرآباد دکن

بازار عیسیٰ سبحان متصل کوٹھی رزیڈنسی ۔ **مجرب و آزمودہ شربتیہ دوائین**

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو ۱۳۱۸ھ سے جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست مکٹ آدہ آنہ سے ملسکتی ہے۔ **طلا** ۔ امراض استمال بچہ پین کے نقص رگونکی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے دافع نامردی و قوت منی جریان سرعت انزال و احتلام۔ (ایکتولہ صبح) **مسرب** دائمی نبض و ضعف اعضاء رئیسہ معدہ تاریکی چشم و درد سر وغیرہ جو کثرت مشق و اتعاب مواجس سے کمی انتہا ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے۔ (تولہ صبح) **مسوداک** دفع صفرا۔ نیا ہو یا پرانا علی العموم ۴ گھنٹے اپنا اثر سراسر ریم کو زائل کرتا ہے (تولہ صبح) **ہیرابن تیل خوشبودار**۔ بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نرم و کام ریزش و درد سر ضعف دماغ و ضعف بصر کو مٹاتا ہے (شیشی ۲ سے) **حب آتشک** بلا نسہ آتشک و قروح دست کے مرض دور ہو اور پیرانہ (دو ہفتہ لغایت ۲ ماہ) **حل الجواہر** سرمہ تقوی بصر حافظہ بینائی دافع زوال و ہند جالا خارش پانی جانا (۲ ماشہ سے) **عجیب الاثر منجن** دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو مسوڑوں کی خرابی (تولہ صبح) **حب لوامیہ**۔ بادی خونی سوزنکی ٹیسین قبض کو مفید (۲ ہفتہ لغایت ۲ ماہ) حب زیادہ

عرق صاحبہ الم مفرح و مسہل مصفی و دافع منسف جگر و دل و دماغ و معدہ و دردِ سر تاب ملی جمع مفاصل الاغرض تمام امراض کہنہ بیقاعدگی ایام جملہ فالج رعشہ (فی بوتل کم تین بوتل سے کم نہیں) (دماغ العجاز) ناسور بہکندتا کو کاسوراخ خنازیر بدگرہنے رضوان کے کالی کہانسی قی ایام حمل خسرہ چیچک کو جلد دفع کرتا ہے۔ (۲ تولہ ۱۲ر)

رسالہ دافع آتشک سوزاک ۔ رسالہ ہیضہ ۔ رسالہ بواسیر ۔ منوات و سکات رسالہ حافظ ۔ صحت سالانہ
عالی ۱۲ر ۹ ۹ ۱۲ر

المشتہر

نبیرۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہار

اردو انشا پردازی کی تحصیل

ممالک مغربی و پنجاب داودہ میں روز بروز انگریزی علم ادب کی تقلید پر اردو زبان کی انشا پردازی کا رواج ہوتا جاتا ہے اور آئندہ اور زیادہ ہوگا جسکے واسطے استعداد کے موافق اسباب و مصالح تیار کرنے کا ارادہ کیا ہے ابتدا اوسکی اسطرح ہے کہ علم انشا پردازی کے قواعد بالترتیب ملخصاً آسان و سہل بکار آمدہ دسود مند ہونیکے چار حصے نمبن لکھے ہیں جنمیں سے دو حصے چھپکے اسکا نام ہادی الانشا حصہ اول و دوم ہے انکی کیفیت اشتہار ذیل سے معلوم ہوگی ۔ اور آرہا ہے ہندی اسلام اہل فرنگ کی کتابوں کا بنگالہ کرکے انمیں سے نو سو قسم کے مضامین دہائی تین ہزار کے ترتیب انتخاب کئے انمیں سے مضامین اخلاق اول اسلئے چھاپے ہیں کہ آجکل مدرسوں میں علم اخلاق کی تعلیم کا بڑا چرچا ہو رہا ہے انمیں سے دو حصے چھپ گئے اور تیسرا حصہ چھپ رہا ہے ۔ باقی اور قسم کے مضامین بھی اسی ترتیب سے چھاپے جائینگے اب جو کتابیں چھپکر تیار ہوگئی ہیں انکا اشتہار جدا جدا چھاپا جاتا ہے ۔ محمد زکاء اللہ

قیمت ۱۲ر مکارم الاخلاق محصول ۱۰ر

نہایت مستند و مستبر علمے درجہ کی علم اخلاق کی بہت عربی فارسی کتابوں سے انتخاب کرکے ۲۳۶ مضامین اخلاق گیارہ ابواب میں لکھے ہیں اور ایک باب میں وعظ و نصائح متفرق لکھے ہیں ۔ باب اول سے خدا تعالے کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ اور اوسکا فضل و کرم جو انسان پر ہے معلوم ہوتا ہے ۔ باب دوم سے تہذیب اخلاق کے اصول باب سوم سے علم و عمل و عقل کی کیفیت ۔ باب چہارم سے کہنے سننے کا حال ۔ باب پنجم سے عشق و محبت باب ششم

گناہ وثواب کا حال باب ہفتم سے دنیا اور محبت دنیا کی کیفیات باب ہشتم سے معاملات دنیا کے حالات باب نہم سے
وفضائل اخلاق - باب دہم سے وقت - عمر - موت کا حال - باب دہم سے حکایات - کل اس کتاب کے
صفحہ ہین قیمت ۱۲ر محمد عطاء اللہ دہلی چیلون کا کوچہ -

قیمت ۶ر تہذیب الاخلاق محصول ۰ر

زمانہ دراز گذرا کہ شہنشاہ چین کو جب یہ معلوم ہوا کہ ملک شبت مین لاماگرو کے مندر مین ایک کتب خانہ
جسمین نہایت مقدس قدیمی کتابین سنسکرت کی موجود ہین - اسکو ان کتابون کا اشتیاق پیدا ہوا اور
راماگرو کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ مین حکیم کے فو کو بھیجتا ہون آپ عنایت فرماکر اسکو سیر کتب خانہ
اجازت دینگے فو کی عمر پچاس سال کی تھی - وہ نہایت وجیہ اور فصیح اور صاحب علم تھا وہ یہان نہایت
واحتشام سے آیا اور مندر مین بہت کچھ پڑھا یا - اور کتب خانہ کی کتابون کو چھ مہینہ تک مطالعہ کیا اس مطالعہ
اسکی بڑی امداد ایک فاضل نے بھی لاماگرو کی طرف کی اسنے بہت سے مضامین انتخاب کرکے نقل کئے اور پھر انکو
یجا کرکے اپنی زبان مین ترجمہ کئے - اس ترجمہ کو اہل چین بڑے ذوق شوق سے پڑھتے تھے - انکا ترجمہ
زبان مین ہوا ہے - مینے ابتدا مین زیادہ تر مضامین اسی کتاب سے لکھے ہین - پھر مینے راماین کو پڑھا اور
حصہ اسکا اخلاق کے مضمون سے متعلق تھا اسکو انتخاب کیا - جناب سرجان میور صاحب نے کتاب مہابھارت
اور اور مستند کتابون سے اخلاق کے مضامین انتخاب کرکے انگریزی زبان مین نظم ونثر مین ترجمہ کئے ہین
اون مین سے بھی بہت سے مضامین انتخاب کئے - راجہ بھرتری کے نیتک کے مضامین بھی انگریزی
کئے ہین غرض اسطرحسے یہ مجموعہ ۱۷ مضامین اخلاق اور ۱۲ - اور مضامین [illegible] کا مینے لکھا ہے -

قیمت ۸ر مبادی الانشا حصہ اوّل محصول ۱ر

(۱) کاغذات امتحان لکھنے کے قواعد جنکے پابند ہونے سالانہ طالبعلمونکی نمبر کم ہوتے ہین یا فیل ہوجاتے ہین (۲) علم
کی تعریف وموضوع - انشا پرداز یکے کونسے مصالح اور اسباب لازمی وضروری ہین اور انمین سے ان مدارس کے متعلمونکے
متعلمونکے لئے کہان تک موجود ہین اور کہان تک وہ انکے لئے مہیا ہونے چاہئین کن کن باتونکو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے
کہ جسسے انکی استعداد اور لیاقت کا اظہار اچھی طرح ہو اور اسکا وقت ضایع نہ ہو (۳) جب صرف ونحو کی تعلیم کا
آغاز ہوا نکے قواعد کی مشق کی طرز کیا اختیار کی [illegible] کہ جسسے انکو انشا کے انتشاق کے طریقے اور عبارت کی

ترکیبیں معلوم ہوجائیں اور غیروں کی عبارت میں عیب وصواب جانچنے کی لیاقت پیدا ہوجائے۔ علم بیان میں عبارات تشبیہات وغیرہ کا بیان لکھا گیا ہے کہ جس سے طالبعلموں کو معلوم ہو کہ انکو کیونکر استعمال کرتے ہیں (۴) پیرا فیرز (جسکو ترجمہ کرنا کہتے ہیں) قواعد جنسے کہ طالب علموں کو اور دوں کی نظم و نثر کا بیان کرنا اپنی عبارت میں اسطرح آجائے کہ عبارت بدلجائے اور مضمون میں فرق نہ آئے (۵) خطوط انواعیسے کے آئین و قوانین و طرز و روش عبارت (۶) مضامین بیانیہ کے قواعد کہ جنسے طالبعلموں کو ایسے مضامین لکھنے آئین کہ جنمیں کسی شئے کے حالات بیان ہوں (۷) مضامین تاریخیہ کے قواعد کہ جنسے طالبعلموں کو تاریخی واقعات اور اونکے اسباب و نتایج کا بیان کرنا آئے (۸) مضامین استدلالیہ کے قواعد جنسے وہ مضامین لکھنے آئیں کہ جنمیں دلائل متفرق اور براہین حکمیہ سے کام پڑتا ہے اور کسی امر کی نسبت دلائل موافق و مخالف کو یکجا کرکے نتایج نکالنے ہیں

قیمت ۸ر — مبادی الانشا حصہ دوم — محصول ۱ر

(۱) تمہید میں انشا پردازی کی تعریف و طرز ادائے سخن کا بیان (۲) علم معانی کا بیان جسقدر اردو زبان سے تعلق ہے (۳) علم بدیع کا بیان ایک نئے طرز سے لکھا ہے کہ صنایع و بدایع کو کیونکر کام میں لانا چاہئے۔ صنایع جو مشہور ہیں وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنے چاہئیں۔ اور بعض صنایع جدید لکھے ہیں۔ (۴) قوت بیانیہ و قوت فہم سخن کیونکر بڑھتی ہے (۵) مذاق سخن و امتیاز سخن کا بیان اور کتابوں کے پڑھنے کے لئے ہدایتیں کہ کیونکر پڑھنا چاہئے اور انکے بُرے بھلے پرکھنے کے طریقے مضامین تاریخیہ و بیانیہ و استدلالیہ کی مثالیں لکھی ہیں (۶) اوضاع و اطوار لکھنے کے مظاہر قدرت و نیچر کے عمل و آثار و پیداوار کے بیان کرنے کے فضائل و اخلاق بیان کرنیکے قواعد لکھے ہیں اور اونکی توضیح مضامین لکھی گئی ہے (۷) آدمیوں کی یادگار لکھنے کے اپنے حال لکھنے کے دوست و اعظ مقرر اور کسی پیشہ کے حال لکھنے کے قواعد (۸) ہجو ظرافت کے مضامین لکھنے کے طریقے ہر ایک قاعدے کے لکھی گئی مثالیں لکھی ہیں غرض ان دونوں حصوں کے پڑھنے سے اصول انشا پردازی سے نڈل ہوسکے طالب علموں کو ایسی دستگاہ حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ جواب مضمون آسان آسان جیسے انکے ذہن میں آتے ہیں باقاعدہ لکھ سکیں گے۔

محمد عطاء اللہ دہلی چیلوں کا کوچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان اور قیصری حکومت

(*)

تمہید

دنیا کے حالات ہر ماہ و ہر سال و ہر صدی مین بدلتے رہتے ہین اگر ہم کسی ملک کے حالات کو مکرر لکھین تو اس کو نہ صرف تکرار سمجھنا چاہیئے بلکہ یہ دیکھنا لازم ہے کہ گذشتہ اور موجودہ زمانے مین کہان سے کہان تک دنیا کی رفتار مین فرق ہوگیا ہے ہماری اردو کی زبان مین فلان ملک کے اسٹیٹیس کو یعنی تقویم بلدہ بہت ہی کم مستعمل ہے حالانکہ شایستہ ممالک کے ہر بلد سے بہت بڑے بڑے نتایج نکالے جاتے ہین اور بڑی لمبی چوڑی تحریرون کو صرف ایک نقطہ نقشہ مین بتلا دیا جاتا ہے مگر ہنوز یہان قیل و مادلہ کا رواج نہین ہوا ہے اگرچہ اس مطلب خیز اختصار مین ناظرین کی دلچسپی نہین ہوتی ہے اور اسکے سوچنے سمجھنے مین بہت کچھ چشم و دماغ پر بار پڑتا ہے مگر اسان نظر سے دیکھی جاوے تو اس دردسری سے بڑے بڑے ۸
فوائد قوم کو حاصل ہوتے ہین چونکہ مجھ کو لمبی چوڑی بے معنی تمہید لکھنے کی عادت نہین ہے اس لیئے مین اپنے اصلی مقصد کو شروع کر دیتا ہون اور ہندوستان کے موجودہ زمانے کا نقشہ نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ کھینچ کر ناظرین خورد و مین کے ملاحظے کے لیئے پیش کرتا ہون۔

سن ۲ ۔ ۔ ۔

(۱۳) لارڈ ڈاڈنبرا ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۴۲ء (۲۰) لارڈ (ارل آف) نارتھ بروک ۱۸۷۲ء

(۱۴) سر ہنری (لارڈ) ہارڈنگ ۔ ۱۸۴۴ء (۲۱) لارڈ (ارل) لٹن ۔۔۔۔ ۱۸۷۶ء

(۱۵) ارل آف ڈلہوسی ۔۔۔ ۱۸۴۷ء (۲۲) مارکوئس آف ریپن ۔۔۔ ۱۸۸۰ء

(۱۶) لارڈ کیننگ ۔۔۔۔۔ ۱۸۵۵ء (۲۳) مارکوئس آف ڈفرن واوا ۱۸۸۴ء

(۱۷) لارڈ ایلجن ۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۶۲ء (۲۴) مارکوئس آف لینسڈون ۔۔۔ ۱۸۸۸ء

(۱۸) سر جان (لارڈ) لارنس ۔ ۱۸۶۳ء (۲۵) لارڈ لینسڈون ۔۔۔۔۔ ۱۸۸۸ء

(۱۹) ارل آف میو ۔۔۔۔۔ ۱۸۶۸ء (۲۶) لارڈ اگن ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸۸۴ء

ہندوستانی سلطنت کی حکومت ایک سیکرٹری اسٹیٹ یعنی وزیر ہند کو سپرد ہے اوس کی امداد کے لیئے ایک کونسل ہے جسمین دس ممبرون سے کم نہین ہوتے ان لوگون کے خالی عہدون پر سیکرٹری اسٹیٹ ہند کو دوسرے لوگون کے بھرتی کرنیکا اب اختیار ہوگیا ہے لیکن کونسل کا بڑا حصہ اون لوگون سے ہونا چاہئے جنہون نے ہندوستان مین دس برس تک نوکری کی ہو یا بود و باش رکھی ہو۔ اور اپنی تاریخ تقرر سے وقت ہندوستان کو چھوڑے ہوے دس برس سے زیادہ کا عرصہ نہ گذر گیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص باین صفات موصوف نہو تو وہ اوسوقت تک اون مین شامل نہین کیا جاسکتا جبتک کہ دوسرے ممبران صفتون سے موصوف نہون یہ لوگ دس برس تک اپنے کام پر مقرر رہ سکتے ہین۔ لیکن اگر پارلیمنٹ کے دونون ہوس تحریک کرین تو کوئی ممبر علیحدہ بھی کردیا جاسکتا ہے۔ اور سکرٹری اسٹیٹ ہند اگر کسی خاص وجہ سے چاہے تو کونسل کے کسی ممبر کو پانچ سال تک اور بھی رکھہ سکتا ہے۔

ان مین کا کوئی ممبر پارلیمنٹ مین داخل نہین ہوسکتا۔

کونسل کا کام یہ ہے کہ سیکرٹری اسٹیٹ ہند کی ہدایت کے بموجب اون کاموں کو کرے جو سلطنت متحدہ مین ہندوستان کے متعلق ہوا کرتے ہین۔ مگر اس کونسل کو خود کسی کام کے آغاز کرنیکا اختیار نہین ہے۔ علاوہ بین ایکٹ ۱۸۵۸ء کے بموجب سیکرٹری اسٹیٹ ہند کو ہندوستانی محاصل کے ہندوستان وغیرہ مین خرچ کرنیکا بھی اختیار حاصل ہے اور کسی قسم کی منظوری یا روپیہ خرچ کرنیکی اجازت اس محاصل مین سے بغیر کثرت رائے کونسل کے نہین ہوسکتی ہے۔ مگر اون سوالات مین جن مین حکومت ہذا کو دوسری طاقتون سے تعلق ہے اور صلح و جنگ کے معاملات مین اور اون امورات مین جو گورنمنٹ اور دیسی ریاستون کی پالیسی کے یا انکی نسبت ہین غرض کہ علی العموم اون سب باتون مین جنمین کسی قسم کا اخفا ضروری ہین سیکرٹری ہند خود اپنے ذاتی اختیار پر کام کرتا ہے سیکرٹری کو یہ بھی اختیار ہے کہ کونسل کو کمیٹیون مین منقسم کرے اور کارروائی کے قواعد ٹھہراوے۔ کم از کم کونسل کی ایک مجلس ہفتہ وار منعقد ہونا ضرور ہے جسمین اقل مرتبہ پانچ ممبرونکی حاضری لازمی ہے۔

ہندوستان مین گورنر جنرل کی حکومت کونسل کے ذریعے سے ہوا کرتی ہے جسمین پانچ معمولی ممبر اور ایک ممبر تعمیرات شامل ہوتا ہے اس ممبر کے عہدے کو گورنمنٹ شاہی جب چاہتی ہے خالی بھی رکھا کرتی ہے۔ کمانڈر انچیف بھی بلکہ عادت یہ ہے کہ ہمیشہ ہی اس کونسل کا غیر معمولی ممبر ہوا کرتا ہے اور جب کبھی کونسل کسی گورنر یا لفٹنٹ گورنر کے کسی صوبہ

مین منعقد ہوتی ہے تو یہ لوگ بھی اوسمین شامل ہوا کرتے ہین - کونسل کے معمولی مہمہ
صیغہ جات ذیل کے صدر ہوا کرتے ہین فنانس - تجارت - ہوم - مالگذاری و زراعت
فوج - وضع آئین اور صیغہ تعمیرات والیسرائے بہادر صیغہ خارجیہ کا کام معمولاً اپنے ہی ذات
خاص سے انجام دیا کرتے ہین - ممبران کونسل گورنر جنرل و گورنران مدراس و بمبئی کا
تقرر شاہی اختیار سے ہوتا ہے - ان کونسل کے ممبرون اور نیز اڈیشنل ممبرون سے
جو دس سے زیادہ قانون بنانیکے واسطے مقرر ہوا کرتے ہین واضعان قانون و آئین کی
کونسل بنتی ہے اور گورنر جنرل ان اڈیشنل ممبرون کو مقرر کیا کرتا ہے کونسل واضعان قانون
و آئین کی کارروائی علانیہ ہوتی ہے - دوسرے دس صوبون کے لفٹنٹ گورنر اور چیف
کمشنرون کے مقرر کرنیکا اختیار بپسندیدگی سیکرٹری اسٹیٹ ہند کے گورنر جنرل
کو ہی ہے -

گورنران مدراس و بمبئی جنمین سندھ بھی داخل ہے ہین سے ہر ایک کی اپنی ہی جداجدا کونسل ہے اور انکی
سول سروس اور فوج بھی جداجدا ہے لفٹنٹ گورنران بنگال مغربی و شمالی و اودھ کے پاس بھی ایک
ایک کونسل واضع قوانین ہے - لیکن اور منتظمان صوبجات کے پاس نہ تو کوئی کونسل ہے
اور نہ اون کو وضع قانون کا اختیار ہے - اگرچہ وائسرائے سب سے بڑا حاکم ہے مگر لوکل
گورنمنٹون کو بھی اپنے انتظامی کامون مین بہت بڑا خود مختارانہ اختیار حاصل ہے - ہر ایک
صوبہ مین کئی کئی قسمتین ہوتی ہین اور اون پر ایک کمشنر حکمرانی کرتا ہے - اور قسمتون مین کئی
ضلعے ہوتے ہین اور یہ انتظاماً ملکی تقسیم کا سب سے چھوٹا حصہ ہے - اس ضلع پر ایک عامل

کلکٹر مجسٹریٹ یا ڈپٹی کمشنر کے نام سے حاکم ہوتا ہے جسکو ضلع کے تمام اختیارات حاصل ہوتے ہین اور گورنر کو جوابدہی کے لیے یہی شخص ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس عہدہ دار کے ماتحت اکثر اضلاع مین) جائنٹ مجسٹریٹ اسسٹنٹ مجسٹریٹ یا ایک دو ڈپٹی کلکٹر وغیرہ عہدہ دار ہوا کرتے ہین۔ کہین کہین ضلعون مین مجسٹریٹ ہی جج بھی ہوتا ہے اور بعض مقام پر یہ دونون خدمتین جدا جدا ہوتی ہین۔ اس طرح کے اضلاع کی تعداد برٹش انڈیا مین تقریباً ۲۴۶ ہے آئندہ لکھے ہوے نقشہ جات مردم شماری مین بمبئی مدراس کلکتہ رنگون عدن پیرم ضلعے شمار کیے گئے ہین اور اس سبب سے ضلعون کی تعداد ۲۵۲ ہو جاتی ہے۔

ہندوستان کی ملکداری کے لحاظ سے دو قسمین ہین ایک علاقہ انگریزی دوسری ریاستہاے خراج گذار علاقہ انگریزی ہر صورت سے انگریزی عہدہ دارون کے اختیار مین ہے۔ لیکن جو اختیار کہ سپریم گورنمنٹ (یعنی گورنر جنرل) کو ریاستہاے دیسی پر ہے وہ سب جگہ یکسان نہین ہے۔ ان ریاستون مین وہان کے سردار یا اون کے وزیر یا وہان کے مجلسین رزیڈنٹون یا گورنر جنرل کے ایجنٹونکی امداد سے حکومت کرتے ہین اور یہ ایجنٹ کہین کہین جدا جدا ریاستون کے لیے مقرر ہوتے ہین اور کہین کہین چند ریاستون کے واسطے ایک ایک ہی ہوا کرتا ہے۔ ان ہندوستانی سردارون کو کسی سے صلح و جنگ کرنیکا اختیار نہین ہے اور نہ وہ باہم ایک دوسرے کے یہان اور نہ کسی بیرونی سلطنت کو ایلچی بھیج سکتے ہین۔ اونکو یہ بھی اختیار نہین ہے کہ ایک حد معین سے زیادہ اپنے یہان فوج بھی نوکر رکھ سکین۔ کوئی یوروپین بغیر خاص منظوری گورنمنٹ آف انڈیا کے اون کے یہان نوکر بھی نہین رہ سکتا۔ اور

سپریم گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ بدانتظامی کی وجہ سے جس رئیس کو چاہین حکومت سے برطرف کردے شرائط متذکرہ بالا کے ساتھ ہر ایک رئیس کو اپنے ملکون مین ہر طرح کے شاہی اختیارات حاصل ہین - بعض ان مین سے سالانہ خراج ادا کرتے ہین - اور بعض ایسے ہین کہ جو برائے نام خراجگذار ہین اور خراج بعضون سے نہین لیا جاتا ہے -

لوکل گورنمنٹ

مارچ ۱۸۹۲ء مین ۷۱ قصبے ایسے تھے جن مین میونسپل کمیٹی کا انتظام تھا - ان قصبون کی کل آبادی ڈیڑھ کروڑ تھی - ان میونسپل کمیٹیون کا کام یہ ہے کہ سڑکون اور کارہاے آب رسانی نالیون بازارون اور حفظ صحت کے کامون کی خبر گیری کیا کرین محصول تشخیص کرنا قواعد بنانا ترقی کی صورتین نکالنا روپیہ کا خرچ کرنا بھی انہین کا کام ہے - لیکن محصول کے لینے اور قوانین کے اجراسے پیشتر ان کو اونکی منظوری صوبہ کے گورنر سے لے لینا ضرور ہے لوکل سیلف گورنمنٹ کے قوانین ۱۸۸۴ء ۱۸۸۵ء کی رو سے (الکشن) انتخاب کے اصول کم و بیش تمام ہندوستان مین پھیلائے گئے ہین - اور تمام بڑے بڑے شہرون مین اور بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامون مین بھی کمیٹی کے ممبرون کے تقرر کے واسطے انتخاب کا طریقہ جاری ہوگیا ہے - ہر ایک جگہہ پر کمیٹیون کے ممبر کثرت سے ہندوستانی ہی ہوتے ہین - اور بہت سی جگہون مین فقط ہندوستانی ہی ہین -

آبادی اور رقبہ

(۱) آبادی کی ترقی اور اوسکی حالت موجودہ -

نقشہ ذیل سے وہ تخمینے آبادی اور رقبہ مربع میلون مین معلوم ہوتا ہے جو چھ مرتبہ دس دس سال کے بعد شمار کی گئی ہے اس شمار مین سیکڑے چھوڑ دے گئے ہین۔

علاقہ انگریزی

سال	رقبہ	آبادی	سال	رقبہ	آبادی
۱۸۴۱ء	۶۲۶۰۰۰	۱۵۸۵۸۰۰۰۰	۱۸۷۱ء	۸۶۰۰۰۰	۱۹۵۸۴۰۰۰۰
۱۸۵۱ء	۷۷۶۰۰۰	۱۷۸۵۰۰۰۰۰	۱۸۸۱ء	۸۷۵۱۸۶	۱۹۸۸۶۰۰۰۰
۱۸۶۱ء	۱۵۶۰۰۰	۱۹۶۰۰۰۰۰۰	۱۸۹۱ء	۹۶۴۹۹۲	۲۲۱۱۷۰۰۰۰

نقشہ جات ذیل سے وہ بڑی بڑی تفصیلات معلوم ہوتی ہین جو ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کے وقت دریافت ہوئی ہین۔ اور جنکے دن مین پہلی مردم شماری کی آبادی بھی دکھائی گئی ہے

علاقجات انگریزی	رقبہ بمربع میلون مین	تعداد ضلع	آبادی ۱۸۸۱ء	آبادی ۱۸۹۱ء	بیشی	تعداد آبادی فی مربع میل ۱۸۹۱ء
اجمیر	۲۷۱۱	۲	۴۶۰۷۲۲	۵۳۴۳۵۸	۱۶۳۶	۲۰۰
آسام	۴۹۰۰۴	۱۳	۴۸۸۱۴۲۶	۵۴۷۶۸۳۳	۵۹۵۴۰۷	۱۱۲
بنگالہ	۱۵۱۵۴۳	۴۸	۶۶۷۵۰۵۲۰	۷۱۳۰۶۹۰۷	۴۵۹۶۴۶۷	۴۷۱
برار	۱۷۷۱۸	۶	۲۶۷۲۶۷۳	۲۸۹۷۴۹۱	۲۲۴۸۱۸	۱۶۳
احاطہ بمبئی						
بمبئی	۷۷۲۷۵	۱۹	۱۴۵۷۲۸۴	۱۵۹۸۵۲۷۰	۱۹۲۸۹۸۶	۲۰۷
سندہ	۴۷۷۸۹	۵	۲۴۱۳۸۲۳	۲۸۷۱۷۷۴	۴۵۷۹۵۱	۶۰
عدن	۸۰	۲	۳۴۸۶۰	۴۴۰۷۹	۹۲۱۹	
میزان بمبئی	۱۲۵۱۴۴	۲۶	۱۶۵۰۵۹۶۷	۱۸۹۰۱۱۲۲	۲۳۹۵۱۵۶	۱۵۱

علاقجات انگریزی	رقبہ مربع میلوں میں	ضلعے	آبادی ۱۸۸۱ء	آبادی ۱۸۹۱ء	بیشی	تعداد آبادی فی مربع میل
برہما						
بالائی	۸۳۴۷۳	۱۷	۲۹۴۶۹۳۳	۲۹۴۶۹۳۳	۲۹۴۶۹۳۳	۳۵
پائین	۸۷۹۵۷	۱۹	۴۷۴۶۷۷۱	۴۶۵۸۶۲۰	۹۲۱۸۵۶	۵۳
میزان برہما	۱۷۱۴۳۰	۳۶	+	۷۶۰۵۵۶۰	+	۴۵
ممالک متوسط	۸۶۵۰۱	۱۸	۹۰۳۸۷۹۱	۱۰۷۸۴۲۹۴	۹۴۵۵۰۳	۱۲۵
کورگ	۱۵۸۳	۱	۱۷۸۳۰۲	۱۷۳۰۵۵	۵۲۴۷	۱۰۹
مدراس	۱۴۱۱۸۹	۲۲	۳۰۸۲۷۱۱۳	۳۵۶۳۰۴۴۰	۴۸۰۳۳۲۷	۲۵۲
ممالک مغربی شمالی واودھ						
ممالک مغربی شمالی	۸۳۲۸۶	۳۷	۳۲۷۶۲۰۶۶	۳۴۴۵۳۴۵۴	۱۴۹۱۴۸۸	۴۱۱
اودہ	۲۴۲۱۷	۱۲	۱۱۳۸۷۷۴۱	۱۲۶۵۰۸۳۱	۱۲۶۴۰۹۰	۵۲۲
میزان ممالک مغربی شمالی واودھ	۱۰۷۵۰۳	۴۹	۴۴۱۵۰۰۷	۴۶۹۰۵۰۰۵	۲۷۵۴۵۷۸	۴۳۶
پنجاب	۱۱۰۶۶۷	۳۱	۱۸۸۴۳۱۹۶	۲۰۰۶۶۸۴۷	۳۰۲۳۶۶۱	۱۸۰
کونکن وغیرہ	۰	۰	۰	۲۷۲۷۰	۲۷۲۷۰	۰
جزائر اندمان	۰	۰	۱۴۶۲۸	۱۵۶۰۹	۹۸۱	
میزان کل علاقہ انگریزی	۹۶۴۹۹۲	۲۵۲	۱۹۸۸۶۰۶۰۶	۲۲۱۱۷۲۹۵۲	۲۲۳۱۲۳۴۶	۲۲۹

خانہ ۴ کی مینانون مین ذیل کی آبادیان شامل ہین —

شمالی لوشائی علاقہ آسام ۴۳۶۳۴

بالاے برہما ۲۹۴۶۹۳۳

کوشہ وغیرہ ۲۷۲۷۰

اگر اس تعداد کو خارج کر دیا جائے تو ۱۸۸۱ء کی مردم شماری مین شامل نہین تھی تو خالص بیشی علاقہ انگریزی کی ۱۹۲۹۴۵۰۹ رہجائیگی —

کل برٹش انڈیا کی آبادی تمام روے زمین کے تخمینے آبادی کے ساتوین حصے کے برابر ہے — برار کا علاقہ مشروطاً جو ہمارے سرکار ابد قرار نظام کا ہے گورنمنٹ قیصری کے ہاتھہ مین فوج کنٹنجنٹ کی تنخواہ کے واسطے سپرد کیا گیا ہے — اور ریاست میسور مارچ ۱۸۸۱ء مین وہان کے ہندو راجہ کو واپس کر دی گئی ہے —

اون صوبجات ہند کے سوا جو براہ راست انگریزون کے ہاتھہ مین ہین ایک بہت سی خراج گذار ہندوستانی ریاستین کم و بیش انڈین گورنمنٹ کی زیر حکومت ہین جنکا رقبہ ۵۹۵۱۶۷ میل مربع اور آبادی ۴۶۰۵۰۴۷۹ حسب تفصیل ذیل ہے —

نام ریاست یا ایجنسی	رقبہ بہ میل مربع	آبادی ۱۸۸۱ء	آبادی ۱۸۹۱ء	بیشی	تعداد آبادی فی مربع میل
حیدرآباد	۸۲۶۹۸	۹۸۴۵۵۹۴	۱۱۵۳۷۰۴۰	۱۶۹۱۴۴۶	۱۳۹
بڑودہ	۸۲۲۶	۲۱۸۵۰۰۵	۲۴۱۵۳۹۶	۲۳۰۳۹۱	۲۹۴

نام ریاست یا ایجنسی	رقبہ مربع میلون میں	آبادی ۱۸۸۱ء	آبادی ۱۸۹۱ء	بیشی	تعداد آبادی فی مربع میل
میسور	۲۷۹۳۶	۴۱۸۶۱۸۸	۴۹۴۳۶۰۴	۷۵۷۴۱۶	۱۷۷
کشمیر	۰۰۹۰۰	۰	۲۵۴۳۹۵۲	۲۵۴۳۹۵۲	۳۱
راجپوتانہ	۱۳۰۲۶۸	۹۹۵۹۰۱۲	۱۲۰۱۶۱۰۲	۲۰۵۷۰۹۰	۹۲
وسط ہند	۷۷۸۰۸	۹۳۸۷۱۱۹	۱۰۳۱۸۸۱۲	۹۳۱۶۹۳	۱۳۳
ریاستہائے احاطہ بمبئی	۶۹۰۴۵	۶۹۲۴۴۴۴	۸۰۵۹۲۹۸	۱۱۳۴۸۳۴	۱۱۷
مدراس	۹۶۰۹	۳۲۴۴۰۴۹	۳۷۰۰۶۲۲	۳۵۵۷۷۳	۳۰۵
ممالک متوسط	۲۹۳۳۵	۱۷۰۹۷۲۰	۲۱۶۰۵۱۱	۴۵۰۰۹۱	۷۳
بنگال	۳۵۰۳۴	۲۷۸۶۴۴۶	۳۲۹۶۴۷۹	۵۰۹۹۳۳	۹۳
ممالک مغربی شمالی	۵۱۰۹	۷۴۱۷۵۰	۷۹۲۴۹۱	۵۰۷۴۱	۱۵۵
پنجاب	۳۸۲۹۹	۳۸۶۰۰۶۱	۴۲۶۳۲۰۰	۴۰۲۵۱۹	۱۱۱
ریاستہائے شان	۰	۰	۲۹۹۲	۲۹۹۲	
میزان ریاستہائے ہندوستان	۵۹۵۱۶۷	۵۴۹۳۲۹۰۱	۶۶۰۵۰۴۷۹	۱۱۱۱۷۵۷۸	۱۱۱
میزان کل ہندوستان	۱۵۶۰۱۶۰	۲۵۳۷۹۳۵۱۴	۲۸۷۲۳۴۳۱	۳۳۴۲۹۹۱۷	۱۸۴

نتیجہ اس نامہ میں جو تعداد ذیل شامل ہے ران چوتانہ کی آبادی ہیں ۴۳۷۱۶

آبادی کشمیر ۴۵۴۳۹۵۲

ریاستہاے شان ۲۹۹۲

اگر ان کو نکالڈالا جائے جو ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین شامل نہین تھی تو خالص بشمی ہندوستانی ریاستون مین ۸۵۲۶۹۱۱ ہوتی ہے۔ اور اسیطرح پر خالص مشرقی تمام ہندوستان کی آبادی مین ۲۰۰۲۱۴۳۰ ہوتی ہے

اس آبادی کے سوا جسکا اوپر ذکر ہوا اور جو ۱۸۹۱ء مین شمار کی گئی تھی اور بھی کئی مقام کی آبادی ہے جسکے شمار خاندان اور قومون کی تحریر کے ذریعے سے ہوئی ہے۔ اور کچھ اور ایسے علاقے ہین کہ جنکی مردم شماری باقاعدہ ہوتی تھی مگر اون کے کاغذات سرحدی جھگڑون مین تلف ہوگئے۔ تاہم اونکی کچھ کچھ بے قاعدہ سی مینز اٹین باقی رہ گئی ہین جو ذیل مین لکھی جاتی ہین۔

علاقہ انگریزی	تخمینے مردم شماری
سرحد بالاے برہما (بھامو در گاتہامین)	۴۲۲۱۷
بلوچستان انگریزی جسمین قطع وغیرہ شامل نہین ہے	۱۴۵۴۱۷
سرحد برہما	۷۴۲۷۶
میزان علاقہ انگریزی	۲۶۱۹۱۰
سکم	۳۰۴۵۸
ریاستہاے شان	۳۷۲۹۶۹

راجپوتانہ (بھیل وغیرہ) ۲۰۴۲۴۱

میزان علاقہ ریاستہائے ہندوستانی ۶۰۷۶۶۸

ہندوستانی بڑی بڑی ریاستوں کے زیادہ مشرح حالات

نام ریاست	رقبہ بمربع میلوں میں	آبادی ۱۹۰۱ء	تخمینے آمدنی	خاندان حکمران
حیدرآباد	۸۲۶۹۸	۱۱۵۳۷۰۴۰	۳۳۴۰۰۰۰۰	مسلمان ترک
بڑودہ	۸۲۲۶	۲۴۱۵۳۹۶	۱۵۳۰۰۰۰۰	مرہٹہ
میسور	۲۷۹۳۶	۴۹۴۳۶۰۴	۱۴۷۵۰۰۰۰	ہندو
کشمیر	۸۰۹۰۰	۲۵۴۳۹۵۲	۵۰۰۰۰۰۰	سکھ دوگرا
ریاستہائے راجپوتانہ				
اودیپور	۱۲۸۶۱	۱۸۴۳۶۰	۲۴۰۱۴۲۰	راجپوت شیشودیہ
جودھپور	۳۷۴۴۵	۲۵۲۱۷۲۷	۴۲۹۰۷۴۰	راجپوت راٹھور
بیکانیر	۲۳۰۹۰	۸۳۱۹۵۵	۲۰۰۱۴۹۰	〃 〃
جیپور	۱۵۳۴۹	۴۸۳۲۲۷۶	۶۵۵۴۸۵۰	〃 کچھواہیہ
بھرت پور	۱۹۶۱	۶۴۰۱۰۳	۲۰۰۹۳۸۰	جاٹ

(۱) اس مین وہ رقبہ شامل نہیں ہے جو تحت حکومت سرداران وسط ہند کے ہے

نام ریاست	رقبہ بمربع میلوں مین	آبادی سنہ ۱۸۹۱ء	تخمینے آمدنی	خاندان حکمران
دھولپور	۱۱۵۶	۲۷۹۸۹۰	۱۰۲۵۰۰۰	جاٹ
الور	۳۰۵۱	۷۶۷۷۸۶	۲۶۶۱۰۰۰	راجپوت ترکا
جالاواڑ	۳۰۴۳	۳۴۳۶۰۱	۱۵۴۲۷۰۰	راجپوت جالا
ٹونک	۲۸۳۹	۳۵۰۰۶۹	۱۳۳۸۶۹۰	مسلمان پٹھان بونیر
کوٹا	۳۸۰۳	۵۲۶۲۶۷	۲۲۵۰۰۲۰	راجپوت ہارا
ریاستہاے وسط ہند				
اندور	۹۶۲۵	۱۰۹۹۹۰[۱]	۵۸۰۴۶۲۰	مرہٹہ
ریوا	۱۲۶۷۹	۱۵۰۸۹۴۳	۱۳۳۴۸۷۰	مرہٹہ
بھوپال	۶۹۵۰	۹۵۲۴۸۶	۴۰۰۰۰۰۰	مسلمان افغان
گوالیار	۲۵۸۵۵	۳۳۷۸۷۷۴[۱]	۱۳۹۱۰۴۰۰	مرہٹہ
کچھہ	۶۵۰۰	۵۵۸۴۱۵	۱۷۸۵۰۰۰	راجپوت
کولاپور	۲۸۱۶	۹۱۳۱۳۱	۳۳۷۸۴۳۰	مرہٹہ
خیرپور سندہ	۶۱۰۹	۱۳۱۹۳۷		مسلمان بلوچ
ریاستہاے بمبئی				
تراونکور	۶۷۳۰	۲۵۵۷۷۳۶	۷۸۴۸۲۸۰	ہندو
کوچین	۱۳۶۲	۷۲۲۹۰۶	۱۷۳۲۹۸۰	ہندو
بستر	۱۳۰۶۲	۳۱۰۸۸۴	۱۶۸۲۷۰	ہندو گونڈ
ریاستہاے مدراس				

(۱) اس مین کچھ رقبہ راجپوتانہ کا شامل ہے

نام ریاست	رقبہ مربع میلوں میں	آبادی ۱۸۹۱ء	تخمینے آمدنی	خاندان حکمران
کوچ بہار	۱۳۰۷	۵۷۸۸۶۳	۱۷۹۹۹۸۰	ہندو
ٹپرا (پہاڑی ریاست)	۴۰۸۶	۱۳۷۴۴۲	۹۸۷۸۰۰	ہندو
رامپور	۹۴۵	۵۵۱۲۴۹	۳۴۵۳۰۰۰	مسلمان افغان روہیلہ
گڑھوال	۴۱۶۴	۲۴۱۲۴۲	۸۰۰۰۰	ہندو

ریاستہائے پنجاب

پٹیالہ	۵۹۵۱	۱۵۸۳۵۲۱	۵۶۴۰۰۰۰	سکھ جاٹ
بہاولپور	۱۷۲۸۵	۶۵۰۰۴۲	۱۶۰۰۰۰۰	مسلمان داؤدپترا
جیند	۱۲۶۸	۲۸۴۵۶۰	۶۲۲۰۰۰	سکھ جاٹ
نابھا	۹۳۶	۲۸۲۷۵۶	۷۰۰۰۰۰	//
کپورتھلہ	۵۹۸	۲۹۹۶۹۰	۲۰۰۰۰۰۰	سکھ
منڈی	۱۱۳۱	۱۶۶۹۲۳	۴۰۶۰۰۰	راجپوت
سرمور (ناہن)	۱۱۰۸	۱۲۴۱۳۴	۲۱۰۰۰۰	//
مالیرکوٹلہ	۱۶۲	۷۵۷۵۵	۳۱۴۰۰۰	مسلمان افغان
فرید کوٹ	۶۴۳	۱۱۵۰۴۰	۳۰۰۰۰۰	جاٹ سکھ

ریاستہائے پنجاب

چمپا	۲۱۲۶	۱۲۴۰۳۲	۳۵۰۰۰۰	راجپوت
سیکت	۴۰۴	۵۲۴۰۳	۱۰۵۰۰۰	〃
کلسیا	۱۴۹	۶۸۶۳۳	۱۹۳۰۰۰	جاٹ سکھ
سکم		۳۰۴۵۸	۱۰۰۰۰	بدھ
ریاستہائے شان	۰	۳۷۲۹۶۹	۰	۰

نقشہ ذیل سے کل آبادی ہند کے مرد عورتون اور اونکی شادی وغیرہ کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ شمار لاکھون مین جاننا چاہیے۔

	جسکی شادی نہین ہوئی	جسکی شادی ہوگئی	رانڈ و رنڈوے	جوان شمار مین دخل نہین ہین	میزان
مرد	۶۵۱	۶۲۱	۶۴	۱۳۱	۱۴۶۷
عورت	۴۳۶	۶۲۴	۲۲۷	۱۱۸	۱۴۰۵
				میزان آبادی ہند	۲۸۷۲

۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے وقت علاقہ انگریزی مین مرد ۱۱۲۵۴۲۷۳۹ اور عورتین ۱۰۸۶۳۰۲۱۳ تھین اور ہندوستانی ریاستون مین مرد ۳۴۱۸۴۵۵۷ اور عورتین ۳۱۸۶۵۹۲۲ تھین۔

آبادی بہ لحاظ قومیت

مردم شماری کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی کل آبادی زبانون کے لحاظ سے ۱۷۱ اقسام پر مشتمل ہے۔ لیکن ان زبانون مین کوئی بڑا اختلاف نہین ہے بلکہ اون مین سے بہت سی صرف ایک دوسرے کی شعبہ ہین اور اس وجہ سے اونکی بہت ہی تھوڑی قسمین ہوسکتی ہین۔ نقشہ ذیل سے بڑی بڑی زبانون کے اقسام کے مجموعہ مین آبادی (لاکھون مین ایک درجہ کے اعشاریہ تک ظاہر ہوتی ہے

آریاے ہند	(ہندو)	۱۹۵ ۶ ۴ ۶	بان - انام		۲ ۶ ۳
درآوری	(دکنی ہند)	۵ ۲ ۹ ۶	شان		۱ ۶ ۸
کولاری		۲ ۹ ۶	سینٹی		۱ ۶ ۱
چینی		۴ ۶ ۰	آریاے ایران	(فارسی)	۱۳ ۶ ۳
کماسی		۱ ۶ ۷	شام	(عربی)	۵ ۶
تبتی برہما	(بھوٹانی)	۷ ۲ ۶ ۹	آریا یورپ	(انگریزی)	۲ ۶ ۴

نقشہ ذیل سے اون زبانون اور اون کے شعبونکی کیفیت معلوم ہوتی ہے جو انگریزی سے زیادہ مروج ہین۔ یہ تعداد لاکھون مین اون لوگونکی بیان کی گئی ہے جو اوسے نسلاً بعد نسلاً

بولتے چلے آتے ہین۔

نام زبان	تعداد	نام زبان	تعداد	نام زبان	تعداد
ہندی	۵۶۷۷	برھمی	۵۹۷۳	مارواڑی	۱۴۷۴
بنگالی	۴۱۳۷۴	ملایالی	۵۴۷۳	پشتو	۱۰۷۸
تلنگی	۱۹۸۷۸	اُردو	۳۶۷۷	کرن	۶۷۷
مرہٹی	۱۸۸۷۹	سندہی	۲۵۷۹	کول	۶۷۵
پنجابی	۱۷۷۷۲	سنتالی	۱۷۷۱	تلو	۴۷۹
تامل	۱۵۲۷۳	مغربی بہاری	۱۵۷۲	کاچھی	۴۷۴
گجراتی	۱۰۶۷۲	آسامی	۱۴۷۳	حبشی	۴۷۰
کنڑی	۹۷۷۵	گونڈی	۱۳۷۸	اورن	۳۷۷
اوریا	۹۰۱۱	وسطے کے بہاری	۱۱۷۵	کوند	۳۷۲

ان کے بعد انگریزی زبان بولی جاتی ہے۔ اور اوس کے بولنے والون کی تعداد ۲۳۸۴۹۹ ہے۔

ہندوستان زانگریزون کی تعداد سنہ ۱۸۷۱ع مین ۶۰۶۱ تھی اور سنہ ۱۸۸۱ع مین ۸۹۷۹۸

اور ۱۸۹۱ء مین ۱۱۰۰۵۱ تھی ۱۸۹۱ء مین اون لوگونکی تعداد جو ہندوستان سے باہر پیدا ہوے اور جسمین فرانسیسی اور پرتگالی مقبوضہ بھی شامل ہین ۶۶۱۶۳۷ تھی۔ ان مین ۴۷۸۶۵۶ اپنے اپنے وطنون کو لوٹ گئے جو ہندوستان کے قرب وجوار مین ہین اور ۶۰۵۱۹ اون ایشیائی ملکون کو جو ہندوستان سے دور ہین اور جسمین چین بھی شامل ہے۔ اور ۱۰۰۵۵۱ سلطنت متحدہ کو۔ ۱۰۰۹۵ دوسرے یورپ امریکا اور سنٹرل ایشیا کے ملکون کو۔ اور ۱۱۸۱۶ ان مین سے افریقہ وغیرہ اور سمندر مین پیدا ہوئے تھے۔

پیشہ

نقشہ ذیل سے ۱۸۹۱ء کی کل آبادی مرد وعورت کی تعداد اون کے پیشے کے لحاظ سے معلوم ہوگی ان مین وہ لوگ جو خود پیشہ کرتے ہین اور جو اون کے متعلقین ہین وہ سب شامل ہین۔

عام سلطنت کے اور نیز صوبونکے ملازم	۵۶۰۰۰۰	کھانے پینے اور اشیاے محرک کے کام کرنیوالے	۱۴۵۷۶۰۰
ملکی حفاظت کے ملازم	۶۶۴۰۰	کویلہ ایندہن چارہ والے	۳۵۲۲۰۰
ملازمان ریاستہاے غیر	۵۰۰۰۰	تعمیر کا کام کرنے والے	۱۴۳۸۰۰
گھاس دانہ اور مویشی کے نگران	۳۶۴۶۰۰	گاڑی اور کشتیان چلانیوالے	۱۴۷۰۰
مزارعین	۱۷۱۷۳۵۰۰	اون چیزون کی کام کرنیوالے جو لوازمات مین داخل ہین	۱۱۴۹۰۰
ذاتی اور گھربار اور حفظ صحت کی کام کرنیوالے	۱۱۲۲۰۰۰		

سوت اور پوشاک کا کام کرنیوالے	۱۲۶۱۷۰۰۰	دہات اور جواہرات کا کام کرنیوالے	۳۸۲۱۰۰۰
گلاس تہ مٹی کے برتن بنانیوالے	۲۳۶۱۰۰۰	لکڑی بید اور چٹائی کا کام کرنیوالے	۴۲۹۳۰۰۰
دوا رنگ گوند اور ذخیرہ کا کام کرنیوالے	۳۹۲۰۰۰	چمڑا سینگ صندوق کا کام کرنیوالے	۳۲۸۵۰۰۰
تجار	۴۶۰۶۰۰۰	گہاٹ اور گودام کا کام کرنیوالے	۳۹۵۳۰۰۰
پڑہنے لکھنے والے اور اہل ہنر	۵۶۷۲۰۰۰	کیمل تماشون کا کام کرنیوالے	۱۴۱۰۰۰
مٹی کا کام کرنیوالے محنتی	۲۵۴۶۸۰۰۰	بے تعین اور نالائقی کے کام کرنیوالے	۱۵۶۳۰۰۰
دیگر وسائل والے	۴۷۷۴۰۰۰	میزان	۲۸۷۲۲۳۰۰۰

۴- ترقی و تنزل آبادی

موت وحیات کی حالت جو علی العموم آبادی کی لکھی جاتی ہے وہ ابھی تک قابل اطمینان نہین ہے۔ نقشہ ذیل سے ۹۰-۱۸۹۱ء کی بابت علاقہ انگریزی کی اوسط تعداد ولادت و وفات فی ہزار معلوم ہوگی۔

ممالک	ولادت	وفات
بنگالہ	۴۵٫۲۱	۲۴٫۴۸
ممالک مغربی شمالی واودہ	۳۹٫۷۰	۳۷٫۲۷
پنجاب	۳۹٫۰۸	۴۶٫۸۷
ممالک متوسط	۳۸٫۴۱	۳۲٫۵۲

ممالک	ولادت	وفات
پائین برہما	۰	۱۷۶۴۰
آسام	۲۷۶۶۰	۲۶۶۷۸
مدراس	۳۱۶۳	۲۲۶۸
بمبئی	۳۸۶۹۷	۲۸۶۱۸

اوسط اموات علاقہ انگریزی سنہ ۱۸۸۰ء مین فی ہزار ۲۰۶۹۸ تہا مگر سنہ ۱۸۹۰ء مین ۲۹۶۶۱ ہوگیا۔

اون مزدورون (قلیون) کی تعداد جو ہندوستان سے باہر کو گئے سنہ ۸۴-۱۸۸۵ء مین ۲۲۳۸۴ تہی اور سنہ ۸۵-۱۸۸۶ء مین ۷۹۷۹- سنہ ۸۶-۱۸۸۷ء مین ۶۴۵۱ سنہ ۸۸-۱۸۸۹ء مین ۱۰۳۸۸ سنہ ۸۹-۱۸۹۰ء مین ۱۶۸۷۴- اور سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء مین ۲۰۰۸۵ تہی- اِن مین سے بہت سے لوگ انگریزی نوآبادیون خصوصاً ڈیمریرا ٹرینیداد اور ماریشس کو جاتے ہین۔

۵- بڑے بڑے شہر

ہندوستان مین سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے بموجب ۷۵ شہر ایسے ہین جنکی آبادی پچاس ہزار آدمیون سے زیادہ ہے- اور وہ حسب ذیل ہین-

کلکتہ مع حوالی شہر جسمین ہوڑا شامل نہین ہے	۸۶۱۷۶۴	حیدرآباد مع حوالی شہر	۴۱۵۰۳۹	دہلی	۱۹۲۵۷۹
بمبئی	۸۲۱۷۶۴	لکھنؤ	۲۷۳۰۲۸	سنڈالی	۱۸۸۸۱۵
مدراس	۴۵۲۵۱۸	بنارس	۲۱۹۴۶۷	کانپور	۱۸۸۷۱۲

بنگلور	۱۸۰۳۶۶	رنگون	۱۸۰۳۲۴	لاہور	۱۷۶۸۵۴
الٰہ آباد	۱۷۵۲۴۶	آگرہ	۱۶۸۶۶۲	پٹنہ	۱۶۵۱۹۲
پونہ مع حوالی شہر	۱۶۱۳۹۰	جیپور	۱۵۸۹۰۵	احمد آباد	۱۴۸۴۱۲
امرتسر	۱۳۶۷۶۶	بریلی	۱۲۱۰۳۹	میرٹھ	۱۱۹۳۹۰
سری نگر	۱۱۸۹۶۰	ناگپور	۱۱۷۰۱۴	فیروزپور	۵۰۴۳۷
ہوڑا	۱۱۶۶۰۶	بڑودہ	۱۱۶۴۲۰	سورت	۱۰۹۲۲۹
کراچی	۱۰۵۱۹۹	گوالیار	۱۰۴۰۸۳	اندور	۹۲۳۲۹
ترچناپلی	۹۰۶۰۹	مدورا	۸۷۴۲۸	پشاور	۸۴۴۹۱
جبلپور	۸۴۴۸۱	مرزاپور	۸۴۱۳۰	ڈہاکہ	۸۲۳۲۱
گیا	۸۰۳۸۳	انبالہ	۷۹۲۹۴	فیض آباد	۷۸۹۲۱
شاہجہانپور	۷۸۵۲۲	فرخ آباد	۷۸۰۳۲	رامپور	۷۶۷۳۳
ملتان	۷۴۵۶۲	میسور	۷۴۰۴۸	راولپنڈی	۷۳۷۹۵
دربھنگہ	۷۳۵۶۱	مرادآباد	۷۲۹۲۱	بھوپال	۷۰۳۳۸
بھاگلپور	۶۹۱۰۶	اجمیر	۶۸۸۴۳	بھرت پور	۶۸۰۳۳
سلیم	۶۷۷۱۰	جالندھر	۶۶۲۰۲	کالیکٹ	۶۵۰۷۸
گورکھپور	۳۶۳۶۲۰	سہارنپور	۶۳۱۹۴	شولاپور	۶۱۹۹۵
جودھپور	۶۱۸۴۹	علی گڈھ	۶۱۴۸۵	متھرا	۶۱۱۹۵

بلاری	۵۹۴۶۷	نگاپاٹم	۵۹۲۲۱	حیدرآباد سندہ	۵۸۰۴۸
بھوناگڈہ	۵۷۶۵۳	چھپرا	۵۷۳۵۲	مونگیر	۵۷۰۷۷
بیکانیر	۵۶۲۵۲	پٹیالہ	۵۵۸۵۶	مولمین	۵۵۷۸۵
سیالکوٹ	۵۵۰۸۷	تانجور	۵۴۳۹۰	کامباکونم	۵۴۳۰۷
جھانسی	۵۳۷۷۹	ہبلی	۵۲۵۹۵	الور	۵۲۳۹۸

اِن شہرون کے سوا ۴۸ شہر اور ایسے ہین کہ جنکی آبادی ۳۵۰۰۰ اور ۵۰۰۰۰ ہزار کے درمیان ہے اور ۱۰۹ ایسے ہین کہ جنکی آبادی ۲۰۰۰۰ ہزار اور ۳۵۰۰۰ ہزار کے درمیان ہے۔ بعد اسکے تمام بستیان گانون کے شمار مین ہین جنمین سے ۱۸۹۱ء مین ۳۴۳۰۵۲ ایسے گانون تھے جنکی آبادی ۲۰۰ سے کم تھی اور ۲۲۲۹۹۶ ایسے تھے کہ جنکی تعداد ۲۰۰ اور ۵۰۰ کے درمیان تھی۔

مذہب

سب سے بڑا مذہب ہندوستان مین ہندوون کا ہے۔ جنکی تعداد قریب قریب ۳/۴ حصہ کل آبادی کے ہے۔ اور اگر ان کے ساتھہ مسلمانون کی تعداد جو ۵۷۳۱۱۶۴ ہے شامل کردیجائے تو کل مردم شماری مین ۹۲ فیصدی اونکی تعداد ہوجاتی ہے۔ بدہ لوگ اکثر برہما مین ہین اور عیسائیون کی تعداد کچھہ اوپر ۲۲۵۰۰۰ ہے۔ دیکھیے نقشہ ذیل۔

نام احاطہ صوبہ یا ریاست کا	ہندو	سکھ	جین	بدھ مذہب والے	پارسی	مسلمان	عیسائی	یہودی		دیگر مذاہب	میزان
اجمیر	۴۳۷۹۸۸	۲۱۳	۲۶۹۳۹		۱۹۸	۷۴۲۶۵	۲۶۸۳	۷۱		۲	۵۴۲۳۵۸
آسام	۲۹۹۷۰۷۲	۸۳	۱۳۶۸	۷۹۷		۱۲۸۳۹۷۴	۱۶۸۴۴	۵	۹۹۹۷۶۵	۲۵	۵۴۷۸۳۳
بنگالہ (۱)	۴۷۸۲۳۰۱۴	۴۱۷	۷۲۷۰	۱۹۴۷۱۷	۱۷۹	۲۳۶۵۸۴۴۷	۱۹۲۴۸۴	۱۴۴۴۷	۲۷۵۳۰۶۱	۱۱۴۳۰	۴۷۹۴۳۴۶۹
برار	۲۵۳۱۷۹۱	۱۷۷	۱۸۹۵۲	۴	۴۱۲	۲۰۷۶۸۱	۱۳۵۹	۲	۱۳۷۱۰۸	۵	۲۸۹۷۴۹۱
بمبئی (۱)	۲۱۴۴۰۹۹۱	۹۱۲	۵۵۵۲۰۹	۶۹۸	۷۶۷۷۴	۴۳۹۰۹۹۵	۱۷۰۰۰۹	۱۴۵۴۷	۲۱۱۲۵۹	۲۷	۲۶۹۶۰۴۲۱
برہما	۱۷۱۵۷۷	۳۱۶۴		۶۸۸۰۷۵	۹۶	۲۵۳۰۳۱	۱۲۰۷۶۸	۳۵۱	۱۴۸۴۴۹	۴۹	۷۶۰۵۶۰
ممالک متوسط	۱۰۴۸۹۶۲۰	۱۷۳	۴۹۲۱۲	۳۲۵	۷۸۱	۳۰۹۴۷۹	۱۳۳۰۸	۱۷۶	۲۰۸۱۷۲۱	۱۰	۱۲۹۴۴۸۰۵
کورگ	۱۵۸۸۴۵	۰	۱۱۴	۰	۳۹	۱۲۶۶۵	۳۳۹۲	۰	۰	۰	۱۷۳۰۵۵
مدراس (۱)	۳۴۷۵۷۵۲۰	۱۲۸	۲۷۴۳۵	۱۰۳۶	۲۴۷	۲۴۷۵۸۶۴	۱۵۸۰۱۷۹	۱۳۰۹	۴۷۲۸۰۸	۱۴۵۳۴	۳۹۳۳۱۰۴۲
ممالک مغربی شمالی (۱)	۴۰۹۵۱۸۰۳	۱۱۳۴۸	۸۴۸۰۳	۱۴۹۴	۳۴۲	۶۵۸۹۱۸۳	۵۸۵۱۸	۶۰		۲۵	۴۷۹۷۵۷۴
پنجاب (۱)	۱۰۲۳۷۷۰۰	۱۸۷۰۴۸۱	۴۵۶۸۳	۴۲۳۶	۴۱۲	۱۲۹۱۵۴۲۳	۵۴۹۰۹	۳۳	۰	۳۰	۴۵۱۳۰۱۲۷

(۱) اسمیں ریاستہاے دیسی شامل ہین —

نام احاطہ صوبہ و ریاست کا	ہندو	سکھ	جین	بدھ مذہب والے	پارسی	مسلمان	عیسائی	یہودی		دیگر مذاہب	میزان
قطع وغیرہ	۱۱۶۹۹	۱۱۲۹			۳۹	۱۱۳۶۸	۳۰۰۸	۲۳	۰	۴	۲۷۲۷۰
انڈمان	۹۴۳۳	۳۹۵	۳	۱۲۹۰		۳۹۸۰	۴۸۳		۲۴	۱	۱۵۶۰۹
حیدرآباد	۱۰۳۱۵۲۴۹	۴۶۳۷	۲۷۸۴۵		۱۰۵۸	۱۱۳۸۶۶۶	۲۰۴۲۹	۲۶	۲۹۱۳۰	۰	۱۱۵۳۷۰۴۰
برودا	۲۱۳۷۵۶۸	۱۱	۵۰۳۳۲	۱	۸۲۰۶	۱۸۸۷۴۰	۶۴۶	۳۶	۲۹۸۵۴	۲	۲۴۱۵۳۹۶
میسور	۴۶۳۹۱۲۷	۲۹	۱۳۲۷۸	۵	۳۵	۲۵۲۹۷۳	۳۸۱۳۵	۲۱		۱	۴۹۴۳۶۰۴
کشمیر	۶۹۱۸۰۰۰۰	۱۱۳۹۹	۵۹۳	۲۹۶۰۸	۹	۱۷۹۳۷۱۰	۲۱۸			۱۶۶۱۵	۲۵۴۳۹۵۲
راجپوتانہ	۱۰۱۹۲۸۲۹	۱۱۱۶	۴۱۷۶۱۸	۰	۲۳۸	۹۹۱۳۵۱	۱۸۵۵	۱۵	۴۱۱۰۷۸	۲	۱۲۰۱۶۱۰۲
وسط ہند	۷۷۳۵۲۴۶	۱۸۲۵	۸۹۹۸۴		۸۳۷	۵۶۸۶۴۰	۵۹۹۹	۷۲	۱۹۱۴۲۰۹	۰	۱۰۳۱۸۸۱۲
ریاستہائے شان	۱۸۵۵	۱۹۶		۱۷۵	۲	۸۰۹	۱۵۴		۱		۲۹۹۲
میزان	۲۰۷۷۳۱۷۲۷	۶۹۰۷۸۳۳	۱۴۱۶۶۴۳۸	۷۱۳۱۳۶۱	۸۹۹۰۴	۵۷۳۲۱۱۶۴	۲۲۸۴۳۸۰	۱۷۱۹۴	۴۲۸۰۳۴۷	۴۲۷۶۴	۲۸۷۲۲۴۳۳۱

عیسائی جن کی تعداد اوپر (۲۲۸۴۳۸۰) بیان ہوگئی ہے سرکاری کاغذات کے بموجب حسب تفصیل ذیل ہین —

رومن کیتھولک	۱۳۱۵۲۶۳	دوسرے پروٹسٹنٹ	۶۳۹۶۷
چرچ آف انگلینڈ	۳۰۲۴۳۰	سریا آرمینیا اور یونانی چرچ کے	۲۰۱۶۸۴
پریسبیٹیرین	۴۰۴۰۷		
ڈیسینٹرز	۲۸۶۹۳۸		

تعلیم

ذیل کی تفصیل مردم شماری ۱۸۹۱ء کے بموجب ہے —

	زیر تعلیم	خواندہ جو تعلیم سے فارغ ہوگئے	ناخواندہ جو زیر تعلیم نہین ہین	جن کا حال نہین معلوم
مرد	۲۹۹۷۵۵۸	۱۱۵۵۴۰۳۵	۱۱۸۸۱۹۴۰۸	۱۳۳۵۶۲۹۵
عورت	۱۹۷۶۶۲	۵۴۳۴۹۵	۱۲۷۷۲۶۷۶۸	۱۲۰۲۸۲۱۰
میزان	۳۱۹۵۲۲۰	۱۲۰۹۷۵۳۰	۲۴۶۵۴۶۱۷۶	۲۵۳۸۴۵۰۵

سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء مین ہندوستان کے سررشتہ تعلیمات کا کل خرچ ۲۸۹۷۰۵۷ روپیہ تہا۔ اور یہی خرچ ۱۸۶۵ء مین ۶۷۱۰۰۰ روپیہ اور ۱۸۵۸ء مین ۳۹۴۰۰۰ روپیہ تہا۔ اس روپیہ سے جو سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء مین خرچ ہوا ۵۰۵۶۱۴۰ روپیہ لوکل چندون سے وصول ہوئے اور ۱۳۵۱۸۴۰ روپیہ چنگی کی آمدنی سے اور ۶۰۳۲۲۱۰ روپیہ خانگی عطیون وغیرہ سے اور ۸۳۹۸۵۵۰ آمدنی فیس سے ۸۲۱۱۸۳۰ روپیہ صوبون کی آمدنی سے

اسی سنہ مین خرچ حسب تفصیل ذیل ہوا جسکا شمار لاکھون مین دیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۸۸۶ء	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء	سنہ ۱۸۸۹ء	سنہ ۱۸۹۰ء
روپیہ ۲۴۲۶۴	۲۵۵۱۱	۲۶۳۶۷	۲۷۲۶۶	۲۷۸۶۲

قومی تعلیم کے واسطے ہندوستان مین صدر کے طور پر پانچ یونیورسٹیان — کلکتہ مدراس بمبئی الہ آباد اور پنجاب مین ہین — جو اگرچہ خود فقط امتحان لینے کا ہی کام کرتی ہین — مگر اون کے متعلق بہت سے کالج ایسے ہین کہ جنمین معمولی مدارس سے اعلیٰ درجے کی تعلیم دیجاتی ہے — ہر ایک صوبہ مین نارمل اسکول بھی مدرسون کے قواعد آموزی کے لیئے مقرر ہین اور اون مدارس کی نگرانی کے واسطے عملہ مقرر ہے جو سررشتہ تعلیم کے متعلق ہے — میڈیکل کالج بھی ہین جنمین کچھ لوگون نے پڑھکر درجے حاصل کیئے ہین اور بہت سے لوگ سندین حاصل کرکے شفاخانون اور دواخانون مین طبابت اور تقسیم دوا کا کام کرتے ہین اور فوجون کے صیغہ طبابت مین نوکر ہین — انجینرنگ اور اور علمی مدارس بھی زیادہ ہوگئے ہین اور کچھ صنعت وحرفت کے مدرسے بھی مقرر ہوئے ہین —

جن لوگون نے سنین مذکورہ مین یونیورسٹیون مین امتحان دیکر میٹریکیولیٹ کی سند حاصل کی ہے اونکی تعداد صفحہ ۲۸ مین درج ہے۔

نام یونیورسٹی	۱۸۸۶ء	۱۸۸۷ء	۱۸۸۸ء	۱۸۸۹ء	۱۸۹۰ء	۱۸۹۱ء
کلکتہ	۱۰۷۰	۲۴۰۹	۱۹۹۷	۱۱۹۰	۲۷۲۷	۱۸۱۶
مدراس	۱۸۹۵	۲۱۶۵	۱۹۶۳	۱۸۵۴	۱۶۱۱	۱۶۴۸
بمبئی	۸۳۷	۵۲۷	۸۲۳	۹۱۴	۷۴۶	۷۴۴
پنجاب	۰	۰	۲۱۲	۳۲۴	۳۸۹	۳۹۹
الہ آباد	۰	۰	۰	۶۲۳	۵۳۲	۶۰۶

نقشہ ذیل سے ۱۸۹۱ء کی بابت مدارس اور طلبہ کے اقسام معلوم ہوتے ہیں۔

	مدارس		طلبہ	
	لڑکوں کے	لڑکیوں کے	لڑکے	لڑکیاں
کالج				
تعلیم عام	۱۳۶	۳	۱۵۹۵۸	۸۰
دوسرے درجے کے	۴۵۴۵	۴۶۰	۴۳۶۹۸۰	۳۵۹۰۸
ابتدائی	۸۹۵۷۷	۴۶۰۳	۲۴۵۵۰۴۰	۲۴۳۸۱۹
تعلیم خاص علمی۔ طبی حرفت وغیرہ کے مدارس	۵۳۳	۴۵	۱۹۱۸۸	۱۲۵۰
مدارس خانگی	۳۶۸۷۶	۱۳۳۶	۴۵۴۸۸۱	۳۵۲۵۶
میزان	۱۳۱۹۰۳	۶۴۴۷	۳۳۸۲۰۴۸	۳۱۶۳۱۳
میزان کل	۱۳۸۳۵۰		۳۶۹۸۳۶۱	

تعداد مدارس مذکورہ (یعنی ۱۳۸۳۵۰) مین سے ۲۰۶۲۱ تو سرکاری ہین اور ۵۸۸۶۳ ایسے ہین کہ جنمین سرکار سے مدد ملتی ہے اور ۵۸۸۶۶ خانگی ہین جنمین کچھہ مدد نہین دیجاتی۔

جب سے کہ ۱۸۸۳ء مین تمام ہندوستان کی طرز تعلیم کی تحقیقات کے واسطے ایک کمیشن مقرر ہوئی تھی تب سے سرکاری مدارس کے طرز تعلیم کو کچھہ کچھہ وسعت دیکر عام پسند کر دیا گیا ہے۔ تاکہ خانگی طور پر تعلیم کا لوگون کو زیادہ شوق پیدا ہو۔ اور دیسی مدارس کی کامل وقعت ہو جائے اور ایسا بندوبست کیا جائے کہ جس سے عام تعلیم کے دائرہ کی وسعت اعلیٰ درجے کی تعلیم کے مطابق ہو جائے۔ عورتونکی اور نیز اون اقوام کی تعلیم پر جو کچھہ کچھہ پیچھے رہ گئی ہین (جیسے مسلمان) زیادہ توجہ کیگئی ہے باوجود اسکے کہ تعلیم مین ترقی ہوئی ہے گروہ اوسط جو پڑہنے لکھنے والون کا ہے ابھی تک بہت کم ہے۔ وہ لڑکے جو مدرسون مین عمر کے لحاظ سے جانے کے لائق ہین اون مین سے برٹش انڈیا مین ۲۳ ۱۹ فیصدی مدارس مین جاتے ہین۔ اور اوسط لڑکیون کا اس سے بھی نہایت تھوڑا یعنی ۲۸ فیصدی ہے۔

۱۸۹۱ء مین (۵۷۳) اخبار دیسی زبانون مین چھپکر مشتہر ہوئے ان مین صرف ایک روزانہ اخبار کے ۵۰۰ پرچے نکلتے ہین اور ایک ہفتہ وار کے ۲۰۰۰۰۔ اسی سال مین ۷۶۵۸ کتابین اور میگزین مشتہر ہوئے۔ ان مین ترجمے بھی تھے اور نئی تصنیفات بھی تھین اور ان سب کتابون مین سے دس مین سے تو دیسی زبانون مین تھین۔

عدالت وجرائم

احاطہ ہائے مدراس وبمبئی ولفٹنٹ گورنری بنگال وممالک مغربی شمالی مین ایک ایک (ہائیکورٹ) عدالت عالیہ ہے۔ جسکو عدالت دیوانی فوجداری مین اعلیٰ درجے کے اختیارات حاصل ہین اون کا آخری اپیل صرف پریوی کونسل کی جوڈیشیل کمیٹی واقع انگلستان مین ہوتا ہے۔ چھوٹے صوبون مین سے پنجاب مین ایک چیف کورٹ ہے جہان پانچ جج بیٹھتے ہین۔ ممالک متوسط اودہ اور سندہ مین سے ہر ایک جگہہ ایک جوڈیشیل کمشنر مقرر ہے برہما مین ایک جوڈیشیل کمشنر اور ایک ریکارڈر ہے۔ آسام کے لیئے کلکتہ کا ہی ہائی کورٹ اعلی عدالت ہے۔ ہان البتہ اوسکے تین پہاڑی ضلعونکے لیئے وہان کا چیف کمشنر ہی جج ہے جسکا دیوانی اور فوجداری دونون مین اپیل نہین ہوتا۔ اور ہر ضلع مین کلکٹر مجسٹریٹ مقدمات ابتدائی اور اپیل دونون کے لیئے جج کا کام کرتا ہے۔

بڑی بڑی عدالتون مین مقدمات ابتدائی اور اپیل سننے کے اختیارات تقریباً ۵۰ ۴ ججون کو حاصل ہین۔ سنہ ۱۸۹۰ء مین ۵۶۰۰ مجسٹریٹ تھے جسمین سے نصف آنریری تھے۔ دیوانی مقدمات سننے کے لیئے ۲۰۷ سول جج ہین جو اعلیٰ درجے کی عدالتون کے ماتحت ہین قریب قریب تمام سول جج اور کثرت سے وہ مجسٹریٹ جو ابتدائی مقدمات کو سنتے ہین ہندوستان کے باشندے ہین۔ علاوہ برین بنگالہ

مدراس بمبئی مین اپیل کی سماعت کے واسطے بہی ہندوستانی ججون کی تعداد بہت کچھہ ہے۔

سنہ مذکورین جو لوگ ماخوذ ہوکر عدالت کو سپرد ہوئے اور بعد تحقیقات کے اون کو فوجداری مقدمات مین سزا دی گئی اونکی تعداد ہزارون مین نیچے کے نقشے مین لکھی جاتی ہے۔

تعداد اشخاص	سنہ ۱۸۸۱ء	سنہ ۱۸۸۶ء	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء	سنہ ۱۸۸۹ء	سنہ ۱۸۹۰ء
جن کی تحقیقات کی گئی	۱۱۷۲	۱۳۶۸	۱۳۷۷	۱۴۳۳	۱۴۴۸	۱۴۹۰
جن کو سزا دی گئی	۶۴۵	۶۶۸	۶۷۴	۶۸۹	۶۹۱	۷۱۲
جن پر جرمانہ کیا گیا	۴۶۸	۴۹۸	۵۰۰	۵۱۱	۵۱۶	۵۳۳

سنہ ۱۸۹۰ء مین ۴۳۵ آدمیون کو پہانسی کا حکم دیا گیا۔ ۲۱۶۶ کو عبور دریاے شور کی سزا ہوئی اور ۱۶۳۵۷۰ کو قید کی گئی۔ ۹۸۴ آدمی خون کے مقدمات مین سزایاب ہوئے ۷۳۱۸ مویشی کے چورانے مین ۵۲۲۳۳ معمولی چوری مین ۱۵۳۷۹ نقب زنی مین۔

ملازمان پولس کی تعداد اس سال مین ۱۵۰۵۹۱ تھی جنمین سے ۵۶۶۴۵ کے پاس بندوقین تہین اور ۴۳۸۶۷ کے پاس صرف تلوارین۔

سنہ ۱۸۹۱ء مین ۳۶ سنٹرل جیل تھے ۹۹ ضلعون کے جیلخانے اور ۵۰۸ چہوٹے جیلخانے اور حوالاتین تہین۔ نقشہ ذیل سے قیدیونکی وہ تعداد معلوم ہوتی ہے جو ذیل کے سنون کے آخر تاریخ پر تہی

قیدی	سنہ ۱۸۸۶ء	سنہ ۱۸۸۷ء	سنہ ۱۸۸۸ء	سنہ ۱۸۸۹ء	سنہ ۱۸۹۰ء	سنہ ۱۸۹۱ء
مرد	۷۴۲۰۴	۷۳۹۴۰	۷۶۶۲۷	۸۲۱۴۰	۸۶۷۲۶	۹۲۴۹۷
عورت	۲۷۷۲	۲۵۷۰	۲۶۹۴	۲۹۳۳	۳۰۴۸	۳۱۴۷
میزان	۷۷۹۷۶	۷۶۵۱۰	۸۲۳۲۱	۸۵۰۷۳	۸۹۷۷۴	۹۵۶۴۴

۷۹۵۸۸ قیدیون مین سے جو سنہ ۱۸۹۱ء مین داخل جیلخانہ ہوئے ۱۳۳۶۶ ایسے تھے جو ایک مرتبہ پہلے بھی قید ہو چکے تھے اور ۴۱۳۹ دو مرتبہ قید رہے تھے اور ۳۲۹۸ وہ تھے جو اس سے بھی زیادہ مرتبہ قید ہوئے تھے۔

فنانس

نقشہ ذیل سے اصلی آمد و خرچ بطور مجموعی ہندوستان کا آدمیون مین معلوم ہوگا اس مین تعمیرات سرکاری کا خرچ شامل نہین ہے۔ اور اوس سے اس امر کی بھی تفصیل معلوم ہوتی ہے کہ انگلستان مین ہندوستان کے متعلق کسقدر خرچ ہوتا ہے اور ہندوستان خاص مین کسقدر۔

سال جسکا حساب لیا گیا ہے	محاصل	خرچ		کل خرچ
		ہندوستان مین	برطانیہ عظمی مین	
سنہ ۱۸۸۱ء	۷۴۲۹۰۱۱۲۰	۶۰۵۸۰۷۹۴۰	۱۷۳۴۰۷۱۲۰	۷۷۹۲۱۵۰۶۰
سنہ ۱۸۸۶ء	۷۴۴۶۴۱۹۷۰	۵۸۸۳۹۷۵۳۰	۱۸۴۲۶۱۷۰۰	۷۷۲۶۵۹۲۳۰
سنہ ۱۸۸۷ء	۷۷۳۳۷۱۳۴۰	۵۷۳۲۹۶۷۲۰	۱۹۸۲۹۰۳۵۰	۷۷۱۵۸۷۰۷۰

سال ۳۱ مارچ کو ختم ہوا	محاصل	خرچ		کل خرچ
		ہندوستان مین	برطانیہ عظمی مین	
سنہ ۱۸۸۸ء	۷۸۷۵۹۷۴۴۰	۵۸۹۳۲۸۷۸۰	۲۱۸۵۵۶۹۸۰	۸۰۷۸۸۵۷۶۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۸۱۶۹۶۶۷۸۰	۵۹۷۰۵۰۰۳۰	۲۱۹۵۴۶۵۷۰	۸۱۶۵۹۶۶۰۰
سنہ ۱۸۹۰ء	۸۵۰۸۵۲۰۳۰	۶۰۹۶۰۸۰۵۰	۲۱۵۱۲۳۶۵۰	۸۲۴۷۳۱۷۰۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۸۵۷۴۱۶۴۹۰	۶۱۳۹۷۴۹۰	۲۰۶۵۶۰۱۹۰	۸۲۰۵۳۴۷۸۰

ایک عرصہ دراز تک روپیہ اور پونڈ کے مبادلہ کا نرخ بحساب فی روپیہ دو شلنگ کے تھا۔ مگر سنہ ۱۸۸۳ء سے اس بہاو مین فرق آگیا ہے اور یہ فرق برابر چلا آتا ہے۔ اگست سنہ ۱۸۹۲ء مین روپیہ کی قیمت شلنگون مین ایک شلنگ ۲ ۳/۴ پنس کے برابر تھی۔ اور موازنہ سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء مین اوسکا مبادلہ بحساب فی روپیہ (۱) شلنگ ۴ پنس قرار دیا گیا تھا۔

نقشہ ذیل سے آمد و خرچ سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء کا موازنہ نظر ثانی شدہ کے بموجب اور سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء کا بموجب اندازہ موازنہ کے معلوم ہوگا۔

مداد محاصل	محاصل سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء	محاصل سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء	مداد خرچ	خرچ سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء	خرچ سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء
مالگذاری زمین	۲۳۸۸۰۵۰۰۰	۲۴۶۷۵۵۰۰۰	سود	۴۳۳۴۰۰۰۰	۳۹۷۷۱۰۰۰
افیون	۸۰۲۶۱۰۰۰	۷۶۳۴۶۰۰۰	واپسیان ومعاوضہ وغیرہ	۱۷۸۵۴۰۰۰	۱۷۵۸۴۰۰۰
نمک	۸۶۲۰۷۰۰۰	۸۵۴۴۷۰۰۰	اخراجات تحصیل	۷۸۱۳۹۰۰۰	۸۵۲۸۲۰۰۰
کاغذ اسٹامپ	۴۲۲۶۹۰۰۰	۴۲۲۹۶۰۰۰	ڈاک خانہ وتار برقی ودارالضرب	۲۴۴۰۵۰۰۰	۲۵۴۷۹۰۰۰
مسکرات	۵۰۹۶۸۰۰۰	۵۱۰۲۴۰۰۰	تنخواہ ملازمان سول	۱۳۸۶۳۶۰۰۰	۱۴۱۳۲۵۰۰۰
پراونشل ریٹ (چندہ)	۳۴۷۶۵۰۰۰	۳۶۲۳۱۰۰۰	متفرق اخراجات سول	۵۰۴۵۰۰۰۰	۵۱۷۰۹۰۰۰
کسٹم (محصول چنگی)	۱۶۸۷۰۰۰۰	۱۶۹۱۸۰۰۰	رفع قحط وہیضہ	۱۲۰۹۹۰۰۰	۱۲۰۶۷۰۰۰
اسسڈ ٹکس (محصولات مشخصہ)	۱۶۴۴۶۰۰۰	۱۶۴۵۲۰۰۰	تعمیر ریلوے	۱۸۲۶۰۰۰	۳۰۱۵۰۰۰
جنگلات	۱۴۹۷۸۰۰۰	۱۵۶۷۲۰۰۰	حسابات آمدنی ریلوے	۲۰۱۸۳۷۰۰۰	۲۰۴۰۷۲۰۰۰

محاصل			خرچ	
مدات محاصل	سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء	سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء	مدات خرچ	سنہ ۹۲-۱۸۹۲ء	سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء
رجسٹری	۳۹۰۴۰۰۰	۳۹۲۲۰۰۰	آبپاشی	۲۹۶۳۲۰۰۰	۲۹۱۹۵۰۰۰
خراج	۷۷۸۹۰۰۰	۷۶۲۱۰۰۰	تعمیرات وسڑک	۶۲۴۸۷۰۰۰	۵۹۲۰۱۰۰۰
سود	۸۸۲۵۰۰۰	۹۱۱۰۰۰۰	فوج	۲۲۵۰۶۹۰۰۰	۲۱۸۹۸۵۰۰۰
ڈاک خانہ تار برقی و دارالضرب	۲۵۴۵۴۰۰۰	۲۶۱۸۰۰۰۰	تعمیرات حفاظت ملکی	۵۵۰۰۰۰۰	۶۱۴۵۰۰۰
صیغہ جات سول	۱۶۴۳۶۰۰۰	۱۶۱۵۸۰۰۰			
متفرقات	۸۹۱۱۰۰۰	۹۵۹۹۰۰۰	میزان	۸۹۱۲۷۴۰۰۰	۸۹۳۸۳۰۰۰۰
ریلوے	۱۹۶۵۴۹۰۰۰	۱۸۸۳۲۷۰۰۰	منہائی خرچ بابت بقایائے صوبجات	۴۶۱۵۰۰۰	۱۶۱۷۰۰۰
آبپاشی	۲۲۴۹۶۰۰۰	۲۲۱۶۷۰۰۰			
تعمیرات وسڑک	۶۱۵۷۰۰۰	۶۰۶۴۰۰۰	کل خرچ جو آمدنی سے کیا گیا	۸۸۶۶۵۹۰۰۰	۸۸۲۲۱۳۰۰۰
صیغہ فوج	۷۷۶۹۰۰۰	۷۳۹۰۰۰۰			
میزان محاصل	۸۸۵۸۵۹۰۰۰	۸۸۳۶۷۹۰۰۰			

خرچ مذکورہ کے علاوہ ایک سرمایہ کا خرچ ریلوے اور آبپاشی کے کامون کا اور بھی ہے جو آمدنی کے مقابلے مین نہین رکھا گیا ہے - یہ خرچ سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء مین ۳۵۰۰۰۰۰ روپیہ اور سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء مین ۳۵۰۰۰۰۰ روپیہ تھا -

نقشہ ذیل سے محاصل زمین افیون اور نمک مین جو آمدنی کے بڑے بڑے ذریعے ہین سنہ ۱۸۸۲ء اور سنہ ۱۸۸۷ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۲ء تک کی ترقی کا حال معلوم ہوتا ہے -

سال ۳۱ مارچ کو ختم ہوا	زمین	افیون	نمک
سنہ ۱۸۸۲ء	۲۱۹۴۸۰۲۲۰	۹۸۶۲۴۴۴۴۰	۷۳۷۵۶۲۰۰
سنہ ۱۸۸۷ء	۲۳۰۵۵۷۲۴۰	۸۹۴۲۹۷۶۰	۶۶۵۷۶۴۴۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۲۳۱۸۹۲۹۲۰	۸۵۱۵۴۶۲۰	۶۶۷۰۷۲۸۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۲۳۰۱۶۴۰۴۰	۸۵۶۲۳۱۹۰	۷۶۷۵۶۳۴۰
سنہ ۱۸۹۰ء	۲۳۹۸۱۳۹۹۰	۸۵۸۳۰۵۶۰	۸۱۸۷۷۳۹۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۲۴۰۴۵۲۰۹۰	۷۸۷۹۱۸۲۰	۸۵۲۳۳۶۸۰
سنہ ۱۸۹۲ء	۲۳۹۴۷۴۰۰۰	۸۰۱۲۳۰۰۰	۸۶۳۶۲۰۰۰

آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ زمین ہے - زمین کی مالگذاری دیہات اور کھیتون پر لگائی جاتی ہے - بنگالہ کے ایک بڑے حصّے مین اور مدراس کے چوتھائی ملک مین اور نیز ممالک مغربی شمالی کے بعض اقطاع مین سو برس سے استمراری بندوبست ہوگیا ہے - اور ہندوستان کے باقی حصّون مین کہین کہین دس دس اور کہین کہین

تیس تیس برس کے واسطے بندوبست کیا جایا کرتا ہے۔ جن اضلاع مین استمراری بندوبست ہے وہان کی شرح فی ایکڑ اراضی مزروعہ تقریباً ۱۰ر پٹتی ہے جو بحساب اوسط انکاسی کا پانچوان حصّہ ہے یا کل پیداوار کی قیمت کے بیسوین حصّے کے مساوی ہے۔ جن اقطاع مین مالگذاری زمین کا چند روزہ بندوبست ہے وہان کا محصول اوسطی ایکڑ اراضی مزروعہ پر ۱/۲ ۱ روپیہ ہے جو تخمینے لگان یا اصلی محصول کے آدھے سے کچھ کم ہوتا ہے اور کل پیداوار کی قیمت سے قریب قریب دسوین بارہوین حصّے کے پڑتا ہے۔

زمین کا محصول جو سنہ ۱۸۹۱۔۹۰ء مین وصول ہوا وہ حسب ذیل ہے۔

صوبجات

انڈیا	۱۵۰۳۹۷۰	ممالک متوسط	۶۷۶۱۶۶۰
بنگال	۳۸۸۹۴۰۰	مدراس	۴۳۷۳۶۷۳۰
آسام	۴۵۲۸۵۵۰	بمبئی	۴۴۳۲۳۳۰۰
پنجاب	۲۲۲۵۱۰۵۰	برہما	۲۱۰۸۷۱۵۰
ممالک مغربی شمالی واودھ	۵۷۴۴۰۲۸۰	میسور ان	۲۴۰۴۵۲۰۹۰

خشخاش کی زراعت علاقہ انگریزی کے صوبہ بنگال ممالک مغربی وشمالی واودھ کے سوا اور کہین نہین ہوتی البتہ کئی ہزار ایکڑ زمین علاقہ پنجاب مین افیون کی پیداوار کے لیئے وہان کی ضرورت کے خاطر کاشت کی جاتی ہے۔ جن اضلاع مین کہ اجارہ ہے وہان سرکار کاشتکارون کو فصل کے لیئے زمین طیار کرنیکے واسطے تقادی دیا کرتی ہے

اور کاشتکار کو یہ ضرور ہوتا ہے کہ تمام پیداوار اپنے کھیت کی سرکاری کارندہ کے ہاتھہ ایک قیمت مقررہ پر فروخت کردے اور یہ کارندہ اوسے لیکر پٹنہ اور غازی پور کو اسلیئے بھیجدیتا ہے کہ وہان وہ بیچنے کے لئے طیار کی جائے۔ جب افیون طیار ہوکر صندوقون مین بھردی جاتی ہے تو کلکتہ کے مقام پر چین کو روانہ کرنیکے لیئے سرکار اونہین ہر مہینے نیلام کردیتی ہے۔ کچھہ تھوڑی سی افیون اس لیئے رکھہ لیجاتی ہے کہ جب کبھی پیداواری مین کوئی خلل واقع ہو تو فروخت کے لیئے کام آئے اور کسیقدر ہندوستان کے صیغہ مسکرات کے کام مین بھی آتی ہے۔ راجپوتانہ کی ریاستون اور وسط ہند مین بھی کتنی ہی جگہہ افیون پیدا ہوتی ہے۔ لیکن ان ریاستون سے اقرار ہوگیا ہے کہ وہ بھی انگریزی قواعد کی پابندی کرین۔ چنانچہ جب افیون اون کے علاقہ سے چین کی روانگی کے لیئے باہر جاتی ہے تو وہ اوسپر بڑے بڑے سخت محصول لیتے ہین۔ اور اس طرح پر افیون سے ہندوستانی خزانے مین بہت روپیہ وصول ہوتا ہے جسکا محصول روانگی سرکار نے آجکل فی پیٹی ۶۵۰ سے گھٹاکر ۶۰۰ روپیہ کردیا ہے۔ افیون کی کل آمدنی کا اوسط دہ سالہ ۱۸۸۲ء سے ۱۸۹۱ء تک ۱۸۹۱۶۰۵۲۰ اور خالص آمدنی کا اوسط اسی عرصے مین ۱۳۰۲۰۴۶۵ ہوا۔ سنہ ۵۵-۱۸۵۸ء مین خالص آمدنی کا اوسط ۴۵۸۰۰۰۰۰ روپیہ تہا۔

خرچ کی مد جسپر سب سے خرچ ہوتا ہے فوج کی مد ہے غدر سے پیشتر ہندوستان مین انگریزی حکومت کے قائم رکھنے کیواسطے جو فوج مقرر تہی اوسکا خرچ ۱۲۰۰۰۰۰۰ روپیہ

تہا۔ مگر بعد اوسکے بڑہکر ۲۵۰۰۰۰۰۰ روپیہ ہوگیا۔ سنہ ۸۰-۱۸۸۱ء مین فوج خرچ ۲۸۹۳۲۴۹۷۰ روپیہ تہا جسمین ۲۸۷۰۱۳۸۷ خرچ افغانستان شامل ہے۔ اور یہی خرچ سنہ ۸۲-۱۸۸۳ء مین ۱۸۳۵۹۴۳۳۰ روپیہ تہا جسمین ۱۷۸۶۹۰ روپیہ خرچ افغانستان اور ۳۰۸۶۸۴۰ خرچ مصر شامل ہے۔

نقشہ ذیل سے سال حسابی ۱۸۸۷ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۲ء تک کا خرچ معلوم ہوتا ہے

۳۱ مارچ تک	روپیہ	۳۱ مارچ تک	روپیہ
سنہ ۱۸۸۷ء	۱۹۵۲۵۰۴۲۰	سنہ ۱۸۹۰ء	۲۰۶۷۷۸۱۴۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۲۰۴۱۷۹۳۴۰	سنہ ۱۸۹۱ء	۲۰۶۹۰۰۶۸۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۲۰۳۰۱۸۴۱۰	سنہ ۱۸۹۲ء (اندازہ)	۲۲۵۰۶۹۰۰۰

تخمینہ موازنہ بابت سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء ۲۱۸۹۸۵۰۰۰ روپیہ کا ہے۔

نقشہ ذیل سے برٹش انڈیا کے قرضے کی تعداد سنہ ۱۸۸۲ء کی اور سنہ ۱۸۸۶ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۱ء تک کی معلوم ہوگی اور یہ بہی معلوم ہوگا کہ انگلستان مین کسقدر ہے اور ہندوستان مین کتنا ہے

۳۱ مارچ تک	قرضہ مدامی ہندوستان مین	قرضہ مدامی انگلستان مین	وہ ہندوستان مین کا قرضہ جو فنڈ کے طور پر فراہم نہین کیا گیا	میزان
سنہ ۱۸۸۲ء	۸۸۶۵۳۱۶۴۰	۶۸۱۴۱۹۴۷۰	۱۰۱۳۱۲۵۰۰	۱۶۶۹۲۶۳۶۱۰
سنہ ۱۸۸۶ء	۹۲۷۰۳۹۸۲۰	۷۳۸۰۶۶۲۱۰	۸۰۱۳۴۹۸۰	۱۷۴۵۲۴۱۰۱۰
سنہ ۱۸۸۷ء	۹۲۶۵۳۶۳۶۰	۸۴۲۲۸۱۷۷۰	۸۷۸۹۲۴۳۰	۱۸۵۶۷۱۱۵۶۰

۳۱ مارچ تک	قرضہ داری ہندوستان مین	قرضہ داری انگلستان مین	وہ ہندوستان مین کا قرضہ جو فنڈ کے طور پر فراہم نہین کیا گیا	میزان
۱۸۸۸ء	۹۸۰۸۹۸۶۲۰	۸۴۱۴۰۱۴۸۰	۹۷۱۵۸۳۴۰	۱۹۱۹۴۵۸۴۴۰
۱۸۸۹ء	۱۰۰۸۷۹۷۴۲۰	۹۵۰۳۳۶۰۰	۱۰۷۰۶۲۰۷۰	۲۰۶۶۱۹۵۵۹۰
۱۸۹۰ء	۱۰۲۷۶۱۱۷۵۰	۹۸۱۹۲۳۹۱۰	۱۰۶۷۵۸۷۷۰	۲۱۱۶۲۹۴۴۳۰
۱۸۹۱ء	۱۰۲۷۴۶۵۵۵۰	۱۰۴۴۰۸۲۰۸۰	۱۱۲۷۱۳۰۶۰	۲۱۸۴۲۶۰۶۹۰

نقشہ ذیل سے تعداد آمد و خرچ بتفصیل صوبجات ہند بابت ۱۸۹۱ء کی معلوم ہوگی

	آمدنی	خرچ
ہندوستان (انڈیا)	۱۴۵۳۷۲۹۵۰ روپیہ	۱۹۹۳۵۱۰۲۰ روپیہ
بنگال	۱۹۶۹۵۵۴۱۰	۸۹۱۰۸۹۴۰
آسام	۱۰۲۷۲۱۴۰	۶۹۸۴۸۰۰
پنجاب	۷۲۹۱۵۷۲۰	۴۷۱۱۵۳۳۰
ممالک مغربی شمالی واودہ	۱۰۶۵۸۵۲۱۰	۴۹۹۱۰۳۱۰
ممالک متوسط	۲۰۲۹۰۲۴۰	۱۳۳۷۴۷۲۰
مدراس	۱۱۶۴۷۲۵۵۰	۸۲۸۴۸۵۶۰
بمبئی	۱۳۲۴۸۰۸۴۰	۸۶۹۲۵۸۴۰
برہما	۵۰۸۷۰۴۵۰	۳۸۳۵۵۰۷۰
انگلستان مین	۳۹۲۰۰۹۰	۱۵۵۶۸۸۷۵۰

	آمدنی	خرچ
مبادلہ	۱۲۸۰۸۹۰	۵۰۸۷۱۴۴۰
میزان	۸۵۷۴۱۶۴۹۰	۸۲۰۵۳۴۷۸۰

ہندوستان مین جنگی سے جو آمدنی ہوتی ہے اوسکی بڑی رقمین جنگی کے محصول گھر کے محصولون - زمین - گاڑیون - جالورن - پلون - وغیرہ سے حاصل ہوتی ہین -

سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء مین تمام ہندوستان کی جنگیون کی آمدنی ۳۰۳۶۰۱۴۰ روپیہ اور خرچ ۵۹۹۳۴۰۵۰ روپیہ تہا - نقشہ ذیل سے مختلف صوبون کی آمدنی ہزارون مین معلوم ہوگی -

جنگی ہاے	آمدنی	خرچ	جنگی ہاے	آمدنی	خرچ
بنگال	۶۹۴۴	۱۲۳۴۷	مدراس	۲۷۵۲	۳۳۳۱
پنجاب	۳۵۴۵	۴۲۸۶	بمبئی	۹۵۴۱	۲۹۹۰۱
ممالک مغربی و شمالی	۳۱۴۳	۴۷۹۶	برہا	۲۸۱۸	۳۵۱۴

(ڈیفینس) حفاظت ملک

برٹش انڈیا مین یوروپین اور ہندوستانی فوج سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء مین دیسی کاریگر اور شاگرد پیشہ لوگون کو چہوڑکر حسب ذیل تہی -

اقسام فوج	تعداد یوروپین افسر	غیر کمیشن یافتہ افسر سپاہی	میزان
یوروپین فوج			
توپخانہ شاہی	۴۹۱	۱۲۸۲۱	۱۳۳۱۲
سوار	۲۶۱	۵۴۱۸	۵۶۷۹
انجنیر شاہی	۲۹۳	۰	۲۹۳
پیدل	۱۵۳۷	۵۲۱۷۶	۵۳۷۱۳
ناتوان اور آزمودہ کار ملازم	۱۱	۲۴	۳۵
اسٹاف کارپس	۸۴۱	۰	۸۴۱
جنرل لسٹ سوار	۳۰	۰	۳۰
جنرل لسٹ پیدل	۸۷	۰	۸۷
وہ افسر جو کمیشنڈ تیسرے موقعہ میں ہیں (انریجد افسر)	۲	۰	۲
جنرل افسر جو ملازم نہیں ہیں	۳۹	۰	۳۹
میزان فوج یوروپین	۳۵۹۲	۷۰۴۳۹	۷۴۰۳۱

فوج ہندوستانی	عہدہ داران انگریزی	عہدہ داران ہندوستانی	عہدہ داران غیر کمیشن یافتہ سپاہی	میزان
توپخانہ	۳۳	۲۶	۳۷۵۲	۳۸۱۱
سوار	۳۶۲	۶۲۶	۲۲۴۳۹	۲۳۴۲۷
سپیرز اینڈ مائنرز	۵۶	۶۳	۳۷۰۶	۳۸۲۵

فوج ہندوستانی	عہدہ داران انگریزی	عہدہ داران ہندوستانی	عہدہ داران کمیشن یافتہ یا بیسا ہی	میزان
پیدل	۱۱۱۹	۲۰۴۳	۱۱۰۵۳۰	۱۱۳۶۹۲
میزان قوم ہندوستانی	۱۵۷۰	۲۷۵۸	۱۴۰۴۲۷	۱۴۴۷۵۵
میزان کل یورپین و ہندوستانی	۵۱۶۲	۲۷۵۸	۲۱۰۸۶۶	۲۱۸۷۸۶

سنہ ۵۶ مین ہندوستان کی فوج مین ۶۴۰۰۰ یوروپین ۲۱۵۰۰۰ ہندوستانی تھے - مگر اب ۷۴۰۰۰ یوروپین ۱۴۵۰۰۰ ہندوستانی ہین اور فوج کو ایسا طیار کیا گیا ہے کہ جہان چاہین وہان ملک کے وسط مین یا سرحد پر فوج کو بآسانی بھیج سکین - ایک باقاعدہ باربرداری اور روانگی کے کام کے شاگرد پیشہ لوگ موجود ہین - اور ایسا طریق ایجاد کیا ہے کہ جس سے باربرداری کے جانور - شفاخانے کے ملازم - اور دوسرے لوگ جو لڑائی کے وقت ضروری ہوتے ہین ہر وقت بقدر کافی موجود رہین تاکہ جسوقت چاہین لڑائی کے مقام پر ایک بڑی بہاری فوج کو بھیج سکین -

ہندوستانی فوج کی تندرستی بھی بہت اچھی رہا کرتی ہے - کیونکہ اون کے لیئے اچھی بارکین بنائی گئی ہین اور یوروپین لوگون کے بڑے حصّے کا قیام قواعد آموزی کے مقامات پر مقرر کیا ہے اور حفظ صحت کے قواعد پر بڑا دھیان دیا گیا ہے - اس سبب سے موت کی تعداد کا اوسط جو غدر سے پیشتر ۹ر۶ فیصدی یوروپین لوگون مین اور ۲ فیصدی ہندوستانیون مین تھا اب گھٹکر یوروپین لوگون مین ۶ر۱ اور ہندوستانیون مین ۳ر۱ رہگیا ہے

سنہ ۱۸۹۱ء مین یوروپین وانٹیرون کی تعداد ۲۲۹۱۰ تھی جن مین ۱۹۸۹۳ سرکاری

رپورٹ کے بموجب عمدہ حالت مین تھی - سنہ ۹۲-۱۸۹۳ء کے تخمینے کے بموجب ہندوستان مین یوروپین انگریزی فوج کی تعداد (جس مین ناتوان اور آزمودہ کار ملازم شامل نہین ہین) حسب تفصیل ذیل ہے -

	توپخانہ	سوار	انجنیر	پیدل	متفرق افسر	میزان
بنگال	۷۴۷۰	۳۷۸۶	۲۰۷	۳۳۴۵۳	۵۰۹	۴۵۴۲۵
بمبئی	۳۴۱۰	۶۳۱	۳۵	۹۱۱۷	۲۱۹	۱۳۴۱۲
مدراس	۲۴۳۲	۱۲۶۲	۵۱	۱۱۱۴۳	۲۷۱	۱۵۱۵۹
میزان	۱۳۳۱۲	۵۶۷۹	۲۹۳	۵۳۷۱۳	۹۹۹	۷۳۹۹۶

اون نقشون سے جو ۱۸۸۴ء مین مشتہر ہوے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی ریاستہاے خراجگذار اور مطیع کی افواج کی تعداد ۴۹۸۳۵ تھی اور ۲۳۷۴ توپین تھین -

اس فوج کا بہت سا حصہ اپنی بے سروسامانی اور قواعد نہ جاننے کے باعث سے ایسا ہے جو بازار کی بھیڑ بھاڑ سے کچھ ہی بہتر ہوگا - لیکن جب ۱۸۸۸ء مین بعض سرداران ہندوستانی نے بہت سا روپیہ ملک شاہی کی حمایت کیواسطے ازراہ خیرخواہی دینا چاہا تو گورنمنٹ آف انڈیا نے یہ تجویز نکالی کہ بعض ریاستون کے عمدہ عمدہ فوج کو چن کر اون کو قواعد سکھائی جائے اور ساز وسامان سے آراستہ کیا جائے - چنانچہ اس معاملہ مین اب برابر کوشش ہو رہی ہے جس سے امید ہوتی ہے کہ سرداران ہند کی فوج بھی اس قابل ہو جائیگی کہ گورنمنٹ انڈیا کی فوج کے ساتھہ میدان جنگ مین کارروائی کرنے

کے لیئے وہ اوسے بھیج سکین - یہ خاص فوج جسکو امپیریل سروس ٹروپ یا فوج برائے خدمت شاہی کہتے ہین سترہ اٹھارہ ہزار آدمیون کے درمیان ہے - اس فوج کو تعلیم ہو رہی ہے - اور وہ باقاعدہ ہوتی جاتی ہے - چودہ انگریزی افسر اوسکی نگرانی کے لیئے مقرر کیئے گئے ہین - نقشہ ذیل سے اوس فوج کی تفصیل معلوم ہوگی -

نام ریاست	سوار	پیدل	توپخانہ	سیزان	نام ریاست	سوار	پیدل	توپخانہ	سیزان
کشمیر	۳۴۳	۳۷۵۰	۳۰۰	۴۳۹۳	جودھپور	۱۲۰۰	۰	۰	۱۲۰۰
پٹیالہ	۶۰۰	۱۰۰۰	۰	۱۶۰۰	جیپور	۶۰۰	۹۰۰	۰	۱۴۰۰
جنید	۱۵۰	۶۰۰	۰	۷۵۰	بھاونگر	۵۰۰	۰	۰	۵۰۰
نابھا	۱۵۰	۶۰۰	۰	۷۵۰	جنیور	۶۰۰	۸۰۰	۰	۱۴۰۰
کپورتھلہ	۱۵۰	۶۰۰	۰	۷۵۰	گوالیار	۱۲۰۰	۰	۰	۱۲۰۰
بہاولپور	۱۵۰	۳۰۰	۰	۴۵۰	میسور	۱۲۰۰	۰	۰	۱۲۰۰
فرید کوٹ	۵۰	۱۵۰	۰	۲۰۰	رامپور	۳۰۰	۰	۰	۳۰۰
سرمور	۵۰	۱۵۰	۰	۲۰۰	ریاست ہائے متفرقہ	۵۲۵	۰	۰	۵۲۵
الور	۶۰۰	۱۰۶۰	۰	۱۶۶۰					
حیدرآباد	۸۰۰	۰	۰	۸۰۰	سیزان	۸۰۱۸	۹۵۱۰	۳۰۰	۱۷۸۲۸

اندور بھوپال وغیرہ ریاستون سے بھی بندوبست ہو رہا ہے بہت جلد یہ فوج بھی اس مین شریک ہوجائیگی۔

۱۸۹۲ء مین جنگی جہاز ابیسینیا ۸۷۴۵ ٹن کا جسپر چار اٹھارہ ٹن والی توپین تھین جہاز آسائی ۵۶۸ ٹن کا۔ اور تین تارپیڈو کی کشتیان جنگی جہاز میگڈالا ۲۱۳۲ ٹن کا۔ جسپر چار اٹھارہ ٹن والی توپین تھین اور ایک جہاز توپخانے والا اور چار تارپیڈو کی کشتیان یہ سب ہندوستان مین مامور بکار تھے۔

۱۸۹۲ء مین نو جنگی جہاز ہندوستان کی طرف اور ۲۰ چین کی طرف خدمت پر مامور تھے

حرفہ اور پیداوار

ہندوستان مین سب سے بڑا پیشہ ہمیشہ سے کاشتکاری کا پیشہ چلا آتا ہے۔ مگر ایسا کبھی نہین ہوا کہ قاعدے کے طور پر کسی نے ہندوستانی زراعت کی ترقی کی ہوتی۔ اب گورنمنٹ آف انڈیا نے ۱۸۷۰ء سے اس طرف توجہ کی ہے۔ اور ہندوستان کے ہر ایک صوبے مین اس غرض کے پورا کرنیکے واسطے ایک سرکاری دفتر مقرر کیا گیا ہے جسکا کام یہ ہے کہ فصل کے متعلق جو واقعات وقوع مین آئین اون کے حالات کی خبر رکھے اور اون کو بہت جلد مشتہر کرے۔ اور کھیتون مین کاشت کرا کے تجربہ حاصل کرے اور اوس سے سرکار کو اطلاع دے۔ اور زراعت کے کام مین نئی نئی مفید باتین جاری کرے۔ نئی نئی جنسون اور پھلون کو آزمائے اور علم کیمیا اور علم فلاحت کے مدرسے جاری کرے۔ انہین محکمون کے ذریعے سے اچھے اچھے تعلیم یافتہ لوگ

منتخب ہوکر ہندوستان سے انگلستان کو بھیجے گئے ہین تاکہ وہ وہان زراعت کے کالجون مین پڑہکر اس فن کو سیکھین جو کچھہ کہ محکمہ جات زراعت کے نمونہ یا تعلیم سے مقصود ہے وہ یہ ہے کہ اون کو کہاد کے خواص سے آگاہی ہو۔ فصلون کی یکے بعد دیگرے پیدا کرنیکی کیفیت جانین چارے کا پیدا کرنا اور پھر اوسکا ذخیرہ کرنا نئے اجناس کا کام مین لانا اور اسی قسم کے اور کامون سے واقف ہونا جیسے نیا کولہو ہے جسمین پہلے کولہوؤنکی بہ نسبت بہت آسانی سے کام ہوتا ہے۔ کچھہ کچھہ یہہ مقصد حاصل بھی ہوا ہے۔ یعنی بعض صوبون مین اچھے اچھے جانور مہیا ہوچکے ہین اور اسپر بہت توجہہ کی گئی ہے کہ وہان کے گھوڑے ٹٹو خچر اچھے اور توانا پیدا ہونے لگین۔

نقشہ ذیل سے برٹش انڈیا کی اوس اراضی کی تعداد معلوم ہوگی جو براہ راست سرکار کی جانب سے رعایا کو دی گئی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوگا کہ اون زمینداریونکی اور نیز زمینداروں کی تعداد کیا ہے اور ہر ایک زمینداری کا اوسط رقبہ اور اوس کی اوسط جمع سرکاری کس قدر ہے۔ چونکہ بنگالہ اور بمبئی کے یہ حالات معلوم نہین ہین اسلیئے ہندوستان کے باقی دس صوبونکے حالات لکھے جاتے ہین۔

نام صوبہ	اراضیات رعیت داری اور زمینداریونکی تعداد	اون کا کل رقبہ ایکرون مین	کاشتکار اور زمیندارونکی تعداد	اوسط رقبہ کمیت یا زمینداری کا ایکرون مین	اوسط لگان
مدراس	۳۳۴۸۹۹۰	۴۹۶۱۱۹۴	۵۵۱۸۹۳۷	۱۴۸ ایکر	للعہ ۹،۴
ممالک مغربی و شمالی	۱۱۹۸۱۰	۴۳۸۰۹۶۵۱	۲۶۸۶۷۴۱	۳۶۶	سالانہ

نام صوبہ	اراضیات رعیت داری و زمینداریونکی تعداد	اون کا کل رقبہ ایکر دن مین	کاشتکار اور زمینداران کی تعداد	اوسط رقبہ کیمت یا زمیندار کی ایکر دن مین	اوسط لگان
اودہ	۱۲۱۹۹	۱۵۲۳۸۵۹۴	۱۷۷۴۶۶	۱۲۴۹	۱۱ مالیہ
پنجاب	۳۶۷۲۰	۵۵۴۴۴۶۸۹	۳۰۷۱۸۸۰	۱۵۱۰	۴ سمار
ممالک متوسط	۶۰۸۲۸	۴۲۵۶۵۱۱۸	۱۰۷۹۷۱	۰	۰
برار	۳۷۸۹۰۳	۸۱۷۰۹۲۰	۲۹۰۲۴۸	۲۲	۹/۸ حصہ
کورگ	۳۱۱۴۶	۱۵۶۱۶۵	۱۷۹۹۷	۵۶۰۱	۳/۱۰ لعہ
آسام	۷۲۲۱۵۰	۷۶۵۹۰۹۳	۰	۱۰۶۰۱	۱۱/۶ حصہ
برہما پائین	۹۵۲۵۸۴	۵۴۱۱۴۲۱	۷۲۹۵۲۰	۵۶۸	۱/۱۰ لعہ
" بالائی	۹۵۶۱۵۹	۳۰۲۶۴۴۱	۴۹۶۹۲۵	۶۶۰۳	—

جہان پر زمینداری کا طریق جاری ہے یعنی جہان کہ ایک شخص یا کئی آدمی بہیا چارہ کے طور پر کئی سو یا کئی ہزار ایکر دنکے مالک ہوتے ہین تو وہان سرکاری محصول اوس لگان کا جو قیاسی ہے یا تحقیقات سے دریافت کیا گیا ہے کوئی حصہ نہوا کرتا ہے۔ جن سے اکثر اوسکا نصف حصہ لیا جاتا ہے۔ مالگذاری ہر زمینداری پر واجب الادا ہوتی ہے اور تا انقضاے میعاد بندوبست اوس مین تغیر و تبدل نہین ہوتا۔ اون صوبون مین جہان رعیت داری انتظام ہے یعنی جہان کسی کاشتکار کو زمین براہ راست سرکار سے ملتی ہے اور اکثر وہ خود اپنی زمین جوتتا بوتا ہے اور اوسکے اور سرکار کے درمیان کوئی

زمیندار مالک اراضی نہین ہوتا تو وہان ایکرون کے حساب سے کیتون پر یا چھوٹے چھوٹے مقبوضون پر لگان لگایا جاتا ہے اور وہ اوسی وقت واجب الادا ہوتا ہے بشرطیکہ نئی زمین زراعت مین نہ لائی گئی ہو۔ کیونکہ ایسی حالت مین کچھ مہلت بھی ملجاتی ہے۔ رعیت واری زمین کا مالک اگر چاہے تو شروع سال پر ایک مناسب وقت پر کسی زمین کو بالکل یا اوسکے کسی حصّہ کو چھوڑ سکتا ہے مگر زمینداری کے اضلاع مین جہان بڑے بڑے مالکان اراضی ہوتے ہین وہان کوئی زمینداری کو نہین چھوڑتا بلکہ تامیعاد بندوبست لگان سرکاری ادا کرتا رہتا ہے۔

جہان تک کہ نقشجات بہم پہونچ سکے ہین اون سے کیفیت لیکر ذیل مین حقیت کی نوعیت کی نسبت لکھی جاتی ہے۔

	دیہات زمینداری			دیہات رعیت واری		
	رقبہ پیمایش شدہ ایکرون مین	آبادی دیہات پیمایش شدہ	مال گذاری	رقبہ پیمایش شدہ ایکرون مین	آبادی دیہات پیمایش شدہ	مالگذاری
ممالک مغربی شمالی	۵۲۵۹۸۳۴۳	۳۲۳۰۸۶۵۲	۴۵۱۸۴۹۹۰	۰	۰	۰
اودہ	۱۵۳۳۷۴۸۶	۱۱۳۸۷۷۴۱	۱۴۱۴۸۶۸۰	۰	۰	۰
پنجاب	۷۱۵۷۶۵۷۶	۱۸۸۵۰۴۳۷	۲۵۰۶۹۹۵۰	۰	۰	۰
ممالک متوسط	۱۳۶۰۵۵۸۲	۱۳۳۹۵۰۸	۱۵۲۰۴۰	۴۱۷۵۵۴۳۹	۸۴۹۹۲۸۳	۵۹۷۸۵۵۰
برار	۰	۰	۰	۱۱۳۳۹۶۳۱	۲۶۳۰۰۱۸	۶۷۸۱۷۶۰
کورگ	۰	۰	۰	۱۰۱۲۲۶۰	۱۷۲۶۳۰	۳۰۰۴۰۰

	دیہات زمینداری			دیہات رعیت داری		
	رقبہ پیمایش شدہ ایکڑون مین	آبادی دیہات پیمایش شدہ	مالگذاری	رقبہ پیمایش شدہ ایکڑون مین	آبادی دیہات پیمایش شدہ	مالگذاری
آسام	۲۴۰۶۲۸۷۷	۰	۷۶۰۹۵۰	۲۴۴۷۴۳۱	۰	۳۴۶۶۳۸۰
برہما پائین	۱۶۵۸۰۴	۰	۷۶۷۸۰	۵۶۱۱۰۴۲۶	۰	۸۶۳۴۸۶۰
برہما بالائے	۳۲۹۴	۰	۰	۵۰۷۴۵۰۲۸	۲۹۹۹۷۲۵	۵۲۴۰۴۱۰
مدراس	۲۷۵۷۱۱۹۶	۷۹۰۱۱۷۰	۵۰۸۴۶۵۰	۶۲۴۸۹۶۱۴	۲۲۹۶۹۰۴۶	۴۵۲۷۸۰۶۰
بمبئی	۰	۰	۰	۲۷۵۴۵۸۹۴	۱۳۲۶۵۴۸۷	۲۸۹۱۸۲۵۰
سندہ	۰	۰	۰	۲۸۴۰۶۵۶۸	۲۴۱۳۸۲۳	۷۵۶۹۱۰۰
اجمیر	۹۸۰۱۷۲	۵۴۲۵۷	۴۱۶۰	۷۳۴۶۰۰	۲۹۷۸۳۹	۳۰۸۱۶۰
بنگال			اسکا حال معلوم نہین			

سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء مین جو جو فصلین برٹش انڈیا مین جس جسقدر ایکڑون مین پیدا ہوئین اونکی تعداد صوبہ وار سوائے صوبہ بنگال کے نقشہ ذیل سے معلوم ہوگی - اس کل رقبہ مزروعہ کی تعداد ۱۳۸۸۹۰۷۵۷ ایکڑ تھی -

نام صوبہ	دھان	گندم	دیگر غلہ جات	نیشکر	چاے	کپاس	تخم روغن	نیل	تمباکو
بنگال	اسکا حال معلوم نہیں								
ممالک مغربی شمالی	۴۷۷۱۱۰۷	۳۸۴۲۸۹۲	۱۶۸۳۱۲۹۹	۸۷۹۵۴۴	۷۹۷۷	۱۵۱۸۸۴۵	۹۰۲۲۶۰	۳۱۰۸۲۷	۳۸۷۸۴
اودہ	۲۷۹۷۱۹۸	۱۵۶۲۰۵۸	۶۳۱۲۶۴۷	۲۲۴۷۹۰	۰	۶۱۲۱۰	۳۱۱۴۱۷	۱۸۴۸۵	۱۳۷۲۴
پنجاب	۶۹۲۵۶۴	۷۴۹۰۷۵۹	۱۱۸۴۶۵۲۸	۳۲۳۸۶۸	۹۲۲۹	۱۴۷۷۷۵	۹۳۴۶۹۱	۸۵۹۹۵	۴۵۰۸۱
ممالک متوسط	۴۰۰۵۳۲۴	۴۱۱۳۹۷۴	۵۰۶۲۱۳۸	۴۸۹۲۵	۰	۷۹۷۳۸۰	۱۹۸۲۶۰۳	۳۹	۲۰۸۳۳
برار	۱۸۸۷۵	۸۱۷۲۱۵	۲۷۵۹۳۱۹	۲۰۷۱	۰	۲۴۵۱۶۰۸	۵۱۷۸۸۱	۹۹	۲۲۲۸۲
کورگ	۷۴۴۹۷	۰	۱۵۹۲	۰	۰	۰	۴۰	۰	۱۰
آسام	۱۲۷۵۱۴۴	۱۸	۵۸۲۹۵	۱۷۸۳۰	۲۳۰۸۲۲	۸۲۳	۱۴۷۶۰۶	۰	۳۳
برہما پائین	۴۳۹۸۴۰۵	۰	۷۵۵۷۶	۱۱۳۲۰	۷۸	۹۶۰۸	۱۰۸۱۷۰	۵۰	۲۳۹۶۷
برہما بالاے	۱۳۵۰۴۸۶	۱۶۷۶۶	۹۲۹۵۲۳	۱۴۱۷	۱۰۰۱	۱۴۲۴۳۹	۳۰۸۸۳۹	۱۰۸۶	۲۲۳۸۷
مدراس	۶۱۵۹۴۲۸	۱۸۲۵۸	۱۴۳۵۷۰۳۹	۹۰۸۱۲	۵۷۳۸	۱۷۳۷۷۲۲	۱۹۱۸۷۰۵	۲۵۵۵۱۱	۸۹۹۹۹
بمبئی	۲۲۹۷۰۶۴	۲۳۱۸۵۷۸	۱۸۲۴۸۵۷۷	۶۵۸۱۷	۰	۳۱۵۷۶۹۴	۱۹۴۸۳۵۲	۱۱۲۳۲	۱۰۴۳۹۲
اجمیر	۵۸۹	۶۱۵۹	۱۸۸۸۱۶	۴۳۷	۰	۲۵۵۵۲	۱۴۹۷۲	۱۵	۲۲
پرگنہ مانپور	۱۰۲	۱۲۸۶	۳۳۲۵	۷۸	۰	۱۵	۱۶۶۷	۰	۵
میزان	۲۷۸۴۰۹۸۴	۲۰۱۸۷۹۶۳	۷۴۹۵۵۹۷۴	۱۶۶۶۹۰۹	۲۵۴۸۴۵	۱۰۷۴۹۶۷۱	۹۹۱۷۲۰۳	۶۸۳۳۳۹	۳۸۱۴۷۳

کپاس کے سوا اور ریشہ دار جنسین بھی ۳۵۸۷۲۶ ایکر زمین مین پیدا ہوئین۔ ان مین سے صرف ۵۳۱ ایکر مین جنوٹ یا پٹ سن پیدا ہوئی۔ کافی کی کاشتکاری بھی ۱۳۳۰۱۶ ایکر مین ہوئی جسمین سے ۷۰۲۱۹ ایکر مدراس مین اور ۶۲۶۷۸ ایکر کورگ مین تھی۔ کہانکی چیزین سوائے گیہون چانول موٹھہ مٹر وغیرہ کے اور بھی ۳۸۷۹۱۴۴ ایکر زمین مین تھین۔ سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء مین کل رقبہ مزرعہ مین سے (جو ۱۳۸۸۹۰۷۵۷ ایکر تھا) ۱۵۶۱۰۳۷۹ ایکر زمین مین ایک سے زیادہ فصلین پیدا ہوئین جس سے مزرہ زمین کی تعداد بڑھکر ۱۵۴۵۰۱۱۳۶ ایکر ہوجاتی ہے۔ جب آبپاشی شدہ زمین کی تعداد اس سبب سے کہ دو فصلون مین آبپاشی کی گئی دوچند لیجائے تو نہرون کنوون تالابون وغیرہ سے اراضی آبپاشی شدہ کی تعداد ۲۲۷۲۸۳۰۸ ایکر ہوجاتی ہے۔ نقشہ ذیل سے سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء کی بابت نہرون کی کیفیت معلوم ہوگی جسکا حساب کتاب بڑی احتیاط کے ساتھہ رکھا جاتا ہے۔

نام صوبہ	خرچ جو اس سال مین ہوا	رقبہ جسکی آبپاشی اس سال مین ہوئی	خالص آمدنی جو اس سال مین وصول ہوئی
	روپیہ	ایکر	روپیہ
بنگال	۲۲۷۷۳۰۱۰	۵۴۵۵۴۱	۱۸۵۶۱۰
ممالک مغربی شمالی واودھ	۸۱۳۵۷۴۷۰	۲۰۱۴۱۱۴	۴۱۳۷۰۳۰
پنجاب	۶۴۳۵۸۱۸۰	۲۸۴۲۶۵۸	۷۵۱۴۹۱۰
اجمیر	۱۶۶۷۹۰۰	۲۸۵۰۳	۶۶۶۱۰

نام صوبہ	خرچ جو اس سال مین ہوا	رقبہ جسکی آبپاشی اس سال مین ہوئی	خالص مدنی جو اس سال مین وصول ہوئی
مدراس	۶۷۵۹۶۸۹۰	۲۷۶۷۷۷۵	۴۰۱۳۴۲۰
بمبئی	۲۴۹۱۵۳۳۰	۷۴۸۵۲	۲۲۱۲۰۰
سندہ	۱۱۹۳۹۲۹۰	۱۲۹۰۸۱۷	۱۴۲۴۵۸۰

گنگا کی نہر جو ۱۸۵۴ء مین بن کر ۲۸۵۵۶۱۴۰ روپیہ مین تیار ہوئی تھی ۳۴۷ میل لمبی ہے اور ۳۵۶۷ میل اوس سے نالے اور منبع نکالے گئے ہین اس سال مین اوس سے ۸۲۱۵۲ ایکر زمین کی ابپاشی ہوئی - پنجاب کی نہر سرہند جو ۳۷۰۸۰۰۰۰ روپیہ مین طیار ہوئی تھی ۵۴۲ میل لمبی ہے اور ۴۳۸۵ میل لمبے نالے اور منبع اوس سے جاری ہوے ہین مدراس مین گوداوری کشنا کاویری دریاؤن سے آبپاشی ہوتی ہے اور ۲۰۰۰۰۰۰ ایکر سے زیادہ زمین سیراب کی جاتی ہے -

سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء مین سرکار کے پاس ۶۲۹۲۷½ مربع میل زمین جنگلات کے لیئے محفوظ تھی کچھ عرصہ سے خاصکر ۱۸۷۷ء سے جنگلات کی حفاظت کے واسطے بڑی بہاری کوشش ہو رہی ہے - سنہ مذکور مین سرکاری رقبہ جنگلات کی تعداد صرف ۱۷۷۰۵ مربع میل تھی - اوسکے دوسرے ہی برس مین اوسکی تعداد ممالک متوسط مین ۴۲۵۰۴ مربع میل کر دی گئی تھی - نقشہ ذیل سے سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء کی تعداد جنگلات مربع میلون مین معلوم ہوگی -

ممالک متوسط	۱۹۶۸۰	بنگال	۵۲۱۱	آسام ۳۶۱۲

بمبئی	۱۰۳۲۴	مدراس	۹۱۷۸	پنجاب	۱۷۱۵
برہما	۶۶۷۴	ممالک مغربی شمالی واودہ	۳۷۳۵	برار	۱۲۵۵

سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء مین کارخانے پارچہ بافی ہندوستان مین ۱۲۷ تھے جسمین ۲۴۶۷ (جولاہون کے) راچہہ اور ۳۲۷۲۹۸۸ تکلہ تھے اور اون مین ۱۷۹۲۲ مزدور کام کرتے تھے۔ جو سرمایہ کہ اس کام مین لگا ہوا ہے اوسکی تعداد ۱۲۰۰۰۰۰۰ روپیہ ہے۔

مارچ ۱۸۹۲ء مین کارخانہ پارچہ بافی پٹ سن کے ۲۶ اور پھول سن کا ایک تھا جس مین بحساب اوسط روزانہ ۶۶۳۳ مزدور کام کرتے تھے۔ اور ۱۸۹۵ (جولاہون کی) راچہہ اور ۱۵۶۴۱۷ تکلہ تھے۔ جو سرمایہ کہ ان مین لگا ہوا ہے اوس کے تخمینے کی تعداد ۳۵۰۰۰۰۰ روپیہ ہے۔

۱۸۹۱ء کے آخر مین پانچ کارخانے پارچہ بافی اُون کے بھی تھے جسمین ۵۳۲ (جولاہون کے) راچہہ اور ۱۷۲۱ تکلہ تھے۔ نو کاغذ بنانیکے بھی کارخانے ہین۔ بیر جو ۱۸۹۱ء مین بنائی گئی اوسکی تعداد ۴۷۴۵۸۰۳ گیلن تھی۔

۱۸۹۲ء مین ۹۴۷ جائنٹ اسٹاک کمپنیین ہندوستان مین حسب ایکٹ انڈین کمپنی کے رجسٹری ہوئین۔ اون کی نامنل (یعنی معینہ) سرمایہ کی مجموعی تعداد ۳۶۰۱۳۸۶۹ روپیہ تھی اور اون کا سرمایہ جو وصول ہوگیا اوسکی مجموعی تعداد ۲۶۵۸۰۹۸۵ روپیہ تھی نقشہ ذیل سے جائنٹ اسٹاک کمپنیون کے بڑے بڑے درجون کے رقمون کی مجموعی تعداد معلوم ہوگی۔

	تعداد	سرمایہ وصول شدہ
کمپنی ہائے		روپیہ
بینک و قرضہ	۲۵۶	۷۲۹۲۵۲۰
بیمہ	۱۴	۲۰۵۸۷۴۰
تجارتی		
تاجر و سوداگر	۱۱۹	۱۸۳۹۹۳۷۰
جہاز رانی	۸	۸۹۱۱۶۵۰
ریلوے و ٹرامو ے	۱۱	۹۵۸۹۵۸۰
کوآپریٹیو ایسوسی ایشن	۲۴	۳۸۵۴۹۰
جہاز پر چڑھانا اوتارنا گودام مین رکھنا	۶	۶۳۹۱۰۰
میزان تجارت	۱۶۸	۳۷۹۲۵۲۹۰
کارخانہ پارچہ بافی و پریس		
پارچہ بافی روئی	۵۷	۴۸۵۴۸۴۴۰
" پٹ سن	۱۱	۱۱۷۸۵۲۵۰
روئی پٹ سن اون ریشم پہل سن وغیرہ	۶۳	۴۲۴۸۱۷۶۰
روئی پٹ سن کے اسکریو اور پریس	۸۳	۱۳۳۴۶۹۷۰
دیگر اقسام کے مل کارخانے اور پریس	۳۱	۴۴۱۵۵۶۰
میزان کارخانہ پارچہ بافی و پریس	۲۴۵	۱۲۰۵۷۸۳۸۰

	تعداد	سرمایہ وصول شدہ
چائے کی کمپنیاں	۱۴۴	۳۶۴۸۸۳۴۰
کافی و سنکونا	۵	۳۸۳۲۹۰
دوسری اقسام کی کاشتکاری کی کمپنیاں	۹	۶۳۱۰۰۰
معدن اور کہان کے کام کی کمپنیاں	۵۷	۱۶۱۵۸۹۵۰
برف کی کمپنی	۱۲	۱۹۷۱۸۳۰
شکر بنانے کی کمپنیاں	۲	۱۶۰۶۳۶۰
بیر بنانے کی کمپنیاں	۳	۱۶۹۵۴۰۰
دیگر اقسام کی کمپنیاں	۳۲	۹۰۱۹۸۵۰
میزان کل	۹۴۷	۲۶۵۸۰۹۸۵۰

نقشہ ذیل سے رقبہ پیمایش شدہ و کل رقبہ برٹش انڈیا صوبہ وار مزروعہ و غیر مزروعہ بابت سنہ ۹۰-۱۸۹۱ء معلوم ہوگا۔

نام صوبہ	رقبہ جو سرکار کی پیمایش سے معلوم ہوا اور جس پر انگلدار ریاستوں کا اور زمرہ رقبہ شامل ہے جسکے نقشے ہم نہ پہونچے	رقبہ جسکی تفصیل اس نقشہ میں حسب پیمایش ہند دی گئی ہے	اراضی مزروعہ			غیر مزروعہ			جنگل
			جسمیں کاشتکاری ہوتی	جو بے فصل کے پڑتی رہی	میدان	قابل زراعت	ناقابل زراعت	میدان	
	ایکر	ایکر	ایکر	ایکر	ایکر	ایکر	ایکر	ایکر	ایکر
بنگالہ		نقشہ بہم نہ پہونچا							
ممالک مغربی شمالی	۵۷۰۱۹۵۱۱	۴۷۴۴۲۹۸۲	۲۵۲۶۶۵۴۹	۲۴۱۲۶۱۰	۲۷۶۷۹۱۵۹	۷۹۳۳۸۴۷	۶۶۸۲۶۰۶	۱۴۶۱۶۴۵۳	۵۲۱۲۴۴۹
اودہ	۱۵۳۳۷۸۴۶	۱۵۳۳۷۸۴۶	۸۸۷۵۲۲۲	۵۱۱۴۹۵	۹۳۸۶۶۱۷	۳۳۱۳۴۵۵	۲۲۲۶۸۰۲	۵۵۴۰۲۲۷	۵۷۲۱۰۵
پنجاب	۹۶۱۰۳۹۳۶	۶۸۱۳۲۷۳۶	۲۰۸۵۴۰۹۲	۵۰۱۷۰۶۵	۲۵۸۷۱۱۵۷	۲۶۹۳۴۴۱۷	۲۱۱۹۸۳۶	۳۹۰۵۴۲۵۳	۳۰۳۸۷۱۱
برہما پائین	۵۶۲۷۶۲۳۰	۵۶۲۷۶۲۳۰	۵۰۰۰۷۲۲	۷۱۳۰۷۶	۵۷۱۳۷۹۸	۱۶۸۰۵۷۰۶	۳۰۱۷۰۸۲۶	۴۶۹۷۶۵۳۲	۳۵۸۵۹۰۰
برہما بالائے	۵۲۲۳۵۶۸۲	۵۰۷۴۸۳۲۲	۲۸۴۸۸۸۴	۱۲۷۰۱۲۸	۴۱۱۹۰۱۲	۱۹۶۱۷۸۷۲	۲۷۰۱۱۴۳۸	۴۶۶۲۹۳۱۰	۰
ممالک متوسط	۷۴۱۹۹۴۲۱	۴۳۰۰۶۵۳۶	۱۵۵۸۷۵۶۶	۱۵۷۲۵۸۵	۱۷۱۶۰۱۵۱	۹۰۷۶۰۲۴	۴۲۸۹۲۸۲	۱۳۳۶۵۳۰۶	۱۲۴۵۴۳۸۱
آسام	۲۹۰۶۸۳۸۸	۱۳۹۵۷۱۳۹	۱۷۷۷۳۳۴	۸۹۸۹۳۷	۲۶۷۶۲۷۱	۸۹۲۲۳۱۰		۸۹۲۲۳۱۰	۲۳۵۸۵۵۸

نام صوبہ	رقبہ جو سرکار انگریزی پیمایش سے معلوم ہوا اور جسمیں خرد انگلستان ریاست سونگاہ اور نیز وہ ولایتیں جنکے نقشے ہم نہیں پہنچے	رقبہ جسکی تفصیل اس نقشہ میں حسب پیمایش ہند دی گئی ہے	اراضی مزروعہ			غیر مزروعہ			جنگل ایکڑ
			جسمیں کاشتکاری ہوئی ایکڑ	جو بے فصل پڑی ہے ایکڑ	میسران ایکڑ	قابل زراعت ایکڑ	ناقابل زراعت ایکڑ	میسران ایکڑ	
اجمیر	۱۷۱۴۷۷۳	۸۵۵۹۶۱	۲۱۷۲۲۸	۹۴۳۹۴	۳۱۱۶۲۲	۱۱۰۹۱۹	۳۴۴۳۰۷	۴۵۵۲۲۶	۸۹۱۱۳
کورگ	۱۰۱۲۲۶۰	۱۰۱۲۲۶۰	۱۳۹۷۴۸	۱۹۳۲۰	۱۵۹۰۶۸	۵۴۰۲۱	۲۵۱۱۲۶	۳۰۵۱۴۷	۵۴۸۰۴۵
مدراس	۹۱۰۳۱۶۹۰	۶۰۲۴۹۸۷۳	۲۳۷۰۲۲۸۰	۵۱۷۶۲۱۸	۲۸۸۷۸۴۹۸	۷۸۶۹۲۷۲	۱۱۹۶۰۲۲۲	۱۹۸۲۹۴۵۴	۱۱۵۴۱۸۸۱
بمبئی	۷۵۹۵۲۴۶۲	۶۸۲۷۲۱۸۱	۲۷۹۱۷۵۷۳	۸۲۲۴۰۰۸	۳۶۱۴۱۵۸۱	۷۳۸۸۷۴۴	۱۷۴۴۹۱۶۹	۲۴۸۳۷۹۱۳	۷۲۹۲۶۸۷
برار	۱۱۳۳۹۶۳۱	۱۱۳۳۹۶۳۱	۶۶۹۷۲۸۱	۹۹۸۲۷۳	۷۶۹۵۵۵۴	۶۹۹۰۲۴	۲۲۲۱۶۱۶	۲۹۲۰۶۴۰	۷۲۳۴۳۷
پرگنہ مانپور	۳۸۸۷۱	۳۸۸۷۱	۶۵۶۸	۷۳۶	۷۳۰۴	۱۰۴۱۲	۱۳۵۷	۱۱۷۴۹	۱۹۷۹۸
میسران	۵۶۱۳۳۰۷۰۱	۴۳۶۶۷۰۵۶۷	۱۳۸۸۹۰۹۴۷	۲۶۹۰۸۸۴۵	۱۹۵۷۹۹۷۹۲	۹۹۸۱۳۷۱۳	۱۱۴۷۲۸۵۸۷	۲۲۳۴۴۴۱۰	۴۷۴۳۷۰۶۵

۸۹۷۳۳۱۰

حسن

۵۸

جلد ۲ نمبر ۱

سنہ ۱۸۹۱ء مین ۱۸ کویلہ کی کہانین ہندوستان مین ایسی تہین کہ جنپر کام ہو رہا تھا۔ اور جن سے سالانہ نکاسی حسب تفصیل ذیل ہوئی۔

	ٹن		ٹن		ٹن
سنہ ۱۸۸۶ء	۱۳۸۸۴۸۷	سنہ ۱۸۸۸ء	۱۷۰۸۹۰۳	سنہ ۱۸۹۰ء	۲۱۶۸۵۲۱
سنہ ۱۸۸۷ء	۱۵۶۴۰۶۳	سنہ ۱۸۸۹ء	۱۹۴۶۱۷۲	سنہ ۱۸۹۱ء	۲۲۲۹۴۰۰

سنہ ۱۸۹۱ء کی نکاسی کی کل تخمینی قیمت ۷۶۰۷۰۰۰ روپیہ ہے۔ جو کویلہ کوک (جو ایک قسم کا کویلہ ہے) اور ایندہن سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء مین باہر سے لایا گیا اوسکی تعداد ۷۶۹۳۷ ٹن تہی۔ اور جو لوگ کہ کہان کے کام مین لگے تہے اون کی کل تعداد ۳۴۰۴۳ تہی۔

تجارت

اٹہاون برس مین سنہ ۳۴-۱۸۳۵ء سے لیکر سنہ ۹۱-۱۸۹۲ء تک بیرونی تجارت سمندر مین ہوکر ۱۹۵۶۱۵۳۲۲۰ روپیہ سے ۱۴۴۴۲۲۹۰۰ روپیہ تک ہوگئی ہے یہ ترقی قریب قریب چودہ گنا ہوئی ہے۔ جسکی اوسط بیشی فی صدی سالانہ ۲۱ء۷۹ ہوتی ہے۔ گذشتہ ۳۱ سال کی بیشی کا اوسط نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔ اس زمانہ کو سات سات سال کے چار زمانون پر منقسم کر دیا ہے۔

سال	اوسط سالانہ درآمد	اوسط سالانہ برآمد	درآمد کی زیادتی یا کمی فی صدی	برآمد کی زیادتی یا کمی فی صدی
	روپیہ	روپیہ		
سنہ ۱۸۶۱-۶۲ء سے سنہ ۱۸۷۰-۷۱ء تک	۴۷۵۲۱۷۰۰	۵۵۲۷۳۵۰۰	۰	۰
سنہ ۱۸۷۱-۷۲ء سے سنہ ۱۸۷۹-۸۰ء تک	۴۷۳۱۴۹۹۵	۵۷۳۷۹۶۱۰	-۰۴۳۷	۳۷۸۶
سنہ ۱۸۷۵-۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۱-۸۲ء تک	۵۳۱۵۸۳۷۹۰	۶۹۴۳۲۱۹۱۰	۲۳۷۲۱	۲۱۷۰۰
سنہ ۱۸۸۲-۸۳ء سے سنہ ۱۸۸۸-۸۹ء تک	۷۷۶۸۲۴۰۰	۸۹۳۰۰۲۵۶۰	۳۷۸۹	۲۸۷۶۲
سنہ ۱۸۸۹-۹۰ء	۸۶۶۵۹۹۰۰	۱۰۲۳۷۶۲۰۰	۱۹۷۰۹	۱۷۷۹۹
سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء	۹۳۹۰۹۸۵۶۰	۱۰۲۳۵۰۵۲۶۰	-۸۷۳۷	۲۷۸۶
سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء	۸۴۱۵۵۰۴۵۰	۱۱۱۴۶۰۲۷۸۰	-۱۰۷۳۹	۸۷۹

اوس سال مین جو ۳۱ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء کو ختم ہوا ہندوستان کی بیرونی تجارت (سرکاری اور خانگی) حسب تفصیل ذیل تھی۔

	درآمد روپیہ	برآمد روپیہ
سامان تجارت	۶۹۴۳۲۳۸۳۰	۱۰۸۱۷۳۵۹۲
چاندی سونا	۱۴۷۲۲۶۶۲	۳۲۸۶۶۸۶
میزان	۸۴۱۵۵۰۴۵	۱۱۱۴۶۰۲۷۸

نقشہ ذیل سے ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۸ء سے ۱۸۹۲ء تک کی درآمد و برآمد اسباب تجارت اور چاندی سونے کا حال معلوم ہوگا۔ اس میں سرکاری مال و اسباب اور چاندی سونا شامل نہیں ہے۔

سال	درآمد			برآمد		
	مال و اسباب تجارت	چاندی سونا	میزان	مال و اسباب تجارت	چاندی سونا	میزان
سنہ ۱۸۸۲ء	۴۶۹۹۲۰۸۴۰	۱۱۳۲۲۷۸۱۰	۵۸۳۱۴۸۶۵۰	۸۱۹۰۱۹۶۰۰	۱۰۹۷۳۳۷۰	۸۲۹۹۳۴۷۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۶۲۳۸۴۸۱۳۰	۱۳۸۲۵۸۵۶۰	۷۶۲۱۰۶۶۹۰	۹۰۴۷۱۴۶۲۰	۱۵۱۳۹۵۴۰	۹۱۹۹۵۴۱۶۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۶۶۵۷۰۳۱۸۰	۱۳۸۴۲۹۶۰۰	۸۰۴۱۵۲۷۸۰	۹۶۹۷۸۱۷۱۰	۱۷۰۳۴۹۷۰	۹۸۶۸۱۶۶۸۰
سنہ ۱۸۹۰ء	۶۶۵۶۰۱۲۰۰	۱۷۴۵۹۳۰۱۰	۸۴۰۱۹۴۲۱۰	۴۳۳۹۶۸۶۲۰	۱۸۴۱۹۲۰۰	۱۰۵۲۳۸۷۸۲۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۶۹۰۳۴۹۰۰۰	۲۱۹۱۹۴۸۶۰	۹۰۹۵۴۳۸۶۰	۱۰۰۱۳۵۷۲۲۰	۲۰۷۱۹۰۶۰	۱۰۲۲۰۷۴۲۸۰
سنہ ۱۸۹۲ء	۶۶۵۸۷۴۵۷۰	۱۴۷۲۲۶۶۲۰	۸۱۳۱۰۱۱۹۰	۱۰۸۰۳۶۰۱۰۰	۳۱۴۳۱۸۶۰	۱۱۱۱۷۹۱۹۶۰

جو مال واسباب تجارت سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء مین باہر کو گیا اوس مین سے ۱۰۳۵۰۸۳۱ روپیہ کا مال وہ تھا جو اس ملک مین پیدا ہوا تھا - اور ۹۰۷۸۵۱۷۴۴۳ روپیہ کا ایسا مال تھا جو باہر سے آیا تھا اور پھر باہر کو بھیجا گیا تھا -

مال واسباب درآمد وبرآمد جسمین خانگی سونا چاندی بھی شامل ہے مگر سرکاری مال و اسباب اور چاندی سونا داخل نہین ہے ہندوستان کے بڑے بڑے پانچ صوبون مین حسب تفصیل آیا گیا

	بنگال	برہما	مدراس	بمبئی	سندہ
			درآمد		
سنہ ۱۸۸۲ء	۲۲۳۶۳۱۹۸۰	۳۳۴۴۹۵۳۰	۴۲۱۴۸۴۵۰	۲۷۱۵۹۴۲۷۰	۱۲۳۲۲۴۲۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۲۴۵۸۲۱۴۱۰	۵۷۱۹۸۰۲۰	۵۵۲۷۱۷۵۰	۳۷۶۵۳۰۴۷۲۰	۲۷۲۷۸۷۹۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۲۷۱۱۸۷۲۴۰	۵۰۱۱۸۸۹۰	۵۹۳۲۶۰۵۰	۳۸۶۱۲۵۷۲۰	۳۲۳۹۴۸۸۰
سنہ ۱۸۹۰ء	۲۶۳۱۴۸۰۳۰	۵۴۷۷۵۲۰	۶۴۳۷۴۲۰۰	۴۲۲۹۵۴۵۷۰	۳۵۰۳۹۸۹۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۲۹۹۹۸۷۶۶۰	۵۵۰۳۲۳۰	۶۵۴۳۲۳۱۰	۴۵۱۲۴۸۹۷۰	۳۷۸۷۱۶۷۰
سنہ ۱۸۹۲ء	۲۸۷۰۶۸۴۸۰	۵۵۲۰۸۷۲۰	۶۲۲۱۷۰۲۰	۳۶۷۷۵۵۶۰	۴۰۸۴۱۴۱۰
			برآمد		
سنہ ۱۸۸۲ء	۳۴۲۸۳۴۴۰	۶۵۷۹۷۲۶۰	۷۸۴۲۵۴۵۰	۳۲۲۵۰۹۱۴۰	۲۰۴۲۶۱۸۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۳۷۱۹۴۳۰۶۰	۶۴۳۳۵۴۷۰	۹۹۴۶۶۶۵۰	۳۵۵۲۶۰۰۳۰	۲۶۴۲۸۹۵۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۳۷۸۷۳۷۴۱۰	۶۱۰۸۸۲۲۰	۱۰۴۴۶۳۴۸۰	۴۰۳۶۳۶۴۶۰	۳۸۸۹۱۱۱۰

	بنگال	برہما	مدراس	بمبئی	سندہ
برآمد					
سنہ ۱۸۹۰ء	۳۹۸۰۶۰۴۴۰	۷۷۸۱۵۴۲۰	۱۱۶۰۸۵۰۹۰	۴۰۹۷۳۷۴۱۰	۵۰۶۸۹۴۴۶۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۳۷۴۴۸۲۳۰۰	۹۶۱۲۳۲۱۰	۱۰۹۰۱۴۵۰	۳۹۵۴۲۵۳۶۰	۴۷۲۴۳۹۶۰
سنہ ۱۸۹۲ء	۴۰۲۱۸۸۰۵۰	۱۰۰۸۹۳۲۶۰	۱۰۱۸۴۸۵۱۰	۴۳۳۰۷۱۱۳۰	۷۳۷۹۱۰۱۰

جو چاندی سونا کہ سرکار نے یا اور لوگون نے ہندوستان مین منگایا یا باہر کو بھیجا اوسکی تعداد سنین مذکورین حسب تفصیل ذیل تھی۔

سال	درآمد طلا	درآمد نقرہ	برآمد طلا	برآمد نقرہ
سنہ ۱۸۸۲ء	۴۸۵۶۳۹۲۰	۶۴۶۶۳۸۹۰	۱۲۴۰۸۰	۱۰۸۷۳۳۹۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۳۲۳۶۰۵۳۰	۱۰۵۸۹۸۰۳۰	۲۴۳۵۷۲۰	۱۳۶۱۰۵۲۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۳۱۱۹۰۸۸۰	۱۰۷۲۵۸۷۲۰	۳۰۵۱۵۴۰	۱۴۷۹۱۹۲۰
سنہ ۱۸۹۰ء	۵۰۷۱۰۲۷۰	۱۲۳۸۸۴۷۴۰	۴۵۵۷۲۴۰	۱۴۵۰۵۹۸۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۶۵۰۰۸۳۲۰	۱۵۴۳۳۶۵۴۰	۸۶۴۶۶۰۰	۱۲۵۸۵۱۸۰
سنہ ۱۸۹۲ء	۴۱۱۸۹۲۹۰	۱۰۶۰۳۷۳۳۰	۱۷۰۵۱۳۷۰	۱۵۸۱۵۴۶۰

نقشہ ذیل سے یہ بات معلوم ہوگی کہ کن کن بڑے بڑے ملکون سے ہندوستان کو کس کس قدر مال واسباب تجارت سنہ ۱۸۹۱ء اور سنہ ۱۸۹۲ء مین آیا اور گیا۔

نام ممالک	ہندوستانی پیداوار کی برآمد		درآمد	
	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
سلطنت متحدہ	۳۱۶۹۱۷۹۶۰	۳۳۴۴۶۹۸۵۰	۵۲۱۰۱۸۶۸۰	۴۸۲۷۱۴۶۰۰
چین	۱۴۲۹۵۹۳۴۰	۱۳۷۱۱۸۸۳۰	۲۴۲۰۲۹۵۰	۲۸۷۷۱۳۸۰
فرانس	۷۸۴۲۲۶۷۰	۱۰۹۴۵۵۷۵۰	۸۱۵۸۲۵۰	۱۰۴۱۶۷۸۰
اٹلی	۳۶۲۷۸۷۰۰	۲۹۸۵۴۵۷۰	۴۹۲۷۱۱۰	۵۳۵۹۰۶۰
اسٹریٹ سٹلمنٹ	۵۴۹۹۵۰۵۰	۴۹۹۷۷۶۹۰	۲۳۰۰۳۳۸۰	۲۳۵۸۵۹۸۰
ریاستہائے متحدہ	۳۹۶۸۷۳۵۰	۳۸۷۲۵۹۳۰	۱۵۲۲۳۶۵۰	۱۱۹۴۴۵۸۰
مصر	۴۴۹۹۰۹۷۰	۷۱۸۱۴۶۰۰	۸۷۳۰۶۰	۹۱۲۸۲۰
بلجیم	۴۶۴۸۶۰۹۰	۵۴۶۰۲۷۳۰	۹۷۶۷۵۹۰	۱۳۲۴۰۲۷۰
آسٹریا	۲۷۴۵۴۷۸۰	۲۱۷۴۶۴۵۰	۸۳۲۷۹۵۰	۸۳۹۴۰۷۰
سیلون	۲۵۲۵۷۹۰۰	۲۷۶۰۸۸۳۰	۷۱۳۳۸۳۰	۶۶۹۷۷۷۰
آسٹریلیا	۱۲۱۹۰۳۷۰	۹۶۷۷۳۹۰	۲۴۹۷۱۸۰	۲۸۷۳۱۵۰
جاپان	۱۲۱۰۲۷۶۰	۱۲۸۹۷۸۷۰	۵۷۶۷۲۰	۶۵۷۴۶۰
جرمنی	۴۳۸۷۴۸۲۰	۵۰۷۳۵۲۷۰	۱۹۹۱۶۴۹۰	۱۵۲۴۹۶۹۰
مارشیس	۱۰۹۳۲۱۲۰	۱۱۵۸۴۳۶۰	۱۷۰۱۶۹۵۰	۱۷۱۹۸۷۱۰
عرب	۷۳۴۶۴۶۰	۶۴۴۴۹۹۰	۲۹۰۷۰۷۰	۳۵۳۲۹۷۰

نام ممالک	ہندوستانی پیداوار کی برآمد		درآمد	
	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
ہالینڈ	۴۰۹۷۸۸۰	۹۳۲۰۷۱۰	۱۸۷۳۹۰	۱۵۵۴۱۵۰
کنارہ شرقی افریقہ	۵۰۸۸۹۵۰	۵۶۰۷۱۹۰	۴۴۷۶۰۷۰	۳۲۶۵۹۱۰
ایران	۴۲۰۹۸۶۰	۵۹۴۸۲۹۰	۷۱۰۱۸۲۰	۷۰۹۹۹۲۰
اسپین	۴۳۹۱۰۶۰	۲۴۶۷۷۹۰	۹۳۲۵۰	۱۴۸۰۲۰

ہندوستان کی پیداوارین سے چند قسام کی اشیاء درآمد و برآمد کی مجملاً قیمت (جنمین صرف مال و اسباب تجارت خانگی بھی شامل ہے) بابت ۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء کی نقشہ ذیل سے معلوم ہوگی۔

	درآمد		برآمد	
	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
جانور	۲۹۵۴۳۰۰	۲۹۳۲۵۷۰	۱۲۲۲۷۸۰	۱۰۱۸۷۸۰
اشیائے خوردنی و نوشیدنی	۸۶۲۸۸۵۲۰	۸۱۷۶۷۹۷۰	۲۷۷۸۵۲۱۹۰	۳۸۴۵۶۹۵۴۰
فلذ اور اوسکی مصنوعات				
ظروف آہنی و چاقو وغیرہ	۱۱۹۷۶۱۴۰	۱۲۳۸۹۹۴۰	۱۰۲۵۸۰	۱۰۹۵۵۰
فلذات	۵۶۴۶۱۴۷۰	۵۶۵۵۰۷۲۰	۵۰۲۶۸۰	۶۵۸۹۹۰
کلین	۲۰۶۳۸۶۳۰	۲۱۱۵۹۶۰	۶۱۸۰	۱۲۴۰

	درآمد		برآمد	
	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
آلات ریلوے	۲۰۰۱۸۵۳۰	۱۴۸۴۱۷۳۰	۷۷۷۲۰	۰
ادویہ وغیرہ	۱۳۹۷۴۷۹۰	۱۵۳۵۲۱۶۰	۱۳۲۸۳۲۰۰	۱۳۸۷۲۴۳۱۰
روغن	۲۶۳۴۱۸۷۰	۲۶۳۵۹۵۵۰	۵۵۱۹۰۳۰	۵۸۳۸۱۱۰
اشیاے خام	۴۰۳۲۷۶۵۰	۳۸۲۸۰۵۳۰	۳۹۴۹۷۹۰۱۰	۳۶۱۷۹۲۹۲۰
اشیاے مصنوعی				
اونی سوت اور اشیاے بافتنی	۳۴۴۲۲۹۸۰	۳۲۳۹۲۷۱۲۰	۱۰۴۹۳۱۳۱۰	۹۸۲۸۴۲۷۰
پوشاک	۱۳۴۹۸۹۸۰	۰	۱۰۳۴۲۹۰	۱۱۹۲۰۴۰
دیگر اشیا	۵۳۶۴۵۱۴۰	۱۳۹۸۰۲۷۰	۳۹۹۶۱۹۶۰	۴۳۳۱۸۱۶۰
میزان	۶۹۰۳۴۹۰۰۰	۶۶۵۸۷۴۵۷۰	۹۵۹۰۲۱۹۳۰	۱۰۳۵۵۰۸۳۱۰

نقشہ ذیل سے درآمد و برآمد اشیاے تجارت خانگی کی بابت سنہ ۱۸۹۲ء کے معلوم ہوگی اس مین صرف ہندوستان کی پیداوار ہے اور وہ چیزین جو دوسرے ملکون سے آئین اور پھر باہر گئین شامل نہین ہین۔

برآمد	قیمت	درآمد	قیمت
چاول	۱۳۳۸۵۹۷۱	صنوعات روئی	۲۸۶۸۹۴۷۲
گندم	۱۴۳۸۰۴۶۲	فلزات ظروف آہنی وچاقو وغیرہ	۶۸۹۴۰۶۷

برآمد	قیمت	درآمد	قیمت
کپاس	۱۰۷۵۴۳۱۲	ریشم خام اور اوسکی مصنوعات	۳۰۱۴۶۹۸
روئی اور اوسکی مصنوعات	۷۰۳۵۰۳۶	شکر	۲۵۶۱۹۹۶
افیون	۹۵۶۲۲۶۱	اونی اسباب	۱۷۶۲۰۳۱
تخم (خاصتاً تخم روغن)	۱۲۲۰۸۴۵۸	شراب	۱۴۴۲۰۹۵
کھال و چمڑا	۵۱۸۶۰۰۲	اوزارات ریلوے	۱۴۸۴۱۷۳
پٹ سن (خام)	۶۸۴۸۴۹۳	روغن	۲۶۳۵۹۵۵
پٹ سن کی مصنوعات	۲۵۱۳۱۰۰	کلین	۲۱۱۱۵۹۶
چاے	۵۹۶۸۱۲۹	کویلہ	۱۲۵۰۴۹۳
نیل	۳۲۱۴۰۷۶	اشیاے خوردنی	۱۷۷۱۷۹۳
دوسرے رنگ	۷۶۴۷۱۰	پوشاک (جسمیں مؤزہ شامل نہیں ہے)	۱۳۹۸۰۲۷
کافی	۱۹۹۸۶۵۹	نمک	۶۲۷۹۵۳
اون خام	۱۰۱۳۸۶۴	مصالحہ	۷۹۷۱۹۶
مصالحہ	۴۰۸۹۷۸	گلاس	۷۲۸۲۰۳
لاکھہ (جسمیں رنگین لاکھہ داخل نہیں ہے)	۷۵۱۲۲۴	ادویہ	۶۵۰۴۲۵
شکر	۵۰۸۴۱۷	کاغذ	۴۷۰۳۳۹
ریشم خام	۵۱۸۶۲۷	چمڑا بان	۴۱۴۹۴۲

برآمد	قیمت	درآمد	قیمت
ریشم اوسکی مصنوعات	۱۸۳۹۵۷	غلہ	۲۱۵۵۹۰
روغن	۵۸۳۸۱۱		
لکڑی	۶۰۹۴۶۳		
اون کی مصنوعات	۹۴۷۸۸		
اشیاے خوردنی	۷۷۶۵۳۱		
شورہ	۳۶۵۶۱۸		

مختلف صوبون سے جو بڑی بڑی اشیا باہر کو جاتی ہین اون کی کیفیت بابت سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء کے نقشہ ذیل سے معلوم ہوگی۔

	بنگال	بمبئی	سندہ	مدراس	برہما
	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ
چاول	۳۸۰۶۸۴۴۰	۳۲۳۴۱۵۰	۳۶۵۷۴۰	۴۹۸۶۸۷۰	۸۷۱۹۴۵۰۰
گندم	۲۱۱۸۵۱۷۰	۷۲۷۸۵۶۸۰	۴۹۸۳۰۶۵۰	۳۱۲۰	۰
افیون	۶۰۱۴۷۹۲۰	۳۵۴۷۴۶۹۰	۰	۰	۰
نیل	۲۶۳۶۰۳۹۰	۱۰۸۹۱۷۰	۲۴۰۰۳۰	۴۴۵۱۱۷۰	۰
روئی	۳۰۸۵۷۴۰	۸۵۳۶۱۸۵۰	۳۷۴۸۱۴۰	۱۵۱۲۷۴۳۰	۲۱۹۹۶۰
تخم	۴۱۸۷۵۵۸۰	۶۶۴۶۰۳۹۰	۶۶۰۰۴۹۰	۶۸۷۸۵۵۰	۲۶۱۵۷۰

جو محصول کہ درآمد مال پر ۱۸۹۱-۹۲ء مین لیا گیا اوس کی مقدار ۳۳۲۸۹۷۰ روپیہ تھی اور برآمد کے محصول کی مقدار ۸۷۹۲۱۳۰ روپیہ تھی درآمد کے محصول کی جو سب سے بڑی رقم ہے وہ نمک کے محصول کی ہے۔ اور برآمد کا محصول بالکل چاولون کا محصول ہے۔

ہندوستان اور انگلستان مین جو تجارت کا تعلق ہے اور جو نقشجات مجلس تجارت بورڈ آف ٹریڈ سے ظاہر ہوتا ہے وہ نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

درآمد سلطنت متحدہ انہندوستان									
برآمد ہندوستان بسلطنت متحدہ									
	۱۸۸۶ء	۱۸۸۸ء	۱۸۸۹ء	۱۸۹۰ء	۱۸۹۱ء				
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ				
	۳۰۵۲۹۲۱۰	۳۵۸۳۲۰۹	۳۷۶۳۹۷۷	۳۵۲۹۲۳۴	۳۴۹۹۲۰۴				
	۳۰۵۲۹۲۱۰	۳۵۸۳۲۰۹	۳۷۶۳۹۷۷	۳۵۲۹۲۳۴	۳۴۹۹۲۰۴				
ہندوستان سے جو خاص خاص اجناس تجارت سلطنت متحدہ مین ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۱ء تک گئین وہ نقشہ ذیل سے معلوم ہونگی۔									
سال	روئی	گیہون	چمڑہ	چاول	نیل				
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ				
۱۸۸۶ء	۳۰۷۳۰۰۴	۵۲۲۳۸۰۸	۳۶۱۸۹۰۵	۳۸۲۱۱۵۱	۱۳۴۷۴۷۹				
۱۸۸۸ء	۳۰۶۹۲۰۸	۳۶۰۵۲۸۴	۵۲۰۳۶۵۱	۴۷۸۳۰۲۵	۱۳۸۱۹۹۴				
۱۸۸۹ء	۳۱۰۲۹۶۴	۳۴۰۵۲۸۴	۵۲۶۶۹۹۴	۴۷۸۳۰۲۵	۱۳۸۱۹۹۴				
۱۸۹۰ء	۳۰۶۹۲۰۸	۳۴۰۵۲۸۴	۵۲۶۶۹۹۴	۴۷۸۳۰۲۵	۱۳۸۱۹۹۴				
۱۸۹۱ء	۳۰۶۹۲۰۸	۳۴۰۵۲۸۴	۵۲۶۶۹۹۴	۴۷۸۳۰۲۵	۱۳۸۱۹۹۴				

دوسری چیزون مین سے پکا ہوا چمڑا ۲۱۱۵۵۴۶ پونڈ کا اور چرم خام ۴۵۰۰۰۰۷ پونڈ کا۔ اور کافی ۴۰۴۴۲۱۰۴ پونڈ کی اور اون ۹۸۵۲۲۱ پونڈ کی سنہ ۱۸۹۱ء مین سلطنت متحدہ کو گئین —

اور سلطنت متحدہ کی پیداوارین سے بڑی بڑی چیزین جو ہندوستان کو آئین وہ حسب تفصیل ذیل ہین —

سال	مصنوعات روئی	روئی کاسوت	لوہا	تانبا	کلین	اونی سامان
	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
سنہ ۱۸۸۴ء	۱۴۷۲۱۹۴۰	۲۵۱۶۶۷۷	۳۲۲۶۰۳۶	۹۱۹۷۳۸	۱۶۸۵۲۳۱	۵۵۲۱۷۲
سنہ ۱۸۸۸ء	۱۸۵۳۰۴۴۱	۲۷۱۸۴۴۳	۳۱۷۷۷۹	۲۹۵۵۰۵	۲۰۳۸۹۴۶	۵۲۰۸۱۲
سنہ ۱۸۸۹ء	۱۷۹۸۹۳۴	۲۲۵۰۲۹۲	۲۸۱۹۰۹۲	۷۰۱۹۰۰	۱۹۹۴۵۵۶	۴۷۲۰۳۶
سنہ ۱۸۹۰ء	۱۸۴۷۶۱۱۰	۲۵۹۳۶۸۰	۳۱۸۸۳۱۴	۸۵۵۵۸۷	۱۸۰۱۴۵۰	۵۶۰۰۵۴
سنہ ۱۸۹۱ء	۱۹۱۱۳۲۳۷	۲۳۹۹۲۷۵	۲۳۲۴۰۵۹	۸۱۹۳۷۳	۱۹۱۱۲۴۵	۶۱۵۰۱۱

جو چیزین کہ سنہ ۱۸۹۱ء مین ہندوستان کی برطانیہ عظمیٰ کو گئین اور جو فانگی پیداوار اور مصنوعات برطانیہ عظمیٰ سے ہندوستان کو آئین وہ حسب تفصیل ذیل ہین —

نام ممالک	برآمد	درآمد
	پونڈ	پونڈ
بمبئی و سندہ	۹۰۴۱۹۷۷	۱۲۳۸۱۳۴۵
مدراس	۳۷۵۴۶۴۰	۳۲۸۶۳۴۶
بنگال	۱۷۰۳۴۵۱۳	۱۳۳۷۵۴۲۷
برہما	۲۴۰۳۲۶۸	۲۱۳۴۸۵۰
میزان	۳۲۲۳۴۳۹۸	۳۱۱۷۷۹۶۸

ہندوستان کے چھ بڑے بڑے بندرگاہوں سے جو اور ملکوں کو مال و اسباب تجارت گیا یا آیا اون کی پانچ سال گذشتہ کی کیفیت نقشہ ذیل سے معلوم ہوگی۔

نام ممالک	۱۸۸۷-۸۸ء	۱۸۸۸-۸۹ء	۱۸۸۹-۹۰ء	۱۸۹۰-۹۱ء	۱۸۹۱-۹۲ء
	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ
بمبئی	۵۹۶۵۴۶۰۰۰	۶۵۲۹۲۳۰۰۰	۶۵۷۴۸۰۰۰۰	۶۵۳۷۱۶۰۰۰	۶۶۳۵۲۰۰۰۰
کلکتہ	۵۸۹۵۵۸۰۰۰	۶۲۲۸۸۲۰۰۰	۶۳۱۱۲۴۰۰۰	۶۱۷۵۰۶۰۰۰	۶۳۹۳۳۱۰۰۰
رنگون	۹۸۹۷۷۰۰۰	۹۳۱۰۰۰۰۰	۱۰۸۹۳۷۰۰۰	۱۲۴۳۷۶۰۰	۱۲۶۱۴۵۰۰۰
مدراس	۸۸۰۰۱۰۰۰	۹۲۹۶۷۰۰۰	۱۰۳۹۳۰۰۰	۱۰۰۲۰۷۰۰۰	۸۹۱۸۰۰۰۰
کراچی	۵۱۶۸۸۰۰۰	۷۳۷۷۲۰۰۰	۸۴۰۵۷۰۰۰	۸۴۰۲۱۰۰۰	۱۱۳۱۱۰۰۰
توتی کورن	۱۶۱۳۹۰۰۰	۱۶۵۵۱۰۰۰	۲۲۶۴۷۰۰۰	۲۰۳۶۰۰۰۰	۱۶۴۸۲۰۰۰۰

نہر سوئز میں ہوکر جو مال و اسباب تجارت ہندوستان سے گیا اوسکی قیمت ۵۴۷۰۶۵۱۶۰

روپیہ تھی اور جو ہندوستان مین آیا اوسکی قیمت ۶۷۲۷۳۵۸۳۰ روپیہ تھی۔

علاوہ تجارت بحری مذکورہ کے خشکی کے ذریعے سے بھی بڑی تجارت ہوتی ہے نقشہ ذیل سے تین سال گذشتہ کی تجارت خشکی کی کیفیت معلوم ہوگی اس مین سونا چاندی شامل نہین ہے کیونکہ جو تعداد اوس کی بتائی گئی ہے وہ قابل اعتبار نہین۔

سال	درآمد	برآمد	میزان
سنہ ۱۸۹۰ء	۳۲۶۱۷۰۰۰	۳۲۶۳۴۰۰۰	۶۵۲۵۱۰۰۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۳۵۱۵۲۰۰۰	۳۰۲۹۷۰۰۰	۶۵۴۴۹۰۰۰
سنہ ۱۸۹۲ء	۳۹۷۰۹۰۰۰	۳۹۱۸۲۰۰۰	۷۸۸۹۱۰۰۰

جو پاس پڑوس کے بڑے بڑے مقامات سے اور ہندوستان سے تجارت ہوتی ہے اوس کا حال سہ سالہ گذشتہ کا نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا اس مین سونا چاندی شامل نہین ہے۔

	درآمد از مقام			برآمد از ہندوستان بمقام		
	۱۸۹۰ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء	۱۸۹۰ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
بس بیلا	۳۲۸۰۰	۴۸۸۰۰	۴۳۸۰۰	۲۹۱۰۰	۲۸۶۰۰	۲۳۶۰۰
قلات	۳۹۹۰۰	۳۳۱۰۰	۴۳۸۰۰	۳۵۵۰۰	۳۴۰۰۰	۱۰۷۰۰
قندہار[1]	۷۱۰۰	۱۲۹۰۰	۴۶۰۵۰۰	۱۶۹۰۰	۵۷۰۰	۵۱۲۲۰۰

[1] اس بے موقع کمی بیشی کا سبب یہ ہے کہ ابھی نیا قاعدہ ان تحقیقاتوں کی رجسٹری کا جاری ہوا ہے اور بندوبست کامل نہین ہے

	درآمد از مقام			برآمد از ہندوستان بمقام		
	۱۸۹۰ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء	۱۸۹۰ء	۱۸۹۱ء	۱۸۹۲ء
سیوستان	۶۴۰۰	۶۳۴۰۰	۶۹۵۰۰	۷۵۴۰۰	۶۸۳۰۰	۸۵۵۰۰
کابل	۳۲۵۳۰۰	۲۰۸۶۰۰	۲۱۸۱۰۰	۷۹۶۵۰۰	۴۵۹۹۰۰	۶۵۳۶۰۰
باجور	۷۵۷۰۰	۹۳۴۰۰	۷۹۵۰۰	۸۹۷۰۰	۹۳۵۰۰	۱۰۳۳۰۰
کشمیر	۵۷۸۷۰۰	۵۴۳۲۰۰	۵۹۶۸۰۰	۵۶۳۸۰۰	۵۶۵۲۰۰	۶۵۶۵۰۰
لداخ	۲۴۵۰۰	۳۴۲۰۰	۳۰۱۰۰	۲۲۳۰۰	۲۷۶۰۰	۲۱۶۰۰
تبت	۱۰۱۴۰۰	۷۷۷۰۰	۱۰۱۸۰۰	۴۰۴۰۰	۴۰۲۰۰	۴۷۶۰۰
نیپال	۱۵۴۲۱۰۰	۱۷۱۹۵۰۰	۱۵۵۷۵۰۰	۱۲۵۸۰۰۰	۱۲۸۵۴۰۰	۱۳۳۴۰۰۰
کرینی	۷۶۲۰۰	۱۴۸۷۰۰	۱۷۴۱۰۰	۳۴۹۰۰	۱۴۴۰۰	۱۴۴۰۰
ریاستہائے شان	۹۴۲۰۰	۱۸۱۲۰۰	۲۱۰۱۰۰	۱۲۳۴۰۰	۱۵۵۱۰۰	۱۶۶۵۰۰
زمی	۱۴۶۸۰۰	۱۴۱۴۰۰	۱۵۸۵۰۰	۴۲۶۰۰	۵۹۰۰۰	۳۷۱۰۰
سیام	۴۹۰۰	۴۸۷۰۰	۳۴۷۰۰	۳۰۱۰۰	۲۳۴۰۰	۲۱۵۰۰
مغربی چین	۴۹۰۰	۵۳۴۰۰	۴۶۳۰۰	۳۸۴۰۰	۱۰۸۷۰۰	۱۰۴۵۰۰

جہاز رانی

پانچ سال گذشتہ مین جو جہازات کہ برٹش انڈیا کے بندگاہون مین آئے یا گئے اونکی تعداد اور اون کے مال و اسباب کا وزن ٹنون[1] مین نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

(۱) ۲۸ من کا ایک ٹن ہوتا ہے۔ جہاز رانی کی اصطلاح مین ۱۰۰ مکعب فیٹ کا ایک ٹن دیتا ہے۔

قوم کا نام جسکے جہاز آوے یا گئے	۱۸۸۷-۸۸ء		۱۸۸۸-۸۹ء		۱۸۸۹-۹۰ء		۱۸۹۰-۹۱ء		۱۸۹۱-۹۲ء	
	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن
درآمد										
انگریزی	۱۸۹۸	۲۸۲۳۷۱۲	۱۸۱۸	۲۸۱۴۸۷۷	۱۸۶۹	۲۹۰۰۵۵۱	۲۱۱۸	۳۱۶۱۷۶۵	۲۳۲۵	۳۵۶۳۴۷۸
برٹش انڈین	۱۰۴۳	۱۳۶۹۶۸	۱۰۷۱	۱۵۵۲۳۴	۱۰۹۳	۱۵۶۶۷۰	۱۰۲۱	۱۵۳۳۷۸	۹۵۳	۱۴۶۶۵۹
ممالک غیر	۷۴۰	۴۷۰۲۲۳	۶۵۷	۳۹۹۱۰۴	۷۰۸	۴۵۶۷۰۶	۶۳۸	۴۶۳۶۷۲	۷۲۱	۵۰۷۹۴۴
ہندوستانی	۱۶۲۷	۸۳۳۱۱	۱۶۳۵	۸۰۹۶۴	۱۶۱۲	۸۴۲۵۴	۱۷۱۳	۸۴۰۲۶	۱۶۸۷	۹۰۰۹۴
میزان	۵۳۰۸	۳۵۱۴۲۱۴	۵۱۸۱	۳۴۵۰۱۷۹	۵۲۸۲	۳۶۵۸۱۸۱	۵۴۹۰	۳۸۶۲۸۴۱	۵۴۸۶	۴۳۰۸۳۷۵

قوم کا نام جسکے جہاز آئے یا گئے	۱۸۸۷-۸۸ء		۱۸۸۸-۸۹ء		۱۸۸۹-۹۰ء		۱۸۹۰-۹۱ء		۱۸۹۱-۹۲ء	
	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن
برآمد										
انگریزی	۱۹۷۱	۲۹۴۹۰۳۵	۱۸۷۲	۲۸۹۸۱۳۵	۱۸۹۹	۲۹۹۱۷۰۵	۲۱۳۳	۳۱۷۴۶۷۰	۲۳۳۵	۳۵۸۳۳۵۴
برٹش انڈین	۱۰۷۸	۱۴۰۲۲۹	۱۱۲۵	۱۵۵۸۲۰	۱۰۷۵	۱۴۹۰۸۱	۱۰۰۲	۱۴۰۸۵۰	۹۷۷	۱۴۸۹۶۳
ممالک غیر	۷۳۱	۴۹۸۷۸۰	۵۹۴	۳۹۴۰۶۷	۶۳۳	۴۲۸۵۹۸	۵۶۸	۴۲۱۰۱۲	۶۴۵	۴۶۸۹۰۴
ہندوستانی	۱۸۰۵	۸۷۲۰۷	۱۷۱۳	۸۵۱۳۱	۱۷۱۵	۸۸۰۲۱	۱۸۳۰	۸۵۵۸۱	۱۵۱۵	۸۱۰۵۵
میزان	۵۵۸۵	۳۶۷۵۲۵۱	۵۳۰۴	۳۵۳۳۱۵۳	۵۳۹۱	۳۶۵۷۴۰۵	۵۵۳۳	۳۸۲۲۱۱۳	۵۴۷۲	۴۲۸۲۲۷۶
میزانِ کل درآمد و برآمد	۱۰۸۹۳	۷۱۸۹۴۶۵	۱۰۴۸۵	۶۹۸۳۳۳۲	۱۰۶۷۳	۷۳۱۵۵۸۶	۱۱۰۲۳	۷۶۸۴۹۵۴	۱۱۱۵۸	۸۵۹۰۶۵۱

جو خانی جہاز برائے مہر سوز ہندوستانی بندرگاہوں میں آئے یا گئے اُن کی تفصیل
بابت سنین مذکورہ ذیل سے معلوم ہوگی۔

سن	درآمد		برآمد		میزان	
	تعداد	وزن ٹنوں میں	تعداد	وزن ٹنوں میں	تعداد	وزن
۱۸۸۱-۸۲ء	۹۲۹	۱۳۷۰۲۴۲	۱۰۶۰	۱۵۱۷۷۴۶	۱۹۸۹	۲۸۸۷۹۸۸
۱۸۸۷-۸۸ء	۷۸۴	۱۴۰۷۹۹۷	۹۴۹	۱۶۳۷۷۳۸	۱۷۳۳	۳۰۴۵۷۳۵
۱۸۸۸-۸۹ء	۷۵۵	۱۴۰۸۳۳۱	۹۶۷	۱۷۳۵۴۲۶	۱۷۲۲	۳۱۴۳۹۵۷
۱۸۸۹-۹۰ء	۷۷۷	۱۳۳۱۷۶۷	۹۳۱	۱۷۲۳۵۹۷	۱۶۰۸	۳۰۵۵۳۶۴
۱۸۹۰-۹۱ء	۷۵۲	۱۴۸۷۱۱۱	۹۶۵	۱۸۲۱۴۰۵	۱۷۱۷	۳۳۰۸۵۱۶
۱۸۹۱-۹۲ء	۱۰۴۳	۲۰۱۹۴۸۳	۱۲۶۸	۲۴۱۲۳۴۱	۲۳۱۱	۴۴۳۱۸۲۴

جو تجارتی جہاز کہ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء مین آئے اون کی تعداد ۱۰۹۶۶۵ اور اون کا وزن ۱۰۱۸۵۹۶ ٹن تہا - اور جو سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء مین آئے اون کی تعداد ۱۰۸۹۴۵ اور وزن ۱۰۶۱۴۵۶۴ ٹن تہا - اور جو جہاز کہ گئے اون کی تعداد سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء مین ۱۰۳۸۰۹ اور وزن ۹۸۸۰۷۶۶ ٹن تہا - اور سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء مین تعداد ۹۹۳۹۴ اور وزن ۱۰۲۸۶۵۸۹ ٹن تہا -

سنہ ۱۸۹۱-۹۲ء مین ۸۶ جہاز جن مین ۳۳۱۶ ٹن مال جا سکتا ہے ہندوستانی بندرگاہون مین تیار ہوئے جن مین سے ۴۴ بمبئی مین اور ۲۵ مدراس مین بنے - چھ سال گذشتہ کے درمیان یہان جہازونکے بننے اور اون کی رجسٹر ہونے وغیرہ کا حال نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا -

	۱۸۸۷ء		۱۸۸۸ء		۱۸۸۹ء		۱۸۹۰ء		۱۸۹۱ء		۱۸۹۲ء	
	تعداد	وزن ٹنوں میں	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن	تعداد	وزن
تعداد جہازات جو بنائے گئے	۱۸۳	۴۳۱۱	۱۱۵	۴۲۰۳	۱۱۸	۴۷۸۱	۱۰۶	۳۰۰۶	۸۰	۲۷۹۵	۸۶	۳۳۱۶
" جن کی رجسٹری ہوئی	۱۸۰	۹۷۵۵	۱۶۵	۱۰۱۴۶	۱۸۹	۱۳۲۷۶	۱۵۰	۸۵۹۱	۱۲۴	۱۰۰۰۵	۱۳۷	۱۰۰۶۰

وسائل آمد و رفت اندرونی

نقشہ ذیل سے سرکاری سڑکوں کی لمبائی میلوں میں معلوم ہوگی

نام ممالک	پختہ سڑکوں کی لمبائی میلوں میں	خام سڑکوں کی لمبائی میلوں میں	میزان
بنگال	۳۹۳۲	۲۷۰۹۵	۳۱۰۲۷
ممالک مغربی وشمالی اودھ	۴۹۲۴	۲۳۵۸۱	۲۸۵۱۵
پنجاب	۲۲۵۶	۲۱۹۲۰	۲۴۱۷۶
برہما	۱۰۹۲	۲۶۸۰	۳۷۷۲
ممالک متوسط	۱۲۰۱	۶۰۵۷	۷۲۵۸
آسام	۱۲۰	۴۷۵۹	۴۸۷۹
مدراس	۱۱۰۹۵	۴۱۰۳۶	۲۱۵۳۱
بمبئی	۲۵۷۶	۱۷۷۰۹	۲۰۲۸۵
حیدرآباد	۸۲۰	۰	۸۲۰
کورگ	۸۹	۲۲۱	۳۱۰
میسور	۱۷۳۰	۳۱۷۰	۳۹۰۰
راجپوتانہ	۷۷۱	۱۱۶۲	۱۹۳۳
وسط ہند	۱۵۵۴	۰	۱۵۵۴
بلوچستان	۳۷۶	۸۸۹	۱۲۶۵
سڑکہائے متعلق فوج	۸۴۲	۴۴۰	۱۲۸۲
میزان	۳۳۳۸۸	۱۲۰۱۱۹	۱۵۳۵۰۷

دریاے گنگا برہمپتر سندہ ایراوتی اور ان کی شاخین یہ سب مال کے اندرونی آمدورفت کے کام مین آتی ہین - اور خاصکر جنوبی ہند مین تو نہرین آمدورفت کا بڑا بھاری ذریعہ ہین - مگر ریلوے اس کام کیواسطے بہت جلد تمام جزیرہ نما مین تیار ہوتی جاتی ہے -

۲ ریلوے

جس حساب سے کہ بارہ سال گذشتہ مین ریلوے کے بننے کی ترقی ہوتی رہی ہے وہ حسب تفصیل ذیل ہے -

سنہ	میل جاری تھی	سنہ	میل جاری تھی	سنہ	میل جاری تھی	سنہ	میل جاری تھی
۱۸۷۶ء مین	۶۸۳۳ء	۱۸۸۰	۶۹۳۰۸	۱۸۸۴-۸۵ء	۱۲۰۰۰	۱۸۸۸-۸۹ء	۱۵۲۴۲
۱۸۷۷ء	۷۳۲۲ "	۱۸۸۱ء	۹۸۹۲ "	۱۸۸۵-۸۶ء	۱۲۳۷۵ "	۱۸۸۹-۹۰ء	۱۶۰۹۷ "
۱۸۷۸ء	۸۲۱۲ "	۱۸۸۲ء	۱۰۱۴۵ "	۱۸۸۶-۸۷ء	۱۳۳۸۶ "	۱۸۹۰-۹۱ء	۱۶۹۷۷ "
۱۸۷۹ء	۸۴۹۲	۱۸۸۳-۸۴ء	۱۰۸۲۸ "	۱۸۸۷-۸۸ء	۱۴۳۷۷ "	۱۸۹۱-۹۲ء	۱۷۵۶۴ "

سرکار نے جو روپیہ اب تک ہندوستانی ریلون کے بنانے مین لگایا ہے جسمین ریلون کا وہ خرچ تعمیر بھی شامل ہے جو اب بن رہی ہین اور جن کی پیمایش ہوئی ہے کل ۲۲۷۶۶۹۷۶۵۰ روپیہ ہے اور اوس کی تفصیل اس طرح پر ہے -

سرکاری ریلوے (اسٹیٹ ریلوے	روپیہ ۱۳۳۵۴۶۰۷۴	وہ روپیہ جو سرکار نے کمپنیوں کو بطور امداد کے دیا ہے	روپیہ ۵۴۰۲۰۹۱۰	کوئلہ کی کھانیں	روپیہ ۲۴۷۵۲۴۰
" جو کمپنیوں کو پٹہ پر دیئے گئے ہیں	۲۸۱۱۳۷۶۳۰	ہندوستانی ریاستیں	۸۶۰۰۲۵۱۰	سوبنگال و ممالک شمال	۱۶۶۵۹۶۰
گرینٹڈ ریلوے	۴۹۲۰۵۶۶۸۰	غیر ملکی ریلیں	۱۶۸۹۰۶۸۰	و مغرب و دہلی کا لکا ریلوے	
وہ روپیہ جو سرکار نے کمپنیوں کو بطور امداد کے لیا ہے	۲۰۴۹۴۶۰	زیر پیمایش	۴۹۳۵۵۴۰	میزان	۲۲۷۶۶۹۷۶۵ روپیہ

سنہ ۱۸۹۱ء کے آخر تک جو سرمایہ کہ گیرینٹڈ ریلوے کمپنیوں نے جمع کیا اوس کی تعداد ۴۵۲۵۳۷۹۶ پونڈ تھی اور سرکاری ریلوے کا جو کمپنیوں کو پٹے پر دی گئیں ۲۲۷۱۶۸۵۴ پونڈ یا دونوں کا مجموعہ ۶۷۹۷۰۶۵۰ پونڈ تھا۔ اور اوس کی تفصیل اس طرح ہے۔

گیرینٹڈ ریلوے		سرکاری ریلوے جو کمپنیوں کو پٹہ پر دی گئیں			
گریٹ انڈین پنن شولا	۲۵۴۷۶۹۳۳ پونڈ	بنگال ناگپور	۶۹۰۵۷۸۱ پونڈ	میسور	۱۲۲۴۰۰۰ پونڈ
بمبئی بڑودہ اور وسط ہند کی ریلوے	۸۸۰۷۲۱۹	انڈین مڈلینڈ	۶۹۸۶۱۱۶	بنگال سنٹرل	۱۰۰۰۰۰۰
مدراس	۱۰۹۶۹۶۴۴	لکھنو بریلی	۱۴۰۷۰۰۰	میزان	۲۲۷۱۶۸۵۴
میزان	۴۵۲۵۳۷۹۶	جنوبی مرہٹہ	۶۴۵۳۹۵۷		

ریلوے کی کل آمدنی سنہ ۱۸۹۰ء مین ۲۰۶۶۹۸۲۲ روپیہ اور سنہ ۱۸۹۱ء مین ۲۰۷۹۰۴۰۴۲۴۰ روپیہ ہوئی - سنہ ۱۸۹۱ء مین مسافرون کی تعداد ۱۲۲۸۵۵۳۳۷ اور اون کا کرایہ ۷۵۳۷۶۲۰ روپیہ اور رفتار میلون مین ۳۷۹۷۳ تھی اور سنہ ۱۸۹۰ء مین مسافرون کی تعداد ۱۱۴۰۸۲۲۴۶ اور اون کا کرایہ ۷۰۵۷۷۵۴۰ اور رفتار میلون مین ۳۷۷۰۵۲۲۴ تھی -

جو مال واسباب اور جانور سنہ ۱۸۹۱ء مین ریل مین ہوکر گئے اون کا وزن ۲۶۱۵۸۹۵۳ ٹن اور اون کا کرایہ ۱۵۶۰۸۱۱۷۰ روپیہ اور رفتار میلون مین ۳۸۹۲۴۳۱ تھی اور سنہ ۱۸۹۰ء مین اوس کی مقدار ۲۲۶۱۲۷۱۸ ٹن اور کرایہ ۱۲۹۹۳۰۲۱۰ روپیہ اور رفتار میلون مین ۳۵۰۹۶۶۹۷۳۵ تھی -

سنہ ۱۸۹۱ء مین جو خرچ ہوا اوس کی کل تعداد ۱۱۳۰۳۸۴۷۰ روپیہ یا ۵۰۲۷۴ فیصدی کل آمدنی پر تھا - اور یہی خرچ سنہ ۱۸۹۰ء مین ۱۰۳۱۰۹۱۳۰ روپیہ یا ۴۹۶۸۷ فیصدی کل آمدنی پر تھا -

سنہ ۱۸۹۱ء مین خالص آمدنی ۹۴۳۶۴۳۲۰ روپیہ ہوئی اور سنہ ۱۸۹۰ء مین ۱۰۳۵۸۹۰۹۰ روپیہ تھی - سنہ ۱۸۹۱ء کی آمدنی کا اوسط جاری ریلوے کے کل سرمایہ خرچ شدہ پر ۵۶۷۶ فی صدی ہوا - اور سنہ ۱۸۹۰ء مین ۵۸۵۴ فیصدی تھا - اس خرچ مین وہ خرچ بھی شامل ہے جو دخانی کشتیون کی کارروائی مین ہوا اور وہ رقمین بھی داخل ہین جن کے خرچ کا ابھی فیصلہ کامل نہین ہوا ہے -

۳ ڈاک وتار برقی

اگرچہ سنہ ۱۸۵۶ء مین ڈاکخانے ۷۵۳ تھے مگر اس مین اوس وقت سے بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ اور سنہ ۱۸۹۱ء مین ڈاکخانون اور صندوقون کی تعداد ۲۰۳۹۳ ہوگئی ہے۔

سنہ ۱۸۹۱ء کے حسابی سال مین ۳۱ مارچ تک جو خطوط پوسٹ کارڈ منی آرڈر برٹش انڈیا کے ڈاکخانون مین ہوکر گذرے اون کی تعداد ۲۸۸۰۶۴۷۷ تھی۔ اور اخبار ۲۴۹۳۵۳۶۸ اور پارسل ۱۹۰۵۴۷ اور پیکیٹ ۱۰۳۷۵۳۱۹ تھی۔ جن کا کل مجموعہ ۳۲۵۲۷۸۷۱۱ ہوتا ہے پنج سالہ گذشتہ کے خطوط وغیرہ کی تعداد جو ڈاکخانون مین ہوکر گذرے اور ڈاکخانون کا آمد وخرچ نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

سال	تعداد خطوط واخبارات وغیرہ	تعداد ڈاکخانجات ومشرق چٹھیاں	آمدنی	خرچ
سنہ ۱۸۸۷ء	۲۵۹۵۷۰۸۶۱	۱۶۴۸۳	۱۱۵۷۸۷۸۰	۱۳۵۳۸۷۷۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۲۷۴۳۹۸۶۲۲	۱۶۹۶۷	۱۲۱۴۱۹۶۰	۱۳۷۵۲۱۵۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۲۹۳۲۲۴۲۲۸	۱۷۶۰۰	۱۲۸۱۵۴۰۰	۱۳۴۲۴۵۲۰
سنہ ۱۸۹۰ء	۳۱۱۹۸۸۱۱۰	۱۹۱۹۶	۱۳۰۱۳۶۲۰	۱۳۷۶۵۹۴۰
سنہ ۱۸۹۱ء	۳۲۵۲۷۸۷۱۱	۲۰۳۹۳	۱۴۰۲۷۴۸۰	۱۳۹۶۵۳۵۰

حسابی سال مین جو ۳۱ مارچ سنہ ۱۸۷۰ء کو ختم ہوا کل ۵۰۲۸۱ میل ڈاک روانہ ہوئی جسمین سے ۵۸۶۰۴ میل بذریعہ کشتی دوہرکارہ ۵۴۶۰ میل بذریعہ گاڑی اور گھوڑے کے اور

۴۲۳۵ میل بذریعہ ریلوے کے راستے طے ہوا ۱۸۹۱ء مین کل ڈاک ۷۴۳۹۳ میل روانہ ہوئی اوس مین سے ۵۳۷۵۳ میل بذریعہ دخانی جہاز و کشتی دھکارہ اور ۱۲۶۴ میل بذریعہ گاڑی و گھوڑے کے اور ۱۶۵۱۴ میل بذریعہ ریلوے کے طے ہوئے ہندوستان کی سرکاری تار برقی کی لمبائی اور اوسپر جو پیغام روانہ ہوئے اون کی تعداد اور نیز آمد و خرچ پنج سالہ کی مقدار نقشہ ذیل سے معلوم ہوگی۔

سال	طول تار برقی میلون مین	طول سڑک میلون مین	آمدنی	خرچ	تعداد پیغامات جسپر محصول لیگیا
۱۸۸۷ء	۸۶۸۹۱	۳۰۰۳۴	۶۹۲۷۴۷۰	۷۱۴۴۶۴۰	۲۵۱۶۸۲۶
۱۸۸۸ء	۹۳۵۱۷	۳۱۸۹۴	۷۶۳۸۸۶۰	۷۸۶۶۲۷۰	۲۸۰۷۶۱۷
۱۸۸۹ء	۹۹۶۵۵	۳۳۴۶۲	۷۴۲۱۴۸۰	۷۰۴۰۹۲۰	۲۹۸۳۱۵۲
۱۸۹۰ء	۱۰۶۱۴۰	۳۵۲۷۹	۷۶۶۸۶۵۰	۷۳۱۳۵۵۰	۳۱۳۲۵۷۱
۱۸۹۱ء	۱۱۳۵۱۲	۳۷۰۷۰	۷۸۱۰۳۴۰	۷۶۳۹۸۰۰	۳۵۰۷۱۰۰

۳۱ مارچ ۱۸۹۱ء کو تمام ہندوستان مین ۹۴۹ تار گھر کے دفتر تھے۔

سکہ اور کاغذ زر (نوٹ وغیرہ)

پندرہ سال گذشتہ سے جو چاندی کی قیمت برابر گھٹتی چلی جاتی ہے اس وجہ سے ہندوستان کے انتظام مین پیشتر کی بہ نسبت ایک سخت دقت حائل ہو رہی ہے ہندوستان کی بابت ایک کرور پچاس لاکھ پونڈ کے قریب برطانیہ عظمی مین خرچ کرنا پڑتے ہین اور یہ تمام روپیہ سونے کے سکون مین ادا کرنا ہوتا ہے حالانکہ

ہندوستان کا محاصل چاندی کے سکّے مین وصول ہوتا ہے اور اس وجہ سے بجاے پندرہ کرور روپیہ کے بائیس کرور پچاس لاکھ روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ روپیہ کی قیمت ۱۶ شلنگ سے گھٹکر ایک شلنگ ۴ پنس رہ گئی ہے۔

چاندی اور تانبے کے سکے جو شروع ۱۸۵۹ء سے ۱۸۹۱ء کے اخیر تک برٹش انڈیا مین بنے اون کی مقدار ۳۵۲۶۰۳۹۷ روپیہ کی ہے اس مدت مین سے جب سنہ ۱۸۷۷-۷۸ء مین قحط پڑا تھا تو اوس سال سب سے بہت سکّہ بنا تھا جس کی مقدار ۱۶۳۲۸۹۱۷۰ روپیہ تھی۔

ہندوستان مین کثرت سے چاندی کا سکہ چلتا ہے اور سکے کی تعداد جو ہر سال بنتا ہے بہت کثرت سے ہے ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۱ء تک جو ہندوستان کی دونون ٹکسالون کلکتہ بمبئی مین روپیہ مسکوک ہوا اوس کی تعداد حسب تفصیل ذیل ہے

سال	سونا	چاندی	تانبا	میزان
	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ
۱۸۸۷ء	۰	۴۶۱۶۵۳۷۰	۱۱۷۱۲۸۰	۴۷۳۳۶۶۵۰
۱۸۸۸ء	۰	۱۰۷۸۸۴۲۵۰	۱۷۰۳۳۷۰	۱۰۹۵۸۷۶۲۰
۱۸۸۹ء	۲۲۶۰۹۰	۷۳۱۲۲۵۵۰	۱۰۱۵۰۳۰	۷۴۳۶۳۶۷۰
۱۸۹۰ء	۲۳۰۵۱۰	۸۵۵۱۱۵۸۰	۲۰۴۴۶۸۰	۸۷۷۸۶۷۷۰
۱۸۹۱ء	۰	۱۳۱۶۳۴۸۰۰	۱۷۸۳۰۹۰	۱۳۳۴۱۷۸۹۰

۱۶ جولائی ۱۸۶۱ء کو گورنمنٹ ہند نے ایک قانون منظور کیا جسکی رو سے پرامیسری نوٹ جاری کیئے گئے اور جہان کہین کسیوقت ضرورت پڑی اون کے اجرا کے حلقہ مقرر فرمائے۔ اور اونہین حلقون کے اندر اون کا جاری ہونا سرکاری طور پر جائز کیا۔ اور قرار دیا کہ اون کے اجرا کے مقام پر نیز پریذیڈنسی یعنی صوبہ کے صدر مقام پر اون کا روپیہ ادا کیا جائے۔ ایسے حلقے اس وقت آٹھ ہین۔ اور اون آٹھون مین پانچ روپیہ سے لیکر دس ہزار روپیہ تک کے نوٹ جاری ہین

۳۱ مارچ ۱۸۶۳ء کو نوٹون کی مقدار جو جاری تھی ۴۹۲۶۰۰۰ روپیہ کی تھی سالہانے ذیل کے ۳۱ مارچ کو جاری نوٹون کی مقدار حسب تفصیل ذیل تھی۔

۱۸۸۷ء	۱۳۸۷۶۸۳۶۰ روپیہ	۱۸۸۸ء	۱۵۷۳۷۸۱۳۰ روپیہ	۱۸۹۱ء	۲۵۶۹۰۴۴۹۰ روپیہ
۱۸۸۸ء	۱۶۴۲۴۳۸۰۰	۱۸۹۰ء	۱۵۷۷۱۷۸۰۰	۱۸۹۲ء	۲۴۰۷۶۴۰۸۰

نوٹون کا اجرا جو صرف کلکتہ اور بمبئی سے ہوا اون کی مقدار کل نوٹون کے اجرا کی مقدار سے قریب دو ثلث کے ہے۔ پانچ سال گذشتہ تین سرکاری ہندوستانی بینکونکی حالت حسب تفصیل ذیل تھی۔ سنہ ۱۸۹۰-۹۱ء مین ان بنکون کی تعداد یہ تھی۔

پریزیڈنسی بینک ۳ ریلوے بنک ۱۳ پوسٹ آفس بنک ۶۴۵۵ ملٹری بنک ۱۷

سنہ	بینک	ہندوستانی امانت دہندہ		یورپین یا یورلیشین امانت دہندہ		میزان	
		تعداد	بقایا اخیر سال پر	تعداد	بقایا اخیر سال پر	تعداد	بقایا اخیر سال پر
			روپیہ		روپیہ		روپیہ
۱۸۸۶-۸۷ء	۶۲۲۹	۲۳۰۲۲۲	۴۳۶۲۹۵۳۲	۵۸۸۴۳	۱۳۶۸۵۷۷۳	۲۸۹۰۶۵	۵۷۳۱۵۳۰۵
۱۸۸۷-۸۸ء	۶۱۵۱	۲۶۶۳۰۸	۵۰۹۹۲۷۲۱	۶۵۴۰۳	۱۴۷۸۴۶۵۴	۳۳۱۷۱۱	۶۵۷۷۷۳۷۵
۱۸۸۸-۸۹ء	۶۲۳۶	۳۱۲۷۲۲	۵۹۳۶۳۱۵۹	۷۰۲۴۹	۱۵۶۳۷۵۴۹	۳۸۲۹۷۱	۷۵۰۰۰۷۰۸
۱۸۸۹-۹۰ء	۶۵۴۵	۳۵۵۰۱۷	۵۹۳۸۲۷۶۳	۷۶۲۹۱	۱۴۵۸۵۷۷۵	۴۳۱۳۰۸	۷۳۹۶۸۵۳۸
۱۸۹۰-۹۱ء	۶۶۴۱	۴۰۲۰۶۱	۶۴۴۳۶۰۶۰	۷۲۷۰۹	۱۴۵۳۹۳۹۰	۴۷۴۷۷۰	۷۸۹۷۵۴۵۰

روپیہ - وزن - اور پیمانے

ہندوستان کے روپیہ کا وزن اور وزن اور پیمانے مروجہ حسب تفصیل ذیل ہیں -

ایک پائی		= ½ فارتنگ
۳ پائی	= ایک پیسا	= ۱½ فارتنگ
۴ پیسے یا ۱۲ پائی	= ایک آنہ	= ۱½ پنس
۱۶ آنہ	= ایک روپیہ	= ۲ شلنگ
۱۶ روپیہ	= ایک مہر یا اشرفی	= ایک پونڈ ۱۲ شلنگ

ہندوستان اور انگلستان کے سکون کی قیمت یا شرح مبادلہ چاندی سونے کے بہاؤ کے موافق بدلا کرتی ہے۔ کسی زمانے مین اسی سبب سے روپیہ کی قیمت ۲ شلنگ ۴ پنس تھی۔ مگر اوس کے بعد کچھ عرصہ تک ایک شلنگ کے پنس رہی۔ لیکن اب (۳۱ مارچ ۱۸۹۲ء) کو تین سال سے روپیہ کی اوسط قیمت ایک شلنگ ۵ ⅛ پنس ہوگئی ہے۔ اور اس سبب سے آجکل ایک آنہ قریب قریب ایک پنس کے برابر ہوگیا ہے

وزن اور پیمانہ

۱۰۰۰۰ کو ایک لاکھ اور ۱۰۰۰۰۰۰ کو ایک کرور کہتے ہین۔

بنگال کا من ۸۰ سیر کا ہوتا ہے	= ۸۲ ½ پونڈ اور دو پائیر
بمبئی کا من	= ۲۸ پونڈ
مدراس کا من	= ۲۵ پونڈ
کھندی = ۲۰ من	= ۳ ۶ ۲۴ بشل
تولہ	= ۱۸۰ گرین

بنگالہ کاگز ۳۶ = انچہ

۱۸۷۱ء مین گورنر جنرل کی کونسل نے ایک قانون منظور کیا جس کی رو سے برٹش انڈیا مین آخر کو ایک ہی ساوزن اور ایک ہی سے پیمانے جاری ہونگے اس قانون کے فقرہ دو سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین وزن کی ابتدا سیر سے رکھی گئی ہے جو دھات کی چیز کا بنا ہوتا ہے اور اوس کا وزن اوس وزن کے برابر ہے جو فرانس مین کیلوگرام کے نام سے مشہور ہے اور جو وزن مین ۲۰۵ر۲ پونڈ اور دو پائینز کے برابر ہے۔ اسی قانون کے تیسرے فقرے کا یہ منشا ہے کہ اسی سیر سے تمام وزن اور پیمانے شروع ہونگے۔ پیمانون کے بنانیکے واسطے کسی برتن مین پانی ڈال کر ایسی جگہ تولین گے جہان ہوا نہو۔ اور پھر اوس برتن کو ایک سیر وزن کا پیمانہ سمجھین گے اور جب تک اور کوئی حکم نہو ان وزنون کے حصے کسر اعشاریہ مین بیان کیے جائینگے فقط

راقم

حسن

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور زبان کی کتابین اردو - ہندی - فارسی - عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ ازان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے لیتہو مین طبع ہوتی ہین - عدالتون و محکمہ بندوبست اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہین یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے اور اسکی شہرت اور نیکنامی روز افزون ہے اور اس مطبع مین بنسبت اور مطابع کے کتابین بہت خوشخط صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہین کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم ہوسکتی ہے نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین -

المشتہر

محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

مہتمم مرقع عالم کی مقبول تصنیفات

"عبرت" یعنی جان اور ہنوریا کا وہی اچھوتا ناول جو سنہ ۹۰ و ۹۱ء مین مرقع عالم کی ساتھہ شائع ہوا اور جسمین شادی نکر نیکے نقصانات بہت عمدہ پیرایہ مین دکھائے گیے ہین ضرور دیکھیے

عاشقانہ رنگ مین ایسا علمی مذاق اور کہین آپ نہ دیکھینگے ضرور دیکھیے حصہ اول عہ حصہ دوم عہ

"جعفر و عباسہ" دنیا کی بیوفائی - زمانہ کے انقلابات - حسرت - رنج - غم - بس

دل بگڑ کر رہجائیگا۔ بالکل طبیعت کے بیچین کر دینے والے سامان۔ یا ناول کے پیرایہ مین قوم کو ایک نیک صلاح ہمین عورتونکی بے پردگی کے نقصانات نہایت کامیابی کے ساتھہ دکھایے گیے ہین قیمت عہ رد **مسیحاے عالم**، حفظ صحت کی مستند کتاب جسمین اُن چھپہ چیزون سے محققانہ بحث کی گئی ہے جنپر زندگی کا بالکل مدار ہے قیمت ۸ر علاوہ محصول درخواست خریداری نقد یا باجازت ویلو پی ایبل بنام حکیم محمد علی خانصاحب ایڈیٹر مرقع عالم، ہردوئی بھیجنا چاہیے۔ فقط

اشتہار

فیروزالدین کی بینظیر مشہور عالم آزمودہ نہایت مفید اور سچی دوا ایسان

حبوب خیری یعنی «فیروز نزدایبن پلز ٹانک» انسان کی صحت مسلمہ اور شرطیہ دوائی جسکو ہندوستان بھر نے مفید مانا ہے اس دوائی نے میڈیکل افسران۔ حکما اور عام پبلک سے بڑی تصدیق حاصل کی ہے کہ جسمانی کمزوری۔ ضعف اعضای رئیسہ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ لقوہ۔ آدھرنگ وغیرہ کو دور کرنے اور بدن مضبوط اور طاقتور بنانیکے لیے اور خصوصیت کے ساتھہ بلا مبالغہ بینظیر اثر کے ساتھہ جوانی کی غلط کاریون اور بے احتیاطیون کے نقص دور کرنیمین بینظیر ہین۔ بکس ۴۰ گولی عہ **جوہر عشبہ** یعنی تریاق برای فسادات خون درد کہنہ۔ خارش پھوڑا پھنسی وغیرہ شیشی کلان عہ خرد عہ **فیروز بام** اکسیر برای دمہ۔ کھانسی و خشک نزلہ و زکام آواز کا بیٹھہ جانا شیشی خرد ۱۲ر کلان عہ **تپ تلی** کا علاج اکسیر ہے۔ گولیان ۱۲ر عرق عہ ہزارون مایوس مریض خداوند تعالی کے فضل سے صحت یاب ہوے ہین تھوڑے

عرصہ کے مریض کیلیے یہ گولیان کافی ہین پرانے مریض کے لیے دونون چاہئین۔ **چوتھیا تاپ** جادو بہراق مشہور ہے
ایک شیشی سے چہہ مریض صحت پاتے ہین شیشی ۱۲ ار **حب بواسیر** بادی ہو یا خونی اکسیر ہے فی بکس ۱۲ **فیروز سرب**
اسکے استعمال سے عادات افیون و چانڈو وغیرہ بغیر تکلیف چھوٹ جاتی ہے نہ ہمین ہرہے نہ نشہ ہے۔ صرف بوتی سی طیار کیا ہے
شیشی ۱۲ **بادی گارڈ** دوائی ہیضہ و بدہضمی شیشی ۱۲ **دیکھو تازہ شہادت**۔ جناب ڈاکٹر چیتن شاہ صاحب
راے بہادر سول سرجن و میڈیکل افسر ضلع جھنگ سنہ ۱۸۹۰ء اکتوبر۔ آپکا جوہر عشبہ چند مریضون مین آزمایا گیا عمدہ مصفی خون نکلا
ہے **جناب** ڈاکٹر منہ دولی چند صاحب اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ صدر سیالکوٹ ۱۴ اکتوبر سنہ ۹۲ء آپکی جوہر خیری تجربہ کیگئین
از بس مفید ہین **گورنمنٹ** عالیہ انگلشیہ کا یورپین فوجی اعلی سے اعلی عہدہ دار۔ جناب میجر بلیک صاحب بہادر ۱۱ نومبر سنہ ۹۲ء مقام ڈلہوزی
(ترجمہ خط انگریزی) براہ مہربانی بوتل کلان فیروز بام ویلوپی اپس بھیجدیجیے درحقیقت تمہارا فیروز بام دمہ کھانسی کیلیے نہایت مفید
ہے جناب منشی دوست محمد خانصاحب از مقام جوہر کانہ بتحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۱۱ نومبر سنہ ۹۲ کو تحریر فرماتے ہین جناب کی
خوش معاملگی اور راستبازی کی مین جہانتک تعریف کرون صحیح اور درست ہے آپکی راستبازی سے ہزار ہا بندگان خدا فیضیاب ہوتے
ہین جنمین سے ایک ادنی یہ شکر گزار بھی ہے مین نے آپکی جوہر خیری وغیرہ کا ضرورتاً دفعتہ مختلف دفعون مین استعمال کیا۔ سب ایسی سریع التاثیر
اور بینظیر ثابت ہوئین کہ بیان نہین کرسکتا مین نے اپنی تمام عمر مین ایسی کوئی دوا نافع نہین پائی مجھے کلی فائدہ ہو گیا۔

المشتہر (فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر (پنجاب)

ہندوستان مین پیدا شدہ مرضون کا علاج

(مندرجہ ذیل ادویہ آزمائش سے امتحاناً منگا کر دیکھو)

شربت مقوی اعصاب۔ سریع الاثر قابل اعتماد صلبی طاقت کیلیے جو کثرت فواحشات و مسکرات و کثرت محنت سے ضعف دماغ
معدہ و جگر و دسر و کمر قبض تاریکی چشم وغیرہ عوارض جو لطف دنیا سے محروم کرنیوالے ہون دور کرکے شانہ دادہ انسانی کو درست کرتا ہے
قیمت فی شیشی للہ ر **وعن** خارجاً لگانیسے اون عوارض کو جو سوء استعمال و خلاف قدرت عامل ہونیسے اپنے ہاتھون قوا
خراب کر چکے ہون فی تولہ للہ ر **جیر آئل** دلربا خوشبو کے علاوہ بالون کو سفید ہونیسے و کتابی زنانہ کام ریش عطسہ جنکو
ادنی ادنی باتون سے ہو جاتا ہے آواز بھاری ہو جانا کھانسی وغیرہ کو دور کرتا ہے ضعف دماغ و بصر کو پیدا نہین ہونے دیتا شیشی ۱ ر

سرمہ ممیر امقوی بصر حافظہ بینائی بڑھے جالا پانی جانا خارش سرخی وغیرہ دور کرتا ہی دو ماشہ کیلیے ہے **سنون عجیب الاثر** دانت کو مضبوط کرتا ہی درد بیول گوشت خورہ مسوڑہ کی خرابیان دفع کرتا ہی ہر تولہ کیلیے عہ **حب** دائمی قبض دستکم قراقفخ راج دستکی اشتہا زردی چشم پرکال ڈھر کنا ہاتھہ پاؤں کا جلنا عرق النسا سر کا چکرانا منہہ سی پانی جانا وغیرہ دور ہوتا ہی چار حب کیلیے عہ **حب** یا بیطس تشنگی بار بار آنا پیشاب کا رنگی کمخوابی دشکر کو دور کرکے قوت کو پیدا کرتا ہی جگر کو درست بناتا ہی ایک تولہ کیلیے عہ **حب** بواسیر وغیرہ کو دور کرتا ہے دو ہفتہ کیلیے عہ **روغن اعجاز** اسکا اعجاز دیکھنا ہی تو امراض سرطان بدہ خنازیر تالو کا سوراخ بھگندر میں جب زخمون مین کیڑا پڑے اور پیپ نکلنے سے ناک مین دم ہوتو آزما دیکھا تے ہی درد دانت بدبو کافور برسون کا زخم دونون مین بتاہی دو تولہ کیلیے عہ **حب قائم مقام افیون** افیون کھانیوالا زندہ درگور دنیا کی لطف سی محروم دیکھا جاتا ہی اسلیے اگر چھوڑنا چاہو بلا تکلف چھوڑ سکتے ہو **خضاب** زینت شباب چند منٹ مین نیا رنگ نیا ڈھنگ آنا پری مفقود علامات جوانی مشہود قیمت شیشی ہے

المشتہر حکیم ڈاکٹر غلام نبی بدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

کانپور کا قدرتی جوہر (چمڑہ کی دباغت و سامان کی طیاری)

جیسا کہ تمام ہندوستان مین صرف کانپور ہی کو یہ فوق حاصل ہی کہ مثل ولایت کے چمڑی کی دباغت و اسباب کی طیاری مین اپنا آپ نظیر ہے ایسا ہی اس دوکان کو بھی سامانکی طیاری کی خصوصیت حاصل ہی یعنی جنکی اول درجہ کی قیمت چارج کیجاتی ہی بالکل اعلی درجہ کی چمڑی پر فرنگ کے ساتھہ نہایت پایداری سے سلائی وغیرہ کیجاتی ہی اور تمام کمال ولایتی اوزارون سی اور نہایت ہوشیار کاریگرون سی کام لیا جاتا ہی اسکا بھی پورا لحاظ رہتا ہی کہ جس جس مقام کا چمڑا جانور کا جسم کاٹا نہ ہوتا ہی ہرگز نہین کہا جاتا بلکہ بلا خیال کسی نقصان کے نکالدیا جاتا ہی اور سلائی بھی کسی پر پرسوت کی نہین ہوتی بلکہ تہہ ڈبل کی پس جن صاحبونکو دستی طیاری کسی سامان جرمی کی بنظر ہو مفصل فہرست اردو یا انگریزی کا خانہ ہذا کی اطلاع فرماکر طلب فرماوین اور ایک ہی آرڈر مین کارخانہ کی معاملت کا حسن و قبح معلوم فرماوین علاوہ سامان جرمی کی ہر قسم کا اسباب مثلاً جیسی گھڑیان و کلاک و ٹیم پیس جوتہ ساختہ کانپور بوٹ گورگابی و موزہ گیٹس و پرتلہ توسدان نیز ہر قسم مراد آبادی کپڑا ولایتی و دیسی ہر قسم کا دبرن سی و عطر وغیرہ جس قسم کی ضرورت ہو دوسرے سوداگر و کمیشن ایجنٹ کانپور و بمبئی کی فہرست طلب کرکے فہرست سے جس چیز کی کمیشن ایجنٹی مین منفعا نا منظور ہو اوس چیز کے نمبر فہرست مذکورسے اقام فرماکر طلب فرماوین انشاء اللہ وہی چیز قیمت مندرجہ فہرست سے ارزی روپیہ کی تخفیف سے ارسال ہوگی

المشتہر کرم الٰہی سوداگر مچھلی بازار کانپور

حسن

جلد (۷) نمبر (۹)

بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء

جنگ واٹرلو — از عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر (۱)

مالگزاری کیا چیز ہے — از عالیجناب نواب عماد نواز جنگ بہادر (۳۱)

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں باہتمام محمد لطف علیخان چھپا

۱۸۹۴ء

جنگ واٹرلو

واقعات ماسبق

اکتوبر ۱۸۱۳ء مین ایک سخت جنگ **افواج متفقہ** اور **نپولین** سے میدان **لیپزیگ** مین ہوئی تھی جس مین موخرالذکر کو سخت شکست ہوئی افواج فاتح نے اوسکا **فرانس** تک تعاقب کیا اور ۳۰ مارچ ۱۸۱۴ء کو **پیرس** پر قبضہ کرلیا۔ پانچ روز کے بعد **نپولین** جنگ سے دست بردار اور حکومت سے مستعفی ہوا۔

شاہان متفقہ نے اپنی اولوالعزمی سے ایک جزیرہ موسومہ **البا** کی اوسکو بادشاہت عطا کی اور وہین اوسکو نظر بند رکھا۔ اس نام کی سلطنت نما قید مین **فرانس** سے اوس کو بہت بڑی **پنشن** بھی ملتی تھی مگر ایسے دل چالاک اور بے چین طبیعت والا اولوالعزم شہنشاہ مختصر جزیرہ مین کب اطمینان سے رہ سکتا تھا دس مہینے نہین گذرے تھے کہ چپ چاپ جزیرہ مذکور سے چند آدمیون کو ساتھ لیکر نکل بھاگا اور یکم مارچ ۱۸۱۵ء کو پھر **فرانس** مین داخل ہوا۔

نپولین کے نام کی عظمت و جبروت جو لوگون کے دلون پر چھائی ہوئی تھی اور اوسکے قید ہو جانے سے کسیقدر اطمینان ہو گیا تھا اوسکے پھر **فرانس** آنے سے

اوس کا خوف تازہ دم ہوگیا۔ ناممکن تھا کہ اوسکے نام کے اثر کو جو جادو سے زیادہ موثر تھا کوئی روک سکتا۔ ہر طرف سے لوگون نے اوسکا استقبال کیا۔ غوغائے آمدی و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین یہان تک کہ جو فوج لوئی ہیزدہم کی طرف سے نپولین کی پیش قدمی روکنے کے لئے گئی تھی وہ بھی اپنے بادشاہ سے منحرف ہوکر نپولین کا دم بھرنے لگی لوئی تو دارالسلطنت سے بھاگ گیا اور ابھی جزیرہ البا سے نپولین کو نکلے ہوئے ایک مہینہ بھی نہین ہوا تھا کہ فرانس کے ہر قلعے سے سو سو توپون کی سلامیان سر ہوئین کہ وہ خطرناک ہمسایہ اور عظیم الشان شہنشاہ تمام یورپ کو پھر ایک مرتبہ درہم برہم کرنے کے لئے آموجود ہوا۔

شاہان متفقہ نے حتمی ارادہ کیا کہ افواج متحدہ اکبارگی فرانس پر چارون طرف سے حملہ کرین جن کی مجموعی تعداد فرانس کی مجموعی تعداد سے بدرجہا زیادہ ہو۔ ادہر نپولین نے پہلے تو صلح کا پیام دیا مگر جب دیکھا کہ ناگزیر لڑائی ہوتی ہی ہے اور کسی طرح مفر نہین ہے۔ تو اوسی نے ابتدا بھی کی اور نہایت عجلت کے ساتھ جو اوسکی کاردانی کے لحاظ سے اوسکا خاصہ تھا خاموشی اور عجلت سے اپنی افواج اپنے قلعون کے عقب مین جو سب سے نزدیک دشمن ملک بلجیم کی حد پر واقع تھی جمع کر لیا۔

منجملہ افواج شاہان متفقہ کی صرف وہ افواج جو ولنگٹن اور بلوچر کے ماتحت تہین اس سے نزدیک تھین اور چونکہ ان لوگون کو پورے طور سے

معلوم نہ تھا کہ درحقیقت نپولین کی جنگ کے متعلق کیا تجویز ہے اسلئے انہون نے اپنی فوجون کو تمام ملک بلجیم کے ناکون اور کنٹونمنٹون مین جو سرحد کی لائین مین تھا پھیلا دیا نپولین کا یہہ ارادہ ہوا کہ اس حنیف لائین کو حملہ کرکے توڑ دین اور انگریزے و جرمنے فوجون کو دو ٹکڑے کرکے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر حملہ کرکے قبل اسکے کہ اور متفقہ بادشاہون کی فوجین میدان کارزار مین باہم مقابل ہون شکست دین۔ مگر باوجودیکہ نپولین نے اپنی فوج کی نقل و حرکت اپنی دانست مین بہت خفیہ رکھی تھی مگر ولنگٹن کو اوس کے ارادہ سے کافی اطلاع ہو گئی اور ہوشیار ہو گیا ولنگٹن اور بلوچر نے اپنی اپنی فوجون کے اکٹھے ہو گئے اور آپس مین متفقہ حملہ کرنے کی تجویزین پختہ ہو گئین اور عجیب بلکہ مجرانہ طریقے سے ولنگٹن نے میدان واٹرلو کی ایک ہفتہ قبل از جنگ کامل طور سے پیمایش کر لی تھی۔

اب نپولین بالکل تیار ہو گیا۔ اوسکی فوج بومنٹ کے گرد اکٹھی ہو گئی جہان سے ولنگٹن کے ہیڈ کوارٹر واقع بروسلس کو ۴۰ میل تھے نپولین پیرس سے ۱۲ جون کو بعجلت تمام روانہ ہو کر دو دن مین اپنی پرجوش فوج سے آملا اور ۱۵ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

چونکہ یہہ لڑائی جسکا خاتمہ جنگ واٹرلو سے ہوا ہے چار دن تک برابر مختلف مقامات پر ہوتی رہی ہم چار دن کی تفصیلی کیفیت علیحدہ علیحدہ لکھتے ہین

جو ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

نپولین کی پیش قدمی

۱۵ جون ۱۸۱۵ء

آج علی الصباح ۳ بجے نپولین حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا۔ مگر بدقسمتی سے کل دریائے سیمبر کے پلون پر بمقام چارلرائی اور مارشنس بلوچر کے فرستادہ بریگیڈ کے لوگون نے زیر کمانڈر زیٹن قبضہ کر لیا تھا اور یہہ پل مقام مقصود تک پہنچنے کے لئے درمیان مین حائل تھے۔ پس کچھہ تو خود نپولین کے بعض حصّۂ فوج کی حرکت مین غیر متوقع تعویق اور کچھہ پروشین فوج کی سخت مزاحمت نے نپولین کو ایسا روک دیا کہ دوپہر کے قبل اون کو عبور دریا کا کوئی موقع ہی نہ ملسکا اور جو راستہ بھی ملا اوس مین نپولین کا زیٹن نے چپہ چپہ زمین پر مقابلہ کیا اور اس سے غرض یہہ تھی کہ افواج متفقہ کو ایک مقام مین لکھٹے ہو جانے کا موقع ملجائے زیٹن اور نپولین مین اسقدر جھگڑے رہے اور اسقدر قدم قدم پر فوج فرانس کی راہ مین روک ہوتی رہی اور گاہ گاہ چھوٹی موٹی لڑائی بھی ہو جاتی کہ لڑتے بھڑتے رات کو گیارہ بج گئے اور بالکل تاریکی چھاگئی۔ اسوقت فوج فرانس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یمین و یسار۔ حصّہ یسار نے نامی افسر کی ماتحتی مین دیا گیا جو ولنگٹن کے ایک حصہ فوج کا بہ مقام کوارٹر برآس مقابل ہوا۔ اور حصۂ یمینی خود نپولین کے زیر نظر رہا جو بلوچر

کے مقابلے کے لئے بہ مقام لنگنی ۶ میل کو اٹر براس سے دور آمادہ ہوا۔ مگر آج صرف افواج فرنقین کی مورچہ بندیان ہوئین کوئی واقعہ پیش نہین آیا۔

کواٹر براس ولگنی

۱۶ر جون

آج ایک دوسرے سے چھ میل کے فاصلے پر دو لڑائیان ہوئین اور دونون جگہ تقریباً اغاز جنگ ایک ہی وقت تھا۔ یہہ دونون لڑائیان ایسی خون ریز اور سخت واقع ہوئین کہ صفحہ واٹرلو کی عظیم الشان جنگ کے پر ہیبت خیال نے اس کی وقعت کم کر دی اور فی نفسہ یہہ دونون جنگین بڑی معرکۃ الارا لڑائیان تھین۔ اب ہم کسیقدر ان دونون مقامون کی جنگون کی تفصیل بیان کرتے ہین تاکہ اہل مذاق کو اوسکی عظمت کا پورا حال معلوم ہوجائے

جنگ کواٹر براس | کواٹر براس ایک چھوٹا گانون ہے جو چارلرائی سے ۱۳ میل اور واٹرلو سے ۷ میل ایک چوراہے پر واقع ہے۔ اور یہہ مقام افواج متفقہ کی طرف سے جنگ کے لئے نہایت موزون سمجھا گیا تھا۔ اس مقام کو ۱۵ر جون کی شب سے ولنگٹن کے ایک حصۂ فوج (بلجین) نے زیر کمانڈ پرنس آف آرنج قبضہ کر لیا تھا۔

نپولین نے جنرل نے کو بیس ہزار فوج دیکر اس مقام پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور کہا کہ اس مقام پر قبضہ کرو اور ولنگٹن سے مقابلہ کرتے رہو جبتک مین مقام لنگی مین بلوچر کا مقابلہ کرتا ہون۔ مگر جنرل نے کی فوج جلد

تیار نہ ہوسکی اور اس لئے حملہ کرنے مین دن کے ڈہائی بج گئے۔

جسوقت لڑائی شروع ہوئی شام تک کسی طرح کمی نہ ہوئی بلکہ جوش وخروش اور سختی مین اضافہ ہی رہا۔ ولنگٹن نے بعجلت عجیلہ بروسلس پایہ تخت بلجیم سے کمک بہم پہونچائی اور جنرل نے نے فرانس سے۔ ابتداءً افواج متفقہ کی تعداد بہ مقابلہ تعداد افواج فرانس بہت کم پائی گئی۔ اور وہ حصّہ فوج جس مین ڈچ اور بلجین تھے ہار گیا۔ اور یقینی طور سے معلوم ہوتا تہا کہ فتح فرانس کو حاصل ہے مگر اسی اثنا مین جب کہ آتش جنگ انتہائی درجہ کی شعلہ زن تھی سر ٹامس پکٹن کا سرخ کوٹ والا حصہ جو انگریزے پیدل کا ایک ٹکڑا تہا ولنگٹن سے آملا۔ جو درحقیقت اوسکے سخت خطرناک حالت کا محافظ ہوا۔ پکٹن بالذات بڑا بہادر اور اوسکے آدمی علےہذا بڑے دلیر تھے اگرچہ پکٹن زخمون سے چور چور ہوگیا تہا مگر اوسنے اپنے زخمون کو اپنے آدمیون سے چھپایا اور بڑے بڑے اور بار بار حملے کئے۔ ۹ بجے رات کو جنرل نے نے شکست کھائی اور فرانسی پہاڑ پر چلا گیا اور وہان سے کمک طلب کی۔ اس جنگ مین افواج متفقہ کے ۳۵۰۰ آدمی مجروح ومقتول ہوئے۔ ان مین سے تین ربع ۲۶۲۵ آدمی صرف انگریز تھے۔ اور فرانس کا نقصان ۴۳۰۰ آدمیون کا ہے جو مجروح یا مقتول ہوئے

جنگ لگنی

جسوقت (یعنی ڈہائی بجے) جنرل نے کو اٹر براس مین جنگ شروع کی ٹھیک

اوسیوقت نپولین نے بہ مقام لگنی بلوچر سے لڑائی شروع کی اس جنگ مین فرانس کی فوج صرف ۷۰ ہزار تھی اور جرمنی کی ۱۴۰ ہزار اگرچہ پروشین فوج تعداد مین زیادہ تھی۔ مگر بہ مقابلہ فرنچ کے یہہ لوگ تربیت مین بہت کم تھے۔ بلوچر کی نصف فوج تو محض ردیف تھی۔ اور فوج نظام مین بھی بڑا حصہ جدید بھرتی شدہ لوگون کا تھا۔ مگر لڑائی بڑی خون ریز اور سخت ہوئی۔ مقام سنٹ امند اور لگنی کے سنگین مکانات فوج پروشین کی محافظت مین بہت کام آئے اور بلوچر جو اپنی دلیری اور استقلال مزاجی سے معزز خطاب مارشل ورورٹ کا حاصل کر چکا تھا اس لڑائی مین مزید عزت افزائی کا کام نہ کر سکا۔ اگرچہ یہہ بڈھا سو برس ۳، سال کا پرانا اور فرسودہ تھا مگر جس جیوٹ اور خاموشی اور دلیری سے جنگ کے وقت یہہ بڈھا وان ملٹکی کا نمونہ کام کرتا تھا اوسکے مقابلے مین جوانون کی دلیری اور جوش ہرگز قابل وقعت نہ تھا۔ لڑائی کا کوئی مقام مخصوص کسی فریق کے لئے نہ تھا اور گھنٹون لڑتے لڑتے دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ یہان تک گلیون کوچون اور مکانات کے اندر جنگ ریزیان ہوئین لیکن فرنچ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔ بلوچر نے آٹھ بجے رات کو ایک سخت حملہ کیا جس مین اوسکا گھوڑا مارا گیا۔ اور یہہ بڈھا سپاہی گھوڑے کے مارے جانے سے خود بیکار ہو گیا۔ اور بڑی مشکل سے فرنچ سوارون کی ضرب شمشیر سے بچ سکا ۱۱ بجے رات کو پروشین فوج شکست کھا کر بھاگی جس مین اوسکا نقصان بارہ ہزار

آدمیون کا ہوا۔ اور نپولین کے آٹھ ہزار آدمیون کا۔ اور اس طرح ۱۶ جون کا خاتمہ ہوا۔

میدان واٹرلو کی طرف دوڑ

۱۷ جون

گذشتہ شب کی تنگ و تاریک حالت اور اوس مین پروشین کی شکست کچھ ایسی نہ تھی کہ کلیتاً پروشین بیدل ہو گئے ہوتے۔ بلوچر کی جگہ نیسناؤ کو کمانڈ تفویض ہوئی اور فوج کو قابل تعریف عقلمندی اور مستقل مزاجی سے بہ مقام دیور واپس جانے کا حکم دیا۔ اسی تھا۔ ادہر نپولین نے کچھ شک و شبہ مین پڑکر اور کچھ تاریکی شب۔ بارش۔ اور بارش زدہ سڑک اور اپنی تھکی ہوئی فوج کا لحاظ کرکے پروشین فوج کے تعاقب سے احتراز کیا جو بڑی غلطی تھی۔ صبحکو اوسنے ایک دوسری سخت مہلک غلطی کی۔ یعنے اوسنے یہہ قیاس کرکے کہ پروشین فوج لامحالہ اپنی رسد وغیرہ کی ضرورتون کے واسطے جانب شرق مقام لیج مین گئی ہوگی چنانچہ اوسنے اپنے ایک جنرل گروچی نامی کو تیس ہزار آدمیون کے ساتھہ اوسی جانب پروشیون کے تعاقب کیلئے بھیجا۔ حالانکہ پروشی بجائے جانب شرق جانے کے جانب شمال چلے گئے تھے اور صبحکو ۱۴ میل کے فاصلے پر اطمینان اور تربیت کے ساتھہ دیور مین پہونچگئے نپولین کو اپنی غلطی کا علم گھنٹون کے بعد ہوا بلوچر پھر گھوڑے پر چڑہا آگے بڑہ رہا تھا اور ایک حصہ فوج کو تہیل مین نامی جنرل کی سپردگی مین گروچی کے مقابلے کے لئے بھیجدیا۔ مبادا وہ جنرل اوسکے پائین حصہ پر حملہ آور ہو

یہ جنرلون کی ایک دوڑ تھی جس مین سلطنت کی بارجیت منحصر تھی۔ ایک جانب
نپولین بہت عجلت کے ساتھہ جنرل نے سے ملکر ولنگٹن پر حملہ کرنے کے لئے
کوچ کر رہا تھا۔ اور دوسری جانب بلوچر اس واقعے سے خوب واقف ہوکر چاہتا
تھا کہ ولنگٹن کی مشکل آسان کرنی چاہیئے جو بے طرح پھنسا ہوا محتاج اعانت
ہو رہا اور اوسکو بڑی ضرورت کے ساتھہ اپنے پاس بلا رہا تھا۔ کیون کہ اوسکو ابتک
جنگ لگنی کے نتیجے سے اطلاع نہ ہوئی تھی اور بلوچر بھی باوجود پیرانہ سالی کے
خطرناک راستون ندیون اور مہلک دلدلون اور بے قیمت نامعلوم اور دشوار گذار
راستے سے گذرتا ہوا اور فارورڈ فارورڈ کی صدا بلند کرتا اور اپنی فوج کا حوصلہ بڑہاتا ہوا
چلا جاتا تھا۔ صبح کو کچھہ دیر کے بعد ولنگٹن کو شب گذشتہ کی جنگ لگنی کا نتیجہ اور
پروشین فوج کی شکست کا حال معلوم ہوا ولنگٹن نے بلوچر کو تو کہلا بھیجا کہ وہ فوراً
اوس سے بمقام واٹرلو جو کوٹر برآس سے ۷ میل فاصلے پر ہے معہ فوج آکر
ملے مگر دس بجے خود بھی اوسی جانب جس طرف سے بلوچر آرہا تھا چلا۔ حسن اتفاق سے
آسمانی امداد ولنگٹن کے مفید مطلب ہوئی۔ جیون ہی نپولین جو اوس جنرل نے
سے آملا تھا۔ کثیر التعداد متفقہ افواج کے ساتھہ بڑے زور شور سے حملہ کرنے والا تھا
ایک بڑا سخت طوفان آیا۔ بجلی کی چمک اور بادل کی گرج کے ساتھہ اس قدر شدت سے
بارش موصلا دہار ہوئی کہ آسمان سے زمین تک ایک چادر آب تنی ہوئی معلوم ہوتی تھی

اور تمام تاریکی چھا گئی تھی - چند منٹ مین زمین اس قدر تر ہوگئی کہ توپخانے اور سوارون کو بروسلس کی صرف پختہ سڑک پر چلنا ممکن تھا اور بس -

یہ موافق بارش جو مخصوص اوس وقت ولنگٹن کے لئے رحمت آلہی تھی برابر شام تک جاری تھی - چنانچہ اسکی بدولت اور نیز اوس حصہ فوج کی بدولت جو محافظ حصہ پائین تھا اور نپولین سے جنگ مین مصروف تھا ولنگٹن کو چھاپ بغیر کسی مزید نقصان کے نکل جانے کا موقع ملگیا - اور رات کو جب کہ فرانس کی فوج صرف ایک میل کے فاصلے پر جانب جنوب پڑی ہوئی تھی ولنگٹن کی تھکی ہوئی فوج مانٹ سنٹ جین کے جَو کے ترتبر کھیتون مین ضعف سے جاکر سو رہی -

جنگ واٹرلو

۱۸ر جون

لو صاحب اب ہم اوس سرزمین مین پہونچ گئے جو ایک پہلو سے مبارک اور دوسرے پہلو سے سخت نفرت کے قابل ہے - اس سرزمین کے عظیم الشان واقعہ نے یولیکل کشتی یورپ کو ناپیدا کنار تلاطم سے بچاکر ساحل امن و عافیت مین پہونچا دیا - اور آج اس سرزمین پر بہت سے بندگان خدا کا خون ہوکر سبز ان واٹرلو سرخ پوشاک پہنکر ایک بڑے اولوالعزم شہنشاہ کا قطعی فیصلہ کرتا ہے - تاریخ مین اس میدان کارزار کا نام ہمیشہ رہیگا اور بہادری اور آزادی کے ساتھ اسکا نام لیا جائے گا - لوگون کے دلون مین

خاصکر یورپ کے اقوام مین واٹرلو کا نام زندہ جاوید رہے گا پچھتر برس تک واٹرلو کے واقعات اور وہان کی تیغ زنی کی کیفیت قلمبند ہوا کی - موجودہ نسل کے لوگ کامل توجہ کے ساتھہ اب بھی واٹرلو کے حالات سنتے ہین - اوس مختصر قطعۂ زمین مین کوئی بات معمولی یا حقیر نہین ہے واٹرلو کے ٹوٹے اور زنگ آلود گولے توپین - تلوارین اور دوسرے آلات حرب وضرب جو اس عظیم الشان جنگ کے یادگار ہین اور جن مین کی شہنشاہت کا عدم اور وجود ہوا ہے بحفاظت عجائب خانہ مین رکھے گئے ہین - یہہ چیزین اوس جنگ کی یادگار ہین جہان خونین موجین سب سے زیادہ لڑائی تھین اور جہان توپ وتفنگ نے سب سے زیادہ کاری زخم کیا تھا - واٹرلو کے میدان اور آبادی کی ہر چیز اس جنگ کی وجہہ سے معزز ہوگئی اور ہوگومنٹ اور لاہی منٹ مقامات جنگ تاریخ مین پرانے تاریخی مقامات کے ساتھہ ساتھہ ہمنام اور ہم زبان ہوگئے -

اب ہم کسقدر میدان جنگ کے تفصیل کرتے ہین تاکہ تھوڑے سے بتعمق غور کرنے سے میدان کی صورت آنکھون مین جلوہ گر ہو جائے بروسلس سے چارلرائی کو جنوب کی طرف ایک شاہ راہ جاتی ہے بروسلس سے ۱۲ میل کے فاصلے پر مانٹ سنٹ جان نامی گانون اور کھنچہ ہے - اس مقام پر ایک پہاڑی ہے جو کچھہ بلند نہین ہے اور سڑک کی دونون جانب ترقا وغربا واقع ہے - اس پہاڑی پر ولنگٹن نے اپنے مورچے جمائے - اس سے جنوب کی طرف پون میل کے فاصلے پر ایک دوسری

پہاڑی اسپیلر کی ہے۔ پس دو پہاڑیان یا کسیقدر بلند زمین کے قطعات خطوط متوازی کی طرح ایک دوسرے سے پون میل کے فاصلے پر تھے۔ شمالی پہاڑی پر ولنگٹن جنوب کی طرف رُخ کئے ہوئے تھا اور جنوبی حصے پر نپولین شمال کیطرف منہ پھیرے تھا ان دونون پہاڑیون کے درمیان مین ایک وادی بھی تھی جس کا طول تقریباً تین میل اور عرض ہزار گز ہوگا۔ اس مین جابجا کسانون کے مکانات باغات اور انگور کی بیلون کے سوا رائی اور جَو کے کھیت فصل کاٹنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ یہ تو موقع جنگ اور میدان کارزار تھا۔ دونون پہاڑیون کی عظیم الشان توپون کی دنادن اور حملے پر حملہ اور جواب پر جواب اور مانٹ سنٹ جان کے آخری مہلک گراپ کو جنگ واٹرلو کہتے ہین۔

طلوع آفتاب کے قبل بارش موقوف ہوگئی تھی۔ شاید اسوجہ سے کہ بہت جلد توپ و بندوق کے گولون کی بارش اور انسانی خون کا سیلاب اوس میدان مین ہونے والا تھا مگر ہنوز آسمان صاف نہ ہوا تھا۔ نپولین تو اس سے بالکل بے خبر تھا کہ بلوچر جنرل گروچی کے ہاتھ لگا یا نہین مگر وہ اوس سے بچکر ولنگٹن کے پاس آرہا تھا نپولین نے تھوڑا سا زمین خشک ہونے کا انتظار کیا تاکہ فوج کو پیڈ کرنے کا اچھا موقع ملے اگرچہ یہہ امر شاید ضروری تھا مگر اوسکے ساتھہ اوسکے حق مین سم قاتل بھی ہوا بالآخر وہ آخری ساعت پہونچ گئی۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے نپولین نے اپنی توپون کا منہ

کھولدیا۔ اور موت اجل رسیدون کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر شکار کرنے لگی

نپولین نے اس جنگ عظیمہ مین پانچ بڑے بڑے حملے کئے۔ ہم ان پانچون حملون کو تفصیل وار بیان کرینگے جس سے اس لڑائی کی کیفیت اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے

پہلا حملہ

جنگ ہوگومنٹ

ہوگومنٹ ایک مضبوط مقام مانٹ سنٹ جین سے ۱۲ سو گز کے فاصلے پر ہے اور یہان ایک بڑا مکان (فارم ہوس) اور باغ ہے۔ مکان سے متصل اور چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے اور سب ایک دوسرے سے ملصق ہین۔ اس مکان مین ایک پھاٹک اور چند دروازے ہین۔ یہہ مکان ایک اور قلعہ نما مضبوط مکان سے ملا ہوا ہے جس کے گرد چار دیواری ہے۔ پشت پر ایک باغ ہے جسکے چارون طرف مضبوط دیوار ہے اور اسکے جنوب جانب ایک جنگل ہے اور مشرق جانب ناشپاتی کا باغ۔

صبح ہونے کے پہلے ہی ولنگٹن نے اس مقام (ہوگومنٹ) کو لیلیا۔ اور عجلت کے ساتھہ مورچہ بندی کرلی۔ گولی مارنے کے واسطے اس مکان اور باغ وغیرہ کی دیوارون مین موزون سوراخ بنے ہوئے تھے۔ اور باغ مین مچان بناوئے گئے تھے کہ فوج اوپر سے نشان اندازی کرسکے۔ اس مقام کی محافظت کے واسطے ڈیڑھ ہزار آدمی زیر کمانڈ سر جان بنگ متعین تھے جنہون نے دو تین ماتحت عہدہ دارون کی سپردگی مین اپنی فوج کو

جابجا تعینات کردیا - یہہ مختصر گروہ تہا جسکے مقابلے مین نپولین نے اپنا پہلا پرزور حملہ کیا۔
ساڑہے گیارہ بجے نپولین نے قلب افواج متفقہ پر ۱۲۰ توپون سے گولے برسانے
شروع کئے اور تین ڈویژن منجملہ افواج فرانس وادی سے عبور کرکے ہوگومنٹ
کی طرف بڑہ آئے اور بجائے توپون کے جنبش و تون کی تڑتڑاہٹ سنائی دی تو سمجہا گیا
کہ اس عظیم حملہ کا دور آخر دست بدست لڑائی پر ہوگیا انگلو ڈچ (انگریز اور ڈچ) فوج کو بہت
جلد باغ اور جنگل سے بہاگنا پڑا۔ مگر انگریز اپنے اجڑے اور ویران شدہ دیوار سے گھنٹون لپٹے
ہی رہے۔ اگرچہ ان مین بہت کثرت سے آماجگاہ بندوق ہوتے رہے اور جو رسالہ عبور کرآیا تہا
اوسکے کالم کے کالم جلتی ہوئی دیوار کی طرف اور بڑہتے جاتے تھے اور دمبدم زور اور کمک
پہونچتی رہتی تہی اور فرنچ جوان حملہ آور جو محافظون سے کسی طرح کم جری نہ تھے حملے پر حملہ
کرتے رہے مگر کچہ پیش نہ گئی۔ ایک مرتبہ فرنچ جوانون نے اوس پہاٹک کو جو اس محصور
مکان کا راستہ اور اصل دروازہ تہا توڑ ڈالا اور مکان کے اندر "شہنشاہ کی عمر دراز" کہتے
ہوئے داخل ہوے۔ مگر قوی دل انگریز جو حملہ آورون سے زیادہ زبردست کرچ اور
بندوق کی لڑائی مین مضبوط اور بہاری تھے نکل پڑے اور بڑی جوان مردی سے
حملہ آورون کو مکان باہر کرکے پہر پہاٹک بند کرلیا۔ بعد تھوڑی دیر کے اس خراب
نتیجے سے مطلع اور جھنجلا کر نپولین نے ایکبارگی توپون کا منہ بخط مستقیم ہوگومنٹ
پر کھولدیا۔ سو کھی گھاس کا ایک بڑا ڈہیر لگا تہا جس مین فوراً آگ لگ گئی اور شعلے بلند ہوئے

اور عمارتون کو بھی آگ لگ گئی - یہہ محصورین جو اس مکان مین اتنک حملہ آورون کی وجہہ سے نہایت تنگ ہو رہے تھے - اب دوسرے اور نہایت سخت آفت کا سامنا ہوا مگر مجبوراً علاوہ مصائب سابقہ کے شعلون کی تابش اور دھوئین کی تکلیف برداشت کرنی پڑی اور اوپر سے گولے برسنے شروع ہوئے - مگر اون کی بہادری ایسی تھی کہ ان خارجی دباؤن سے موثر نہین ہوسکتی تھی - موت کا بازار گرم تھا جمیع محصورین کی تعداد تو آناً فاناً کم ہوتی گئی مگر کسی جنگی کارروائی سے اون کی بہادری اور مستقل مزاجی مین فرق نہین آیا - چنانچہ ایک طرف تو اون کے بدنون سے خون جاری تھا اور دوسرے جانب تیغ زنی اور تفنگ بازی مین مصروف تھے -

فریقین کو وقتاً فوقتاً تمام سپہر کو کمک پہونچتی رہی اور درآن حالیکہ دوسرے جگہہ نہایت سختی سے جنگ ہو رہی تھی مگر ہوگومنٹ مین تو آٹھہ بجے رات تک بند ہی نہین ہوئے بعد آٹھہ بجنے کے یہان اور دوسرے جگہہ آج کی لڑائی کا خاتمہ ہوا - مگر حالت مین بالکل فرق نہین ہوا - چنانچہ سخت سخت حملے اون دیوارون پر اور اونکے ترکی بہ ترکی جوابات برابر رات تک ہوتے رہے - یہان تک کہ فرنچ حملہ آورنے محافظین کی تعداد کو بہت گھٹا دیے لیکن بالکل کامیاب بھی نہ ہوسے اور اسی حالت مین انہین چھوڑ کر واپس گئے - اس جنگ مین ولنگٹن کے آٹھہ سو سے زیادہ آدمی مجروح یا مقتول ہوئے اور نپولین کے چار ہزار آدمی - اس ڈفنس کی جو زیادہ وقعت کی جاتی ہے اوسکا

ثبوت لارڈ ڈڈلی کے خط سے ملتا ہے جسمین لکھا ہے کہ بلجین کے کسالون کے باغ کی یہہ دیوار یورپ کے محافظ اور پشتپناہ تھی اور غالبًا بنی نوع انسان کی خوش قسمتی کا یہہ نتیجہ ہے کہ اس مکان پر اس طرح قبضہ کیا گیا۔

دوسرا حملہ

لا ہے سنٹ

لاہی سنٹ کوئی مستقل مقام بجائے خود نہین ہے بلکہ وہ ایک فرزعہ مانٹ سنٹ جان سے ۲۷۵ گز کے فاصلے سے واقع ہے۔ یہہ مقام بروسلس کی سڑک سے مغرب کی جانب اوسکے متصل ہے۔ اس مین چند اینٹون کے مکانات اور باغ اور جھاڑی مثل مقام مسبوق الذکر کے واقع ہے۔ مکانات کی مشرقی دیوار دو سو فیٹ لمبی شمالی حصے تک چلی گئی ہے تاکہ اوس سے متصل پائین باغ کی حفاظت ہو جسکے اور اطراف مین جھاڑی لگی ہوئی تھی۔ اگرچہ یہہ مقام ہوگومنٹ سے بہت چھوٹا ہے مگر پایہ تخت کی سڑک اور ولنگٹن کے صدر مقام سے نزدیک ہونے سے اس کی وقعت کچھ تھی۔ چنانچہ ولنگٹن نے اس مقام پر ۱۷ تاریخ کی شب کو قبضہ کر لیا تھا کرنل ہیرنگ جارسے آدمیون سے مکانات پر قبضہ کئے اور تھوڑی دور شمال کی جانب سڑک جھاڑیون کے پیچھے اور سڑک کی مشرق جانب پکٹن کے آدمی تیار پڑے ہوئے تھے اور سڑک کی مغرب جانب ایک دلیر اڈوژین زیر کمانڈ لٹن مستعد تھا۔

نپولین جنگ آزما نے ڈیڑھ بجے اس مقام پر حملہ شروع کیا۔ آج کا حملہ محاربہ عظیم ہے کیونکہ نپولین نے یہہ تجویز کی کہ انگریزی فوج کے قلب پر حملہ کرکے اوسکو دو پارہ کردین یعنے ولنگٹن اور بلوچر کے سلسلے کو منقطع کرکے متحدہ قوت توڑدین اور ولنگٹن کی فوج کو کرسٹ سے پچھم کیطرف ہٹاکر پیچھے کی قطارون کو کاٹ دین۔ اوسکی یہہ تجویز اوسکی تیاری اور ارادے کے موافق تھی پچیس ہزار فوج جس مین کلرین کے سوارون کا ایک دستہ شیک تھا زیر کمانڈ کونٹ ڈی آرلن اس حملے کے لئے منتخب کیگئی۔ اور جسوقت کہ ہوگومنٹ مین لڑائی ہورہی تھی اس جنگی ممتاز جماعت نے وادی مین ۴ توپین لاکر لاہی سنٹ سے صرف ڈھائی سو گز کے فاصلے سے جادین اور وقت مذکورۂ بالا پر پکٹن کی فوج اور متصلہ مکانات پر بڑے زور شور سے گولہ باری شروع کردی۔ اور ان سخت توپون کی مار کے ساتھ ہی تہ ڈی آرلن کے پیدل سپاہی کالم در کالم حملے کے لئے آگے بڑہے۔ اور ہر کالم سے قلیل الوزن جوانون کا ایک حصہ علیحدہ ہوکر ۱۲ سو گز تک لاہی سنٹ سے جانب شرق پھیل گئے۔ اور باواز بلند شہنشاہ کی عمر دراز کہتے ہوئے اکٹھے ہوکر دسبدست لڑائی کے لئے حملہ کیا۔ بندوقون کی جانبین سے اسقدر ٹرا ٹر ہورہی تھی کہ لڑنے والون کی صدائے بلند کچھہ بھی نہ سنائی دیتی تھی۔ جنرل نے جو ہوگومنٹ سے ایک بریگیڈ لایا تھا اوسنے بیرنگ کے دستہ فوج پر لاہی سنٹ مین حملہ کیا۔ اور اسقدر

گولیون کی بارش کی کہ بیرنگ کے آدمی اپنے کشتون اور زخمیون کو چھوڑ چھاڑ باغ سے بھاگ گئے۔

مگر بیرنگ کے آدمی پورانے جنگ آزما تھے۔ اِن لوگون نے ولنگٹن کی ماتحتی مین جنگ پنینشولا ناموری کے ساتھہ کی تھی۔ بہرحال جب یہہ باغ سے نکال دیئے گئے جس طرح ان کے ساتھی گذشتہ جنگ ہوگومنٹ سے بھگادے گئے تھے تو یہہ مکانات کے اندر گھس آئے اور جلدی جلدی دروازون اور دوسرے آمدورفت کے راستون کو پتھر دنسے بند کرکے اپنے تئین محفوظ کرلیا۔ اور اوپر سے اس قدر گولیان برسائین کہ اِن کے دشمن انہین وہان سے نکال نہ سکے۔ اور جب فرنچ نے دیکھا کہ اس مکان سے یہہ لوگ بالفعل نکل نہین سکتے تو ایک حصّہ فوج کو تو اِن کے مقابلے مین سرگرم چھوڑکر باقی زبردست حصے کو لیکر مانٹ سنٹ جین کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہوئے۔ اس موقع نازک پر ڈچ اور بلجین کے متفقہ بریگیڈ زیر کمانڈ بائی لینڈ مکٹین کے فوج کے حصّہ یسار کے آگے تعینات تھا۔ اِس بریگیڈ پر جون ہی فرنچ کی آگ برسنی شروع ہوئی اوس سے گھبراکر اور ڈوانسیسیون کو فتحیاب صورت مین آگے اور اپنے سے بہت قریب ہوتے ہوئے دیکھکر ایسا مضطرب الحال ہوا کہ بڑی بدحواسی کے ساتھہ پہاڑون مین بھاگ گیا۔ مجبوراً مکٹین کی فوج سے مقابلہ ہوا جسکو ایک دودن پہلے کوارٹر براس مین بہت نقصان ہوچکا تھا۔ اور آج ۱۷۴۱ آدمیونسے

بہ مقابلہ فرنچ جنکی تعداد تیرہ ہزار تھی جنگ کا سامنا ہوا۔ مگر یہ گروہ ایسے اہم وقت پر کام آنے والا تھا۔ کیون کہ پہلی کی جنگون مین یعنے پنشولا مین اس حصہ فوج نے ناموری حاصل کی تھی اور اب اوسی حصہ ناموری کو اور توسیع دینا منظور ہے جب پکٹن نے دیکھا کہ فرنچ آگے بڑھتے آتے ہین تو اسنے اپنے کل آدمیون کو جھاڑیون اور غلون کے کھیت مین چھپالیا اور جب فرنچ بڑھتے بڑھتے ۳۰ گز کے فاصلے پر آرہے تو یکایک آتشباری کردی فرنچ اس ناگہانی حملے سے مجروح ہوکر اور جھاڑیون سے راہ گذر نہ دیکھکر مشرق کی جانب بڑھے پکٹن نے موقع مناسب دیکھکر گھوڑے پر سوار ہوکر چلایا کہ ایک اور بارہ مارو اور پھر حملہ کردو۔ چنانچہ ایک باڑہ اور مارکر اور جھاڑیون سے ہوکر کرچ سے حملہ کیا۔ پانچ منٹ مین فرنچ پسپا ہوے۔ اور فتح بالکل یقینی تھی کہ ایک تازہ مصیبت آپری ڈچ اور بلجین کی متفقہ فوج کے فرار ہونے سے بہت وسیع راستہ کھلگیا تھا۔ اسی راستے سے فرنچ کی فوج کا ایک حصہ پیدل ولنگٹن کی قلب فوج پر آگھسا۔ چنانچہ جسوقت پکٹن جھاڑیون سے اپنے آدمی کو لیجا رہا تھا فرنچ کی ایک گولی اسکی پیشانی پر ایسی کاری لگی کہ وہین ٹھنڈا ہوگیا۔ اوسکی فوج بھی فرانسیسیون کے متواتر اور پے در پے مسلسل حملون سے پریشان ہوگئی تھی۔ اور فتحیابی کے ساتھہ فرنچ اون کی قطارون مین برابر چلے آرہے تھے اور پکٹن کی لاوارث فوج بطور خود

ایسے نازک موقع پر کوئی صف ہندی اطینان سے جنگ کے قابل نہ رہ سکتی تھی
یہہ حالت ایسی ہو رہی تھی کہ جنگ کا فیصلہ مشتبہ ہو رہا تھا۔ مگر ولنگٹن یہہ تمام
کارروائی دور پہاڑی پر سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اوسنے دیکھا کہ فرنچ بڑہ
رہے ہین اور اوسکا قلب بہت خطرناک حالت مین پھونچگیا ہے۔ چنانچہ گھوڑے
پر سوار ہوکر اپنی ریزرو فوج کو جو اس وقت قابل جنگ و مستعد تھی حملہ کرنے کا حکم دیا
اس محفوظ (رزرو) فوج کے کمانڈر لارڈ اکسبرج۔ لارڈ سومرسٹ
اور ولیم پونسنبی تھے۔ لارڈ اکسبرج کو فضیلت دی گئی۔ اور وہ تمام
محفوظ فوج لیکر بالجملہ تمام آگے بڑہے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ یہہ موقع محض شمشیرزنی
کا تھا۔ تلوارین چہارون طرف چمک رہی تھین دست بدست لڑائی ہو رہی تھی۔ آدمی
آدمی سے۔ گھوڑا۔ گھوڑے سے مقابل تھا۔ اور سپاہی اور افسرین کوئی تمیز باقی نہ رہگئی
تھی۔ فرنچ سوارون کے پاس لمبی لمبی تلوارین تھین جنسے اون کو بڑا فائدہ اس موقع
پر ہوا۔ وہ دشمن پر وار کرتے مگر اون کی آنچ اپنے اوپر نہ آنے دیتے
اسکے سوا فولادی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ مگر انگریز دشمنون کی صف مین گھس
گئے۔ اگرچہ کسیقدر زخمی بھی ہوتے رہے مگر اپنے قوی الجثہ گھوڑون اور آدمیون
سے فائدہ اوٹہایا۔ اس خون ریز اور سخت لڑائی کا خاتمہ جلد ہوگیا۔ دیر تک قیام
نہین رہا۔ آج جس قدر دست بدست لڑائیان ہوئین معہ اس لڑائی کے سب مین

انگریزون کو فتح حاصل ہوئی فرنچ سوارون کے پیر اکھڑ گئے۔ اور پہاڑی کے نیچے اوتر گئے جہان سے وہ قبل جنگ بڑے اطمینان کے ساتھ چڑھے تھے۔ مشرق کی جانب ایک تہ آب سڑک تھی جس کا علم فرنچ کو پہلے سے نہ تھا۔ جب اسکو عبور کرنے لگے تو اون کی فوج منتشر ہوگئی اور اس حالت مین سومرسٹ مذکورۂ بالا کی فوج سے ایک ایسی جھپٹ ہوگئی کہ اس مین بھی فرنچ کا بہت نقصان ہوا۔

اسی وقت پوسبنی کے سوارون کو ایک دستہ فوج پیدل سے سخت مقابلہ ہوا جو کرچون سے مسلح تھا۔ مگر ادہر یہہ سوارون کا گروہ بھی ترکی بہ ترکی جواب دینے کے لئے آمادہ تھا فرنچ فوج نے ایک مرتبہ جو گولیون کی بارش کی تو ایک بارگی بہت سے گھوڑے بے سوار نظر آنے لگے۔ مگر بقیۃ السیف حملہ کنان دشمنون مین گھس گئے اور مارتے پیٹتے خون آلود دشمنون کو پہاڑی کے نیچے کر دیا۔ اور لاہی سنٹ کے آگے تک فرنچ مفروون کا تعاقب کیا۔ اور فرنچ کی توپ خانے پر جا گرے اور گولہ اندازان کو تہ تیغ کرہی رہے تھے کہ ناگہان ایک پہلو سے فرنچ زرہ پوش سوار نیزہ ہاتھون مین لئے ہوئے آپڑے کہ انگریزون کو بہت نقصان کے ساتھ اپنی لین مین واپس بھاگ جانا پڑا جن مین بہادر جنرل پوسبنی اور کرنل ہملٹن بھی تھے۔

نپولین کا دوسرا حملہ پورے ایک گھنٹے تک رہا۔ مگر اس حصے مین دونون طرف سے خون کے دریا بہہ گئے۔ لیکن ساڑھے تین بجے اس حملے کا ناکامیابی کے ساتھ

خاتمہ ہوا۔

تیسرا حملہ

قلب فوج انگریزی

لا ہے سنٹ کا فتح ہونا

اگرچہ نپولین کو متواتر دو حملون مین ناکامی ہوئی مگر وہ کسیطرح دل شکستہ نہین ہوا۔ اور تازہ تیار ہمت و جرات کے ساتھہ اوسنے تیسرا حملہ قلب فوج انگریزی پر کیا۔ اور یہہ ارادہ کیا کہ مانٹ سنٹ جین کی پہاڑی گولہ باری سے زمین دوز کر دیجائے۔ اوسنے جنرل پائر کو جو پرنس جرومی کی ماتحتی مین تہا حکم دیا کہ ہوگومنٹ کے باغ اور مکان پر گولہ باری کرے جس سے یہہ مقصود تہا کہ انگریزے فوج کے حصہ میمنہ کو صدمہ پہونچایا جائے اور جب ولنگٹن اوسکے بچانے کو قلب لشکر سے مدد بھیجے گا تو قلب کمزور ہو جائے گا اور اوسپر حملہ کیا جائے گا۔ چنانچہ گولہ باری ہوتے ہی ہوگومنٹ کے مکانات وغیرہ مین آگ لگ گئی جس سے علاوہ مکانات کے وہ زخمی سپاہی جو سابق کی لڑائیون مین بیکار رہکر اس مقام مین بنظر حفاظت و علاج لائے گئے تھے جلکر خاکستر ہو گئے۔ مگر ان واقعات سے بھی محصورین دل شکستہ نہین ہوئے۔ ڈیوک آف ولنگٹن نپولین کی ان چالون سے دہوکے مین نہین آیا۔ صرف جنرل گرینیسٹ کے تحت مین ایک دستہ سوارون کا فرنچ کی نقل و حرکت دیکھنے کے لئے بھیجدیا تہا۔

اسوقت جبکہ بقول ڈیوک ۱۲ بجے تھے اور بقول نپولین ۳ بجنے کا وقت تھا نپولین نے دو دستہ فوج کے اس غرض سے بھیجے کہ لاہی سنٹ پر جو اب تک ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا حملہ کر کے لے لین۔ یہہ لوگ چیدہ اور بڑے بہادر تھے۔ ہاتھون مین تبر لئے ہوئے اس بڑے دروازے کو توڑنے لگے جو چار لرائی سڑک پر واقع تھا۔ اور انہین کے ساتھیون مین سے دوسرون نے پشت کے دروازے پر حملہ کیا۔ مگر محصورین نے جی توڑ کر اس قدر گولیان برسائین کہ یہہ لوگ واپس ہوکر باغ مین محصورین کی زد سے دور نکل گئے۔ مگر پھر از سر نو حملہ شروع کیا۔ پھر دوسری مرتبہ یہہ لوگ بھگا دئے گئے اور پھر ادہر سے حملہ ہوا۔ اور آتشبازی بارشانی ہوئی۔ لیکن جرمنی بہادرون نے ہر مرتبہ آگ بجھادی۔ میجر بیرنگ کو دو مرتبہ کمک بھیجنی پڑی گئی مگر انکے تھوڑے آدمی جلد جلد لقمۂ اجل ہوتے جاتے تھے اور ہر حملے مین اونکے گولہ بارود مین کمی آتی گئی۔ اور آیندہ کی امداد فرنچ سوارون نے روک دی۔

جون ہی انگریزون کی طرف سے آتشباری مین سستی نظر آئی فرنچ کی آگ بڑھی۔ وہ دروازہ توڑ کر اندر گھس آئے اور چھت پر چڑھکر محصورین پر نہایت سخت گولیون کی بارش کی۔ ایک جانب تو فوج کی کمک بند ہوگئی دوسری جانب حملہ آورون کی تعداد بہ مقابلہ محصورین کے بدرجہا زیادہ ہوئی لطف یہہ کہ گولہ بارود وغیرہ بھی خرچ ہوگیا تھا نتیجہ یہہ ہوا کہ تاب مقابلہ نہ لاسکے فرنچ فتح کی صدا بلند کرتے ہوئے پھاٹکون اور دروازون کو گرادیا۔ اور گولیون یا برچھیون سے محصورین کا ایک ایک کر کے شکار کیا۔ صرف چند جرمنی دیوارون

پر چڑھکر گھیون کے کھیتون مین سے بھاگ کر جان بر ہوئے۔ فرنچ کو بہت بڑی خونریزی کے بعد غلیم کامیابی بھی ہوئی۔

چوتھا حملہ

سوار ون کا سخت حملہ

چونکہ گذشتہ حملہ مین انگریزے فوج پیدل نے سختی سے مقابلہ کیا تھا اسلئے جوش مین آنکر نپولین نے ارادہ کیا کہ سوارون کے عظیم الشان حملے سے مانٹ سنٹ جان پر قبضہ کرلینا چاہیے۔ چنانچہ بارہ ہزار چیدہ سوار جو ایسے عمدہ سلاح جنگ سے مسلح اور اسقدر زیادہ تعداد مین تھے کہ پچھلے زمانہ یورپ مین ایسے سوارون سے کسی نے حملہ نہین کیا۔ اور یہہ کل فوج آتش مزاج مارشل نے کی تعویض ہوے آدہے گھنٹے تک تو یہہ دستۂ سواران برابر بڑہتا گیا مگر ٹھیک چار بجے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسے سخت گولون کی بارش ہوئی کہ یہہ بڑہتا ہوا کالم چندان منتشر ہوگیا۔ لاہی سنٹ سے ہوگومنٹ تک سوارون کی ٹوپیون کے پر (ٹوپیون پر پرون کا طرہ تہا) ہوامین اوڑ رہے تھے گویا طرون کا ایک دریا بڑے لطف کے ساتہہ لہرین مار رہا ہے۔ اور لمبی لمبی چمکتی ہوئی تلوارین جو ہاتہون سے بلند کئے ہوئے تھے۔ لطافت کے ساتہہ اپنا جلوہ دکہلا رہی تہین۔ یہہ مسلح و مہذب سوارون کا گروہ سیدہے قلب فوج انگریزے کی طرف بڑہ رہا تہا اور نے کا پریشان دستہ سواران

اون کا تفصیلی تذکرہ اس موقع پر چنداں ضرور نہین ہے۔

آخری حملہ

پچھلے حملے مین انگریزے توپ خانے کا بڑا حصہ بیکار ہوگیا تھا اور لڑنے والے بھی اس درجہ کم ہوگئے تھے کہ ہر طرف خوف چھایا ہوا تھا۔ اور غالب ہے کہ اگر فرنچ کی طرف سے ایک حملہ اور ہوا ہوتا تو سب باتون کا فیصلہ ہوگیا تھا۔ جنرل ولنگٹن نے اپنے کل جنگی آدمیون کو جمع کیا لیکن نپولین سے چند پیدل اور مانگے تاکہ جی توڑ کر آخری حملہ کرین مگر بدقسمتی سے نپولین فوراً اوسکی خواہش کی تعمیل نہ کرسکا۔ شام کو چھ بجے جرمنی فوج کا ایک حصہ جو بلو نامی جنرل کے زیر حکم تھا میدان کارزار مین نمودار ہوا۔ اور نپولین کے حصہ یمینہ اور عقب کے جانب بڑھتا ہوا معلوم ہوا۔ یہہ حالت فوراً توجہ طلب معلوم ہونے سے شہنشاہ نپولین نے لباؤ نامی جنرل کے ماتحتی مین دس ہزار آدمیون کو اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ یا تو اس جرمنی فوج کو آگے بڑھنے سے روکو یا جنگ کرکے پسپا کردو۔ چنانچہ نپولین اس جدید خطرے کا حتے الوسع بند وبست کرکے آخری حملے کیطرف متوجہ ہوا۔

آج کی یہہ حالت ولنگٹن اور نپولین دونون کے لئے نازک اور خطرناک تھی اور جنگی توتون کا دونون جانب ایسا مساوی وزن تھا کہ کسی جانب ایک ننکے کی بھی گنجایش نہ تھی۔ اور اسقدر خفیف تدخلہ یا تخرجہ سے فتح وشکست کسی ایک فریق کی متصور تھی۔

نپولین نے دیکھا کہ جرمنی فوج گروہ در گروہ ساعت بہ ساعت اوسکے حصہ میمنہ پر بڑھتی جاتی ہے اِس لئے اب کوئی موقع تساہلی کا باقی نہین رہا۔ نازکوقت سر پر موجود تھا اوسنے سوچا کہ قبل اسکے کہ جرمنی کی بقیہ فوج میدان مین جمع ہو ولنگٹن کا جلد خاتمہ کرکے میدان جنگ سے اوسے باہر نکال دینا چاہئے۔

ساڑھے بجے شام کو جب کہ کسیقدر شام کی تاریکی چھا گئی تھی۔ نپولین نے کل جنگ آزمودہ فوج کے ساتھہ عام حملے کا حکم دیا اور ساتھہ ہی ساتھہ اپنے بے بہا امپیریل گارڈ کو بھی جونک دیا۔ نے اِس حملے کا سرگروہ تھا اور اِس مین کچھہ شک نہین کہ اس شہنشاہی کے آخری وقت مین جسقدر بہادری اور دلدہی سے یہہ لوگ لڑے اس سے اون کی اگلی فتحمندیون کا ایک ثبوت ملتا ہے۔ لیکن قضا و قدر نے اون کا اور اون کی اعلے حکمران کا فیصلہ کر دیا تھا قسمت نے اونکو جواب دے دیا تھا۔ چنانچہ جب کہ فرنچ اِس مہلک پہاڑے پر حملہ کنان چڑھ رہے تھے تو دوسرے جانب سے بڑی سخت توپون کی مار ہوئی۔ اور یہہ لوگ بڑی بہادری اور مستقل مزاجی سے اون موت کے پیامون کو قبول کرتے رہے۔ ایک آخری حملہ نیپیر کے توپخانے سے اس شدت کا ہوا کہ سرگروہ کا خاتمہ ہو گیا مگر تاہم وہ لوگ آگے بڑھتے ہی گئے اور رفتہ رفتہ توپون پر چھا پارا اور لیلیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ لڑائی کا نتیجہ انہین حملہ آورون کے حق مین مفید ہوا فرنچ تیغ آزماؤن نے کسی دشمن کو اپنے روبرو قیام نہ پایا۔

حملے کے لئے آگے جا رہا تھا۔

رفتہ رفتہ آگے بڑھکر اس حملہ آور سواروں کی رفتار میں تیزی ہوئی۔ اور جب پہاڑی کے قریب پہونچے تو گیلپ (چھاترک) بھگاتے ہوئے لائڈ اور کلیو کے توپ خانوں پر ٹوٹ پڑے جنکے توپ خانوں سے پہلے ہی سے جبکہ وہ بڑھ رہے تھے گولہ باری ہو رہی تھی۔ مگر فرنچ اس سے کچھ زیادہ متاثر نہ ہوئے۔ اور کل بارہ توپیں چھین لیں اور صدائے فتحمندی بلند کرتے ہوئے فرنچ فوج بڑے ہی زور شور سے انگریزے امدادی فوج پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے مگر ولنگٹن کی فوج بھی آمادہ اور مستعد کارزار تھی۔ چنانچہ بعجلت ممکنہ اسکی فوج کے تین حلقے[1] (ہالو اسکوئر) قایم کئے گئے اور افسران حلقون کے اندر تھے۔ ادہر جنرل نے کے سوارون کا یہہ حال تہا کہ حملہ ہر چیز پر کرتے تھے مگر ڈرتے کسی سے بھی نہ تھے۔ ان لوگون نے بے تحاشا حلقون پر حملہ کیا جو چارون طرف سے آتشباری کر رہے تھے اور پستولون (تپنچہ) سے حملہ کرنے کے بعد تلوارون سے بڑی خونریزی کے ساتھہ ان لوگون کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ یہہ دن موت کے عید کا دن تہا یعنے بلا امتیاز افسر و سپاہی لوگ تہہ تیغ بے دریغ ہو رہے تھے۔ ہر سکنڈ مین بیسیون آدمی جانبین سے ضایع ہوتے تھے مگر جوان پیدل بہت دلیری سے مستقل کھڑے رہے

[1] نوجی قواعد کی اصطلاح کے بموجب پیدل فوج سوارون کی حملے کے وقت حلقہ باندہ لیتے ہین جسکو قلعہ فوجی بہی کہتے ہین۔ قلعہ یا حلقہ سوارون کے حملے سے کہین نہین ٹوٹتا بلکہ حملہ آور بالعموم خود مار سے جاتے ہین۔ حسن

اگرچہ فرنچ سوار ان روشن حلقون کے گرد اور بعض مرتبہ حلقون کے درمیان مین گھس گھس کر دشمنون کا شکار کرتے رہے مگر اوسوقت ان لوگون نے بھی دل مین یہی ٹھان لیا تھا کہ اپنے دشمنون مین مرجانا ہی بہتر ہے۔ انسانی جرات اور استقلال کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ چنانچہ فرنچ جلد منتشر ہوکر پیر اکھاڑ دیے تاہم تین مرتبہ جنرل نے نے اپنے سوارون کو اکٹھا اور درست کر کے اور کمک بہم پہونچا کر انگریزے حلقون پر حملہ کیا۔ اور تینون مرتبہ ولنگٹن نے اپنی مضبوط ٹبالین سے اس عظیم الشان حملون کو اسطرح روکا جسطرح بحر مواج کے طوفان خیز موجین کسی ساحلی پہاڑی سے ٹکر کھاتی ہین۔ یہان تک کے ساڑھے پانچ بجے شام کو ان قیامت انتا جنگی موجون کا زور ٹوٹا اور فرنچ سوار ان حلقون کو نیم مردہ آغوش موت مین چھوڑ کر چلے گئے۔

اگرچہ اس خون ریز حملے کی نسبت فرنچ کا بیان خلاف مین بہت مبالغہ آمیز ہے مگر اس مین کوئی شک نہین ہے کہ اس حملے مین کوئی انگریزے حلقہ کلیتاً تباہ و نیست و نابود نہین ہوا تھا۔ چوتھا حملہ اسطرح بالآخر ناکامی کے ساتھہ ختم ہوا۔

اس کل حملے کی مدت مین فرنچ کے متفرق گروہ ولنگٹن کے تمام فوجی لائن پر جو ہوگومنٹ سے پیپ لاٹ تک پھیلی ہوئی تھی برابر حملہ کرتے رہے۔ اور اگرچہ ان متفرق حملون سے ولنگٹن کی فوج کو جو بہت کمزور ہوگئی تھی بہت بڑا خطرہ تھا مگر چونکہ یہ حملے خود ترتیب کے ساتھہ نہ تھے اسلئے

مگر تھوڑی دور پر چند سوار نظر آئے - ان مین سے ایک ولنگٹن تھا جسکے زیر کمانڈ پیدل فوج انگریزے قلے کے لمبے لمبے پوہون مین پوشیدہ تھی اور جبکہ فرنچ اپنی کرچون کو گرائے ہوئے آگے بڑہ رہے تھے تو ایکبارگی ولنگٹن جو آہنی کہلاتا تھا چلایا - اپ گارڈز اینڈ ایٹ دم لینے اوٹھو اور اپر حملہ کرو - یہ سنتے ہی یہ مخفی گروہ جو گویا زمین کے اندر چھپا ہوا تھا اچھل پڑا اور ایک ایسا سخت حملہ گولیون کا کیا کہ تین سو آدمی ایک ہی ولہ مین کھیت ہے اور بقیہ کرچ لیکر لوٹ گئے - نپولین کے پرانے سپاہی بھی بڑی بہادری سے تھوڑی دیر تک لڑتے رہے مگر انگریزون کے روبرو کچھ نہ چلی - اور بالآخر اس بریگیڈ سے بمشارکت ایک دوسرے بریگیڈ کے فرنچ کو شکست ملی - اور اسیطرح سے اس فوج کا ایک دوسرا کالم دوسری جگہ جو اس جنگ گاہ سے قریب تھا پسپا ہوا - اور جب انگریزی توپخانون کی بدولت فرنچ کا بہت کچھ نقصان ہو چکا تو بقیۃ السیف پہاڑی کی چوٹی پر جا پہونچے مگر بدقسمتی سے وہان بھی شکست اور ہلاکت کے سوا اور کچھ نہ ملا - ایڈیر یل گارڈ (فوج شاہی محافظ) کی شکست سے تمام فرنچ فوج مین بے دلی اور ہزیمت کے آثار پیدا ہو گئے اور چند لمحون کے بعد نقصان کے ساتھہ واپسی اختیار کی - خود نپولین نے اپنے چند اولڈ گارڈ کو وادی متصلہ مین جمع کر کے باقاعدہ مخالف فوج کے فتوحات کو روکنا چاہا - مگر ایسے وقت مین کچھہ مفید نہ ہوا - جرمنیون نے لوباؤ کی لائن کو شکست کر دیا - اور ولنگٹن نے عام حملے کا حکم دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ میدان جنگ جوانون سے صاف ہو گیا اور کشتون کے

پڑنے لگ گئے اور رات کو دس بجے ولنگٹن اور بلوچر نے ایک دوسرے سے جوش مسرت کے ساتھ ہاتھ ملائے باہم فتح وظفر کی مبارکبادیان ہوئین۔

نپولین کا نیر اقبال افق ہزیمت مین غروب ہوگیا۔ اوسکی فوج جرمنیون کے سخت تعاقب سے صبح ہوتے ہوتے نیست و نابود ہوگئی۔ اور نپولین شہنشاہ بے فوج کا کیا حال ہوا۔ وہ لاچار خوف زدہ اور گرفتار ہوکر جزیرہ سینٹ ہلینا مین مقید کرکے بھیجدیا گیا۔ یہان تک کہ اوسی جزیرے مین اوس کا خاتمہ ہوگیا۔

نقصانات افواج متفقہ کا نقصان بشمول مجروح ومقتول ومفرور ۲۲۲۲۸ آدمی ہے اس مین خاصکر انگریزے فوج کے امتیاز کی یہہ بات ہے کہ بدرجہ اوسط ہر چار آدمیون مین سے ایک آدمی یعنے چہارم حصہ میدان کارزار مین کام آگیا۔ افواج فرانس کا جو نقصان ہوا اوسکی تنقیح صحت کے ساتھ کبھی نہین ہوئی۔ متوسط اندازہ مقتول اور مجروح اور قیدیون کا تیس ہزار تک ہے۔ ان کی کل توپین بھی ضایع ہوئین۔ افواج موجودہ جنگ کی پوری فہرست درج ذیل ہے۔

افواج نپولین

نپولین کا امپیریل گارڈ (شاہی محافظ فوج)	۲۱ ہزار	آدمی	۹۶ توپ
پہلی فوج پیدل زیر کمانڈ ڈی آرلن	۲۰	″	۴۶ ″
دوسرے ″ ″ ریلی	۲۴	″	۴۶ ″

تیسرے	فوج پیدل زیر کمانڈ وانڈمی	۱۹ ہزار آدمی	۳۸ توپ
چوتھے	〃 〃 جرارڈ	۱۶ 〃 〃	۳۸ 〃
پانچویں	〃 〃 لوبادُ	۱۰ ہزار پالسو	۳۲ 〃
		۱۱۰۵۰۰ 〃 〃	۲۹۶ 〃

محفوظ فوج سواران

پہلی	فوج زیر حکم اڈجٹنرل پجول	۳۰۰۰ ہزار آدمی	۱۲ توپ
دوسرے	〃 〃 اسکلین	۳۲۰۰ 〃 〃	۱۲ 〃
تیسرے	〃 〃 سکلرمین	۲۶۰۰ 〃 〃	۱۲ 〃
چوتھے	〃 〃 ملحاد	۳۵۰۰ 〃 〃	۱۲ 〃
		۱۲۳۸۰۰ 〃 〃	۳۴۴ 〃
انجنیر		۳۵۰۰	
		۱۲۷۳۰۰ 〃 〃	۳۴۴

افواج ولنگٹن

پہلی	فوج زیر حکم پرنس آف آرنج	۲۵ ہزار آدمی	۴۸ توپ
دوسرے	〃 لارڈ ہل	۲۴ 〃 〃	۴۰ 〃
محفوظ	فوج 〃 ولنگٹن	۳۸ 〃 〃	۶۴ 〃

سوار زیر حکم ارل آف اکسبرج	۱۴ ہزار پانسو	آدمی	۴۴ توپ
	۱۰۱۵۰۰	″ آدمی	۱۹۶ توپ
انجنیر اور قلعہ بند	۴۵۰۰		
	۱۰۶۰۰۰	″ آدمی	۱۹۶ توپ

افواج بلوچر تحت سرکردگی بلوچر بالا

پہلی فوج بماتحتی جنرل ون زیٹین	۳۱ ہزار	آدمی	۹۶ توپ
دوسری ″ ″ ون پرچ	۳۲ ″	″	۸۰ ″
تیسری ″ ″ ون سیلیسن	۲۴ ″	″	۴۸ ″
چوتھی ″ ″ کونٹ بلو	۳۰ ″	″	۸۸ ″
انجنیر	۷ ″		
	۱۲۴۰۰۰ ″	″	۳۱۲ توپ
کل فوج جانب انگلشیہ	۲۳۰۰۰۰ ″	″	۵۰۸ ″

راقم
حسن

مالگذاری کیا چیز ہے

نہایت قدیم زمانے مین جب کہ بادشاہت کا بسان گمان بھی نہ تہا یہان کے راجاؤن اور چھوٹے چھوٹے سردارون وغیرہ کا یہہ دستور تہا کہ اپنے راج یا علاقے کے کاشتکارون آراضی سے ہر ایک فروعہ کھیت کے پیداوار پر کچھہ حصہ لیا کرتے تھے۔

ہر قسم کی پیداوار مین جو سرکاری حصہ ہوتا ہے اوسکا تذکرہ سنسکرت کی کتابون مین ہے اسلئے ہم اس مالگذاری کے بیان کو آریا قوم کے راجایان ہستنا پور سے شروع کرتے ہین جب آریا قوم کا ایک بڑا حصہ پنجاب سے گذر گیا۔ اور جمنا اور گنگا کے میدانون مین رہنے لگا تو اونہون نے علم ادب قانون اور فلاسفے کو ہی نہین رونق دی بلکہ تدابیر سلطنت اور مالگذاری کے آئین بھی صاف صاف جاری کر دیے جس سے قومی قرون اور جتہون کا اثر بھی اچھی طرح سے دکھائی دیتا ہے۔ چھتری ذات کے لوگون مین سے راجہ ہوا کرتا تہا جسکے ماتحت کچھہ سردار ملک کے حصون کا انتظام کیا کرتے تھے۔ برہمنون کی ذات مین سے وزیر اور درباری مشیر ہوتے تھے۔ فروعہ آراضی کی پیداوار مین سے جو

راجہ کو حصہ ملتا تھا وہ ہی خزانے کی آمدنی کا جزو اعظم تھا۔

آریا لوگون سے پہلے ہندوستان مین اور راجہ بھی ایسے گذرے ہین کہ جنھون نے ایک حد تک ملک کا انتظام کیا تھا مگر یہہ ناقص انتظام صرف اس طرح کا تھا جیسا کہ کسی خاندان یا قبیلے کے بزرگ کیا کرتے ہین۔ ان کا حال ہم کو ایسا صاف صاف نہین معلوم ہوتا کہ جس سے مالگذاری یا پیداوار کا کوئی حصہ لینا ثابت ہوتا ہو تاہم ممالک متشتے اور ممالک متوسط اور دکن مین کل جنوبی حصہ شامل ہے۔ اور جہان جہان ڈراوڑ راجہ حکومت کرتے تھے اس بات کا پتہ ملتا ہے کہ حصہ سرکاری مین زر نقد یا حصہ پیداوار کے لینے کی عوض خود اراضی کا ایک حصہ راجہ اپنے قبضے مین رکھتا تھا اور اپنے غلامون کے ذریعے سے کشت کار کرواکے اوسکا محاصل خزانے مین داخل کرواتا اسطرح سرکاری زمینون کے آثار ابھی تک کئی جگہہ پائے جاتے ہین۔ پھر تو رفتہ رفتہ آریا لوگون کے قانون کے باعث سے یا کسی اور سبب سے سرکارے حصہ پیداوار سے وصول ہونے لگا البتہ بعض لوگ جیسے پروہت اور قدیمی رہنے والے اور گانؤن کے مکھیا وغیرہ سرکارے مطالبے سے مستثنےٰ ہوا کرتے تھے جو اس زمانے تک انعام وار کے نام سے مشہور ہین۔

اس پیداوار کے سرکاری حصے کی ابتدا کچھہ ہی کیون نہ ہو اس مین تو کسی طرح سے شک نہین کہ قدیم زمانے مین اس کا علےالعموم دستور ہو گیا تھا۔ منو کے قوانین مین بھی اسکا ذکر اسطرح ہے کہ جیسے کوئی دستور بہت قدیم سے چلا آتا ہو۔ کل پیداوار مین سے لینے خرمن گاہ پر

غلہ کے ڈھیر مین سے چھٹا حصہ سرکار مین لیا جاتا تھا۔ اور لڑائی وغیرہ کی ضرورتون مین یہ حصہ چوتھائی تک بھی ہوسکتا تھا۔

چونکہ سرکار کو لڑائی کی مدافعت کی وجہ سے خرچ کی ضرورت بڑھتی جاتی تھی۔ اور فتحیاب قومین بھی زیادہ مطالبہ کیا کرتی تھین اس سے سرکارے مطالبے کی مقدار روز بروز بڑھتی گئی اسکے بڑھانے مین بہت سی حکمتین نکالی گئین یعنے بجائے دہانون کے چانول طلب کیے گئے جس سے بظاہر حصے کی زیادہ طلبی نہین معلوم ہوئی مگر آخر کار سرکاری حصہ بڑھتے بڑھتے نصف پیداوار تک پہونچگیا۔ مگر سلاطین مغلیہ نے نہایت دانائی سے مالگذاری کا انتظام کیا اور اس نصف حصے کو گھٹا کر ایک ثلث کر دیا جو ایک اوسط اور منصفانہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا ہے ابتدائی زمانے مین اس تجویز مین بڑی سادگی تھی۔ چونکہ سرکاری مطالبہ صرف پیداوار کا کوئی ایک حصہ ہوتا تھا اسلئے کاشتکارون کی منفعت کا حساب لگانے مین کوئی پیچ پانچ نہین پڑتے تھے اور نہ اخراجات اور زمین کی حیثیت اور موسم کی عمدگی اور خرابی کی دریافت کرنیکی ضرورت ہوتی تھی۔ اہلکاران مالگذارے کو جو کچھ کام کرنا تھا وہ صرف یہ تھا کہ زمین سے جو کچھ پیدا ہو تھوڑا ہو خواہ بہت خرمن مین ڈھیر لگا دیا گیا سرکاری آدمیون نے اوس کی ٹھائی کر لی۔ جب کسی قحط کے زمانے مین کچھ پیدا نہ ہوتا تو سرکار کو بھی کچھ وصول نہ ہوتا اور مالگذاری کے معاف دینے کی کوئی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ سرکاری محاصل کا وصول نہ کرنا بھی امداد سرکاری تھی۔

ہندوستان کی بعض ریاستون مین بٹائی کا دستور ابھی جاری ہے۔ بہت سی ہندوستانی ریاستون مین خاصکر پہاڑی ملکون مین جہان ابھی تہذیب بہت کم پھیلی ہے سرکار ابتک اپنے مطالبے مین غلہ لیتی ہے۔ اور بعض انگریزی اضلاع مین بھی (اکثر پنجاب مین) جہان کہ زمین کے مالک زمیندار لوگ ہین بٹائی ہوا کرتی ہے۔ یہہ زمیندارون کا لگان جو وہ کاشتکارون سے لیتے ہین وہ ہی ہے جو پہلے سرکار کو ملتا تھا۔

جب آبادی زیادہ ہوتی ہے اور زراعت پھیل جاتی ہے تو غلّے کا فراہم کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اچھی طرح سے نگرانی نہ کیجائے تو کسان لوگ غلّے کو اکثر اخفا کرتے ہین یا چرا لیجاتے ہین۔ اور جو ملازم کہ غلہ فراہم کرتے ہین وہ بھی سرکار اور زمیندار کاشتکار دونون کو دغا دیتے ہین۔ پہلے پہل تو غلہ فراہم کرنیکی اور صورتین نکالی گئین۔ غلہ کی بٹائی خرمن گاہ پر ہونا موقوف کی گئی۔ کھڑی کھیتی کو کوتا یعنے انچنایا تخمینہ لگایا گیا۔ اور اس کنکوت سے کنکوتی بڑے تجربہ کار ہو گئے جب کنکوتون یعنے تخمینہ کرنے والون نے اپنی راے دے دی کہ فلان کھیت مین اس قدر غلہ پیدا ہوگا جس مین سے سرکار کا حصہ اس قدر ہے تو کھیت کٹا اور قسمت وہی کھڑے کھیت پر اندازہ کیا ہوا غلہ کاشتکار سے لیا گیا اور اوس سے کچھہ غرض نہ رہی کہ واقعی غلہ کھیت مین کس قدر پیدا ہوا۔ اسکے سوا اور بھی طریقے جاری ہوئے تھے جسکا بیان طوالت سے خالی نہین مگر جب کاشتکارون کے درمیان کھیتون کی تقسیم و تقسیم ہوئی تو ان فرضی قیاسات کا

عملدرآمد گھٹنے لگا اور اوسے زمانے مین سکہ بھی روز بروز زیادہ رواج پانے لگا کہ بجائے غلہ لینے کے مطالبۂ سرکاری مین زر نقد لیا جاوے۔ چونکہ یہہ تدبیر بہت آسان اور مفید سمجھی گئی آخر کار اندازاً ہر کمیت پر نقد محصول مشخص کر دیا گیا۔ مالگزارے کا یہہ بے بہا قاعدہ اور زر نقد لینے کا طریقہ سلطنت مغلیہ کے زمانے مین آئین اکبرے کے بموجب جاری ہوا اور حتے الامکان ہندوون کا انتظام اونہین قوانین کے بموجب کیا گیا جو یہان ایک عرصۂ دراز سے جاری تھے۔ شہنشاہ اکبر اور اوسکے لایق مشیرون نے سب سے پہلے مالگزار کے متعلق ہندوونکے دستورات اور بغیر قلمبند کئے ہوئے قاعدون کو ایک قاعدے کے طور پر ترتیب کر لیا اور بعد اصلاح و تکمیل کے ضابطہ کے قالب مین ترتیب کیا۔ مالگزارے کا حساب جاری کیا۔ مالگزاری کے کامون کے الفاظ اور اصطلاحین ایجاد کین۔ عہدے مقرر کئے اونکے نئے نئے نام رکھے درحقیقت شہنشاہ اکبر نے اس پارینہ انتظام کو قوانین اسلام کا لباس پہناکر عالم شہود مین عروس کی طرح تخت زمین پر جلوہ گر کر دیا جس سے ہندوون کے ناتمام قاعدے صفحہ ہستی سے نسیاً منسیاً ہو گئے اور سلاطین مابعد نے ان قواعد کی یومًا فیومًا اصلاح کر کے اور رونق بڑہائی اکبر کی سی بڑی سلطنت کے لئے یہہ ضرور تہا کہ صوبجات کے مالی حالت بخوبی معلوم رہے چونکہ کل ذرایع آمدنی مین سے مالگزاری سب سے بڑی رقم تھی اسلئے یہہ لازم ہوا کہ اسکی پیمایش کی جائے اور جو غلہ کہ ہر قسم کی زمین سے پیدا ہوتا ہے اوسکی جمع تشخیص کرنیکے لئے پیداوار کا اوسط باقاعدہ دریافت کیا جائے۔ اس لئے اکبر نے کل آراضی کی

پیمایش کرائی اور پیداوار کے تخمینے بنوائے اور سیدہا سادا ابتدائی طور پر بندوبست مالگزاری کا قاعدہ جاری کر دیا۔

اکبری قوانین کا پہلا سال شہنشاہ کے ہندو وزیر راجہ **ٹوڈرمل** کے اہتمام سے (۱۵۷۱ء اور بنگالہ مین ۱۵۸۲ء مین) بنا تھا۔ اس مین بندوبست بٹائی کے ہی طرز پر ہوا تھا مگر کچھ مدت کے بعد اوسکی اصلاح کی گئی اور نقد جمع تشخیص ہوئی۔ نقدی کی شرح اس طرح قرار دی تھی کہ اکبر کی اونیس[1] برس کی گذشتہ سلطنت مین غلہ کا بہاؤ جو رہا تھا اوس کا اوسط نکالا گیا۔ اور اُس کل پیداوار کی اوسط کا ثلث لیا گیا۔ اور اس حساب سے اوسکی قیمت لگائی گئی اور نیز ایک بیگہ زمین کی پیداوار کا اوسط نکالا گیا۔ اور ہر قسم کی زمین اور مروجہ غلون کے درجے مقرر کئے گئے۔ جہان کہین کوئی خاص قسم کی جنس ہوتی یا جسکی بٹائی نہین ہوسکتی تھی یا جہان اس قسم کی آراضی کی جمع زر نقدین قدیم سے ہی مقرر تھی اوسکا بھی از سر نو اندازہ کیا گیا۔ اور اس پیداوار کی اوسط دریافت کرنے کے لئے کھیت کے کاٹنے اور اوسکے تولنے سے آزمایش کی گئی۔ اور ہر قسم کی آراضی کی شرح ایسی قرار دی گئی تھی کہ جس سے اچھے اور بُرے موسمون مین پیداوار کی کمی بیشی سے اعتدال ہو جائے جو زمینین اچھی تھین اور وہان ہمیشہ اچھی پیداوار ہوتی تھی وہان شرح بڑی رکھی گئی تھی

[1] اونیس برس کی مدت ایک ایسی مدت سمجھی گئی تھی کہ جس مین معمولی اچھے اور بُرے موسم آجاتے ہین۔ اور اس سبب سے یہ اوسط ہر طرح کے معمولی اچھے اور بُرے موسمون پر شامل تھا۔

اور جہان پیداوار شتبہ تھی یا کسی سال پیداوار ہوتی یا کسی سال پیداوار نہ ہوتی جیسا کہ ہمارے ملک دکن مین یل چکا آراضے کا حال ہے وہان کی شرح ازان مشخص کی گئی - اسکے ان مالگزاری جو زراعت کے نگرانی کیا کرتے تھے اونہین اختیار دیدیا گیا تھا کہ ایام قحط اور خشک سالی مین جہان کہین مناسب سمجھین وہان زر کا لگان ایک سالہ معاف سے کردین - پس اس تمام قیود و راہ و رسم پر لحاظ رکھکے کل ممالک محروسہ کا مطالبہ غلے کے قالب سے نکالکر زر نقد مین مشخص کردیا گیا اور اس طرح کے تبدل عظیم سے کاشتکارون کی خوشحالی و فارغ البالی مین یوماً فیوماً ترقی ہوتی گئی اکبر نے چونکہ نیا قاعدہ جاری کیا تھا اسلئے ابتداءً بہت کچھ نرمی برتی گئی اور مطالبہ سرکار کا ادا کرنا کاشتکارون کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا اور ہر کاشتکار مجاز کردیا گیا کہ جا ہے وہ غلہ دے چاہے نقد لگان ادا کرے -

آپ کو تحریر بالا سے معلوم ہوا ہوگا کہ اکبر نے اوس حصے کی عوض جو پیداوار کا ایک ثلث تھا نقدی لینے کا اسطرح قاعدہ جاری کیا تھا جس سے کسی پر بار نہ پڑے اور آہستہ آہستہ اوسکا رواج پڑجائے - مگر بہت سے مقامات پر جہان اکبر کے آئین کا رواج نہ ہوا اور بہت سی ہندوستانی ریاستون مین جو بعد مین قایم ہوئین یہ قاعدہ غلہ کی بجائے نقد لینے کا جاری نہ رہا - ہم یہان اوسکے وجوہات تو بیان نہین کرسکتے کہ کیون ایسا ہوا - مگر دیہاتیون کی حالت پر غور کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ اس حیثیت کے نہین اس قدر جوت بوسکتے ہین اور اسطرح سے اون پر اسقدر محصول وغیرہ لگانا مناسب ہے - یہ ہمیشہ قاعدہ ہے

کہ ہر ایک کے پاس کچھہ ہل ہوتے ہین اور ایک ہل سے ایک خاص تعداد زمین کی جوتی جاسکتی ہے اسلئے یہہ ایک آسان بات ہے کہ فی ہل محصول مقرر کردیا جائے۔ سوائے اِسکے یہہ بھی تہا کہ زمین کے اندازاً مختلف اقسام ٹہرالین جسکی حیثیت کے سبب سے پیداوار مین فرق ہوتا تہا۔ اور ایک رقبہ محدود پر خواہ پنچایت کے ذریعے سے یا آپس کی رضامندی سے محصول لگا دیا جب ایک مرتبہ ایسی شرح مقرر ہوگئی تو پہر آیندہ اگر کاشتکار سے دیکہا کہ محصول وصول نہین ہوسکتا تو اوسے کم کردیا۔ اور اگر دیکہا کہ بہت خفیف ہے تو بڑہا دیا۔ اس طرح پر وہ معمولی شرح ہوجاتی اور سالہا سال تک اسی طرح کام چلا کرتا تہا۔ اسکے بعد جو اور حکام ہوئے اونہون نے بھی اسیکو پسند اور منظور کر لیا۔ اور اسکے مطابق اپنا بندوبست کردیا ہم اسکا بیان آگے اور کچھہ بھی کرینگے۔ چنانچہ ہمارے ملک حیدرآباد کے مشہور رستم جی صاحب تعلقدار نے نارائن پیٹہ وغیرہ تعلقات مین یہی طریقہ جاری کردیا تہا جسپر لوگون کو اب تک اعتراض ہے

شرح نقد جب عام مین ایک مرتبہ پہیل گئی تو ہمیشہ اوسکے لین دین مین بہت آسانی پائی گئی اور یہان کے مالی عہدہ دارون کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ زمین پر جو جمع تجویز کیجاتی ہے اوسکی مقدار ایسی ہے جو کاشتکار سے زیادہ سے زیادہ وصول ہوسکتی ہے اور اس مین وہ اور اوسکی مویشی بھوکے بھی نہین مرتے اور نہ زراعت مین کمی ہوتی ہے کاشتکار اپنے مقبوضون کو نہین چھوڑتے اور گانون چھوڑکر نہین بہاگتے۔ اون کے

کارپردازون کو خوب تجربہ ہو گیا تھا اور جہان تک ممکن تھا کاشتکارون کو لیمو کی طرح نچوڑ کر چھوڑ دیتے تھے۔

مرہٹے حساب کتاب تو خوب ہے جانتے تھے۔ اونکے کچھ صوبے تو ایسے تھے جہان وہ صرف غارت گری ہی کیا کرتے تھے۔ وہان روپیہ لینے مین بڑی بیدردی اور بے رحمی کرتے جو انسانون سے بعید ہے۔ گانون بالکل ویران ہو جاتے اور زمین بے کاشت پڑی رہجاتی۔ لیکن جہان کسیقدر اون کی حکومت جمی ہوئی تھی وہان وہ مثلاً صوبجات وسط ہند مین مسلمان بادشاہون کی جاری کی ہوئی شرح کو وہ مان لیتے تھے اور اوسکو آئین شرح کہا کرتے تھے۔ اور اوسکو سب جگہ پھیلا کر جمع کامل بولا کرتے تھے۔ ہر ایک گانون مین اون کی طرف سے ایک مقدم رہتا تھا جو نہایت مستعد ہوتا تھا۔ اور اگر مقدم نہ ہوتا یا اون کی مرضے کے موافق وہ کام نہ کرتا تو کسیکو اجارہ دیتے تھے۔ اس مقدم یا مستاجر کا یہہ کام ہوتا تھا کہ وہ اوس حد تک کاشتکارونسے روپیہ وصول کرے کہ گانون تباہ نہ ہو جائے۔ ان گانون کے کھیا اور مستاجرون کی مدد پر اونکے دیسای یا افسران ضلع ہوتے تھے جنکا یہہ کام تھا کہ جہان تک ممکن ہو اونسے روپیہ وصول کر کے خزانے کو بھرین اور کچھ اپنے لئے بھی الگ وصول کرین حالات متذکرہ بالا سے یہہ نتیجہ ظاہر ہے کہ کبھی کسی ہندوستانی حاکم نے اس امر کا خیال نہ کیا کہ جب ایک مرتبہ جمع تشخیص ہو گئی تو پھر اوس مین اضافہ اور تبدل نہ کیا جائے

جو اچھے فرمان روا تھے وہ رفتہ رفتہ ایک عرصۂ دراز کے بعد شرح مین اضافہ کردیتے تھے۔ اکبر کا بندوبست درحقیقت دس سالہ کے لئے تھا۔ اوس سے یقیناً غرض یہی تھی کہ جب زراعت زیادہ ہو جائے تو صرف اوس زیادہ زمین کی پیمایش کی جائے۔ اور یہہ کہ جو پرگنہ کی معمولے شرح ہے وہ اوسپر لگا دیجائے۔ مگر ہمکو وقتاً فوقتاً اس امر کا ثبوت ملا ہے کہ شرح مین اضافہ کیا گیا۔ اصل مین بات یہہ ہے کہ جب حکومت کو تنزل ہوتا گیا اور حاکم نالایق ہونے لگے تو اونکو ہر جگہہ سالانہ بندوبست کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ البتہ یہہ ہو گیا کہ پچھلے زمانے کی باقاعدہ جمعبندی حال کی تشخیص سالانہ کے لئے ایک اصول مقرر ہو گئی۔

زمانۂ مابعد مین جب کمبختی آئی تو باوجود اسکے کہ سلطنت پرانی ہو گئی تھی مگر بجائے ترقی کے اصول مالگزاری روز بروز خراب ہی خراب ہوتے گئے۔ ہمین امید ہونا چاہئے تھی کہ جب روپے کی قیمت ارزان ہوتی یا اوسکی قیمت مین جب تبدل ہوتا یا اراضے کی شرح گران ہو جاتی تو کچھہ نہ کچھہ اوس مین اصلاح ہوتی اور اور نہین تو پنچایت ہے کے ذریعے سے شرح ٹھیک ٹھاک ہو جاتی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ صوبہ داروں نے اور کوئی بہتر تجویز تو نہ کی صرف یہہ کیا کہ نقد اور مالگزاری پر کچھہ فیصدے اور چند ابواب اور بڑہا دئے جو صوبہ دار کہ ان ابواب کو جاری کرتے اونہین کے نام پر اون ابواب کا نام ہوتا تھا اور کبھی کبھی جس غرض سے وہ ابواب جاری ہوتے تھے اوسی نام سے اونہین بولا کرتے تھے

جب چھوٹے چھوٹے حاکمون اور ستاجرون نے دیکھا کہ صوبہ دار صوبہ اس طرح کے رقومات لیتے ہین تو وہ خود اپنے لئے بھی لینے لگے۔ غرض کہ ایسی ایسی باتون سے وہ پہلے طریق بندوبست کے جو جاری ہوئے تھے سب مفقود ہو گئے اور یہان تک اضمحلال کی ترقی ہونا شروع ہوئی کہ رعایا سے اون کا بوجہ سنبھالنا دشوار ہو گیا اسپر حاکمون نے رعایا کو راضی کر کے اصل مالگزار سے اور ابواب متفرق کو اکھٹا کیا اور وہ سب یکجائی طور پر مقرر کر کے جمع سکار سے قرار دی۔ اور اسطرح سے ایک نئے جمع مقرر ہو گئی۔

سلطنت مغلیہ کے اخیر دور مین مالگزاری کے انتظام مین روز بروز دقتین بڑھنے لگین اور سلطنت کے کمزوری کے باعث سے اپنے ماتحت عہدہ دارون کو اختیارات زیادہ دینا پڑے اس لئے یہہ آسان معلوم ہوا کہ ملک کو کچھ حصون مین منقسم کیا جاوے اور خزانے کے حساب کو دیکھکر اون ہر تعلقہ یا ضلعے پر کچھ معینہ جمع لگائی جاوے جو قدیم سے وصول ہوا کرتی تھی۔ اور کسی ساہوکار یا مالدار اور ذی رعب رئیس کو وصول زر مالگزاری وغیرہ کا کل انتظام حوالے کر دیا جاوے اور اس امر کا ذمہ دار ٹھیرا دیا جاوے کہ خزانے مین ہر سال اس قدر روپیہ داخل کر دیا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسطرح پر جو ستاجر مقرر ہوتے تھے اونکو دیہات اور جاگیرات وغیرہ مین سے مالگزاری وصول کرنے کے لئے بڑے بڑے اختیارات ہوتے تھے۔ خزانے کے افسرون کا

اسکے بعد صرف یہی کام رہگیا تہا کہ فلان علاقے سے کل اسقدر روپیہ آگیا یا نہین اور جب یہہ کل روپیہ آجاتا تو اونہین اور کوئی غرض بجز اسکے نہ رہتی کہ اوس مین سے حق مستاجرے متاجر کو منہاکر دین۔ ایک اور باعث بھی ایسا تہا جس سے متاجری کی ضرورت سمجہی گئی یعنے جس زمانے مین کہ ہندو راجہ اونکے سمستان تمام ہندوستان مین منتشر و متفرق قایم تہے اور ان پر حملہ آور بادشاہان اسلام ایسے غالب آگئے تہے کہ بظاہر یہہ لوگ بغاوت نہین کرسکتے تہے یہہ اندیشہ لگا ہوا تہا کہ کہین یہہ لوگ ناراض ہوکر بغاوت نہ کرین۔ کیونکہ ان راجاؤن اور اونکے سردارون کا رعایا پر بہت بڑا رعب و داب تہا۔ مگر یہہ اس طرح سے راضی ہوسکتے تہے کہ اونکو اپنے اپنے علاقون مین کسیقدر اقتدار ملتا اسی خیال سے ایسے بڑے بڑے زمیندارونکو صوبہ دارون کی طرف سے پٹہ مل جاتا کہ وہ اقساط معینہ پر اپنے علاقے کا خراج مالگزارے ادا کرتے رہین۔ راجہ بادشاہی فرمان کے بموجب گویا متاجر ہوجاتے تہے اسیطرح سے جب کبھی کوئی عہدہ دار اپنے عہدے سے الگ ہوتا تو اوسے اور نیز کسی ساہوکار یا درباری امیر کو بھی اجارہ ملجایا کرتا تہا۔ یہان تک کہ ان دونون صورتون مین کچہہ فرق نہ رہا سب ایک ہی سے ہوگئے۔ چنانچہ یہی طریقہ ہمارے ملک حیدرآباد مین نواب سرسالارجنگ مرحوم کی دیوانی کی ابتدا تک جاری رہا۔ اس مذموم طریقے کو مرحوم مغفور نے نہایت کوشش سے نکالدیا اسوقت ہمارے ملک مین متاجری کے نام سے بھی کوئی شخص

واقف نہین ہے۔

جو لوگ اس طرح مقرر ہوتے خواہ وہ ملکون کے راجہ ہوتے یا دوسرے لوگ ہوتے وہ سب زمیندار کہلاتے تھے اور بعض ملکون مین جیسے کہ اودہ ہے تعلقدار کہلاتے تھے۔ زمین پر ان دونون قسمون کے لوگون کا کوئی خاص حق نہ تہا۔ پہلی صورت مین تو یہہ مطلب ہوتا کہ راجہ وغیرہ زمین کے سرکاری حق کا منتظم ہے۔ دوسری صورت مین یہہ مراد تھی کہ وہ شخص صوبہ دار وغیرہ کا متعلق ہے۔ یعنے تعلقدار سے متعلق یا ماتحت مراد ہے۔

جب کہ مستاجرے کا قاعدہ جاری ہوا تہا تو سلطنت اودھ تک بالکل بربادی کے درجے کو نہین پہونچی تھی۔ اسلئے مستاجر جنہین اب ہم زمیندار کہتے ہین پہلے پہل باقاعدہ مقرر ہوتے تھے۔ اونکے تقرر مین بڑی احتیاط کیجاتی تھی۔ اون سے تحریر قبولیت لیجاتی اور ایک قول یا سند عطا کیجاتی تھی جس مین اونکے فرائض اور فہرست علاقجات دیہات اضلاع وغیرہ کی رہتی تھی۔ مستاجر اوس علاقے کی مالگزارے کا ذمہ دار ہوتا تہا۔ سوائے اسکے اوس سند مین یہہ بھی لکہا ہوتا تہا کہ حق مستاجری حق التحصیل خرچ کوتوالے خیرات وغیرہ کی بابت اس قدر اوس سے نہا ہونا چاہئے۔ اکثر یہہ دستور تہا کہ بس حصہ تحصیل مین سے نو حصے سرکار مین داخل کرتا تہا۔ لیکن اسکے سوا اوسکو کچہہ زمین بلا لگان اپنے اور کوتوالی کے خرچ کے لئے ملا کرتی تھی۔ پرگنہ کے سرکارے عہدہ دار یعنے قانون گو کو اوسوقت تک حساب کے جانچنے اور مالگزارے کے فرائض ادا کرنے کی نگرانی

کا اختیار تھا۔ مگر مستاجری کا عہدہ موروثی نہ تھا۔ جو زمیندار یا راجہ یا سردار اپنی آراضی پر بطور وراثت کے قابض چلے آتے تھے اونکے جانشین کو اس قسم کی زمینداری بھی وراثت مین ملتی تھی لیکن دوسرے قسم کے خاص ستاجرون کے بیٹے اجازت سے وارث قرار دے جاتے تھے اور تا ختم میعاد اجارہ جنکو نئی سند ملا کرتی تھی اور غالبًا انکو نئی سند ملنے کے لئے سرکار مین کچھ نذرانہ بھی دینا پڑتا تھا۔

جب شاہان دہلی کی حکومت کو تنزل ہونے لگا تو صوبہ داران بنگال اودہ وغیرہ روز بروز خود مختارانہ برتاؤ کرنے لگے۔ مگر اونہون نے بھی انتظام کے تفصیلی کامون مین سستی اور غفلت شروع کی۔ جسکا معمولی نتیجہ یہہ ہوا کہ بد انتظامی کے باعث خزانے خالی ہونے لگے۔ اب ستاجرون کے سوا اور کون تھا کہ جس سے روپیہ طلب کیا جاتا۔ جب اون کو یہہ حالت معلوم ہوگئی تو اونہون نے جعل کیا کہ بغیر اونکے کام نہین چلتا اور مقابلہ و مجادلہ پر آمادہ ہوگئے جس سے حاکمون کو اونکے حساب کے جانچ پرتال مین تجاہل کرنا پڑا اور جس قدر اونہون نے رضامندی سے دیا اوسی پر صبر کیا۔ اسطرح پر جو انتظام سرکاری تھا وہ سب درہم برہم ہوگیا۔ اور جہان کہین کہ رہگیا وہ بھی برائے نام ہر طرح زمیندار کو کامل اختیار تھا۔ وہ جو چاہتا سو کرتا تھا۔ گانون والون سے وہ جس قدر چاہتا وصول کر سکتا۔

بنگالہ مین (اور دوسرے ملکون مین بھی جب کہ وہ انگریزونکے قبضے مین آئے)

وہان مالگزارے تو پشت ہا پشت سے نقد وصول ہوتی تھی مگر تشخیص جمع کے لئے (جو اکثر ایک سال کے لئے ہوتا تھا) کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا۔ پیداوار مین سے جو حصہ زر نقد کے قالب مین لیا جاتا تھا اوسکے آثار بالکل معدوم ہو گئے تھے۔ خزانے مین جو روپیہ داخل ہوتا تھا وہ وہی تھا جو زمیندارونسے بالجبر لیا جاتا تھا۔ اور جو روپیہ کہ چھوٹے چھوٹے قابضان آراضے یا مقدمون کے ذریعے سے کاشتکارونسے وصول ہوتا تھا اوسکی شرح پرگنہ کی شرح کے نام سے مشہور تھی۔ اور قیاس اسبات کا مقتضے ہے کہ یہہ وہی شرح ہوگی جو سب سے اخیر باضابطہ تشخیص کے وقت مقرر ہوئی ہو جو بڑے بڑے انقلابونکے بعد بدل بدلکر اوسوقت قایم رہ گئی تھی۔ لیکن یہہ شرح ہر جگہہ جدے جدے طور پر تھے اور اسکے ساتھہ قسم قسم کے ابواب اور زمیندارونکے رسوم اور بھی لگے ہوئے تھے خلاصہ یہہ کہ مالگزارے کیا چیز تھی کیا اوسکی حالت پہلے سے چلی آئی تھی۔ اور صدی گذشتہ کے اخیر مین اوسکی کیا کیفیت ہو گئی تھی۔ اسکی یہہ جو حالت گذری ہے وہ بالکل تاریخی بیان پر منحصر ہے۔ مگر چونکہ اس جگہہ ہمین اوسکی تفصیل کرنا بے محل معلوم ہوتا ہے اسلئے ہم مختصر طور پر ہر ایک صوبے کا جدا جدا حال لکھتے ہین اور حسب ذیل بتاتے ہین کہ سرکار انگریزی مین اون صوبون کے داخل ہونے کے وقت اون کی مالگزارے کی کیا حالت تھی۔

بنگالہ مین (جہان مالگزارے کا انگریزے انتظام سب سے پہلے ہوا تھا) شہنشاہ **اکبر** کے قواعد کے بموجب تشخیص کی گئی تھی اور یہہ تشخیص کئی مرتبہ ہوئی تھی سنہ ۱۷۶۵-۷۲ء کے

قریب قریب جبکہ انگریزے عملدارے شروع ہوئی تو ان اضلاع کے بہت بڑے حصے مین یعنے وسط اور نہایت آباد مقامات مین بالکل زمینداری کا رواج ہوگیا تہا جو سو برس پہلے سے وہان جاری تہا۔ البتہ کہین کہین چھوٹے چھوٹے قطعات ایسے بھی تھے جو بالمقطع روپیہ ادا کرتے تھے اور زمیندار نہ تھے۔ اور نیز اور بھی کئی طرح کے سرکاری دی ہوئی جاگیرات بھی تھین۔

ممالک مغربی شمالی اضلاع بنارس کے صوبے سے (سنہ ۱۷۷۵ء مین) شروع ہوا تہا۔ یہہ علاقہ ایک راجہ کا تہا۔ جو سب علاقہ کا زمیندار نہین ہوا تہا۔ اور اس سبب سے وہان بڑے بڑے متاجر نہ تھے صرف چھوٹے چھوٹے قابضان آراضی تھے اور وہ ہی مالگزارے کے ذمہ دار تھے۔

سنہ ۱۸۰۱ء مین انگریزے امداد کے معاوضے مین نواب وزیر اودہ نے گنگا کے میدان کے اضلاع انگریزون کو دیدیے۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین کچہہ اور اضلاع اوسکے قریب کے بھی انگریزون نے مرہٹون سے فتح کئے۔ بعد اسکے سنہ ۱۸۱۵ء مین اور بھی دامن ہمالیہ کا کچہہ ملک حاصل ہوا لیکن پہلے ہی اضلاع سے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ایک صوبہ بنا تہا۔ یہہ کہہ سکتے ہین کہ بہت سے اضلاع مین تو زمینداری کا رواج ہوگیا تہا مگر ایسا نہ تہا جیسا بنگالہ مین ہر جگہہ پر جال کی طرح سے پہیلا ہوا تہا۔ بعض اور ایسی صورتین بھی تہین کہ مالگزارے کا انتظام ملک کے راجاؤن پر چہوڑ دیا گیا۔ اور کہین کہین فرقۂ امراء مین سے بھی بڑے

بڑے علاقون کے اجارہ دار تھے۔ ایسا بھی تہا کہ خود سرکاری عہدہ دار ہی مالگزاری کے گورنمنٹ کے واسطے ذمہ دار ہو گئے تھے اور یہہ عامل درحقیقت متاجرون کی طرح پر تھے۔ لیکن بہت سے ایسے حالت تھے کہ گانؤن کے لوگون کے جتھے کے جتھے بحیثیت جنکا ہم آگے بیان کرینگے اجارہ گانؤن گانؤن کا مجموعۃً مقرر ہوتا تہا۔

اودہ سنہ ۱۸۵۶ء مین اوسوقت لیا گیا تہا جب کہ وہان کی مالگزارے کا انتظام نہایت ہی ابتر تہا۔ اوسکے اکثر اضلاع پر راجا قابض تھے۔ اور بعض جگہہ ناظم یعنے سرکاری افسر کہین ساہوکار اور دربارے لوگ وغیرہ بھی قابض ہو گئے تھے۔ یہہ سب لوگ درحقیقت متاجر تھے اور اصلی مالکون کی طرح کام کرتے تھے۔

پنجاب الملک تہا جہان گانؤن کے بڑے مضبوط جتھے تھے اور زمیندارے وہان بہت جاری نہین ہوئی تھی۔ مگر سکھون کے زمانے مین وہان اجارہ کا دستور ہو گیا تہا اور جگہہ جگہہ ابہی تک بٹائی کا دستور جارے تہا۔

ممالک متوسط کا ملک تو اکثر مرہٹون کے قبضے مین رہ چکا تہا۔ اس مین سے کچہہ کچہہ ملک تو وہان کے سردارونکے اختیار مین بھی تہا جو حاکمان وقت کو خراج دیا کرتے تھے باقے ملک مین ایک ایک گانؤن کے قدیمی مقدم کو یا کسی اور لایق کارپرداز کو جو مالگزار کے نام سے مخاطب ہونے لگے تھے ٹھیکہ دیدیا جاتا تہا۔ اور وہ ایک مقررہ روپیہ داخل کرنے کے ذمہ دار ہوتے تھے۔

بمبئی مین اجارہ کا دستور علی العموم تھا مگر وہ مالگزارے کے افسرون کو ملتا تھا جس مین سے اکثر تو ایسے ہوتے تھے کہ جنہین آراضی کا مستقل مدامی قبضہ نہین ملتا تھا۔ یہان دیسای (یا دیسکیہ) اور دیسپانڈیہ یا ضلع اور تعلقہ کے دوسرے افسرون کے ذریعے سے بالکل کارروائی ہوتی تھی جنمین گانون کے مقدم یا پٹیل کا بھی واسطہ ہوتا تھا۔

مدراس مین شمالی اضلاع مغلون کے قبضے مین تھے۔ وہان زمینداری کا رواج ہو گیا تھا۔ مگر اون مین سے اکثر ملک کے پرانے سردار تھے جنہون نے اور زمیندارون کی طرح کاشتکارون کے حقوق کو باطل نہین کر دیا تھا۔ کرناٹک کے اضلاع مین نظام کی طرف سے ایک صوبہ دار حکومت کرتا تھا اور زر مالگزاری اجارہ دارون سے اوس درجہ تک زیادہ وصول کیا جاتا تھا جو بے رحمی کی حد تک نوبت پہونچ گئی تھی۔ اسکے نتیجہ یہہ ہوا کہ کہین جاگیر تک نام کو قایم نہین ہوئی اور سارے حقوق آراضی بھی مفقود ہو گئے۔ ملک کے دوسرے حصون مین چھوٹے چھوٹے سردار حکومت کرتے تھے جنہین ایک طرح کا اجارہ دار کہنا چاہیئے۔ مگر ان کا عہدہ چندان نہ تھا۔ باقی اور اضلاع نوابون کے ماتحت تھے جو حکومت حیدرآباد کے خراجگذار تھے۔ سلطان میسور یا ہندو راجاؤن یا مرہٹون کی اطاعت کرتے رہے تھے۔ یہان سب جگہہ کم و بیش اجارہ کا دستور تھا اور نہایت بدانتظامی اور ظلم ہوتا تھا۔ مگر اس مالگزارے کے اجارے سے قبضہ آراضی پر کوئی مدامی اثر بجز اسکے نہ ہوا کہ پرانے حقوق باطل ہو گئے اور زمین کا قبضہ جو ایک بڑی

بیش بہا چیز ہے کاشتکارون پر ایک بوجھ سمجھا جانے لگا۔

گذشتہ زمانے کا جو ہمنے اجارہ کا دستور پڑنے اور اوسکے زیادہ رواج ہونے کا مختصر بیان کیا ہے اوسکی اولاً تو وجہ یہہ ہے کہ اٹھارہوین صدی کے اخیر پر جو انتظام مالگزاری کی حالت سے اوسنے ظاہر کر دیا جاسے اور یہہ بتایا جائے کہ جسوقت سے انگریز حاکمون کو یہہ ملک ہاتھہ لگا تو کوئی قاعدہ ایسا جاری نہ تہا کہ جسکے مطابق مالگزاری کا انتظام کیا جاتا۔ اور دوسرے اسکے سوا ایک اور بھی وجہہ ہے۔ وہ یہہ ہے کہ کئی صوبون مین اس ستاجری کی وجہہ سے قبضہ آراضی کی بنیاد پڑنے کے لئے منجملہ اور اسباب کے اس سے بڑی مدد ملی۔ بعض جگہون مین تو ستاجر بڑے بڑے زمیندار ہوگئے اور قانوناً اونکو قبضہ ملگیا۔ کہین دیہات مین اون کی چھوٹی چھوٹی جائدادین قایم ہوگئین۔ اور اور جگہون مین اونکو اتنا ہی ہوا کہ اوپر کے مالکون کو لگان دیدینے کے سوا اور کوئی اندیشہ نہ رہا۔ بعض جگہون مین ایسا بھی ہوا کہ اونکے کوئی آثار باقی نہ رہے بگاڑہ ایک ضابطہ کے طور پر گویا ستاجر کا گھر تہا جہان ستاجر بڑے بڑے زمیندار ہوگئے۔ دوسرے صوبون مین کہین ایسے یکسان طور پر ستاجری تمام ملک مین نہ پہیلی۔

ایک بات یہہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اگرچہ ستاجری اس معنے کے اعتبار سے کہ وہ آراضی کے انتظام اور اہتمام کے لئے ہے کسی نہ کسی صورت مین تمام جگہون مین پہیل گئی تھی مگر اوس سے سب جگہہ جائدادہائے مستمرہ پیدا نہ ہوئین۔ اور جہان کہین کہ قابضان آراضی کے حقوق قانوناً تسلیم کئے گئے وہ اس بنا پر تھے کہ وہ لوگ یا تو ملک کے قدیمی رئیس تھے

یا بادشاہی سرداروں کے خاندان مین سے تھے یا کوئی اون مقامات کے ایسے افسر تھے کہ جنہون وہان خاص طور پر استقلال ہوگیا تہا غرضکہ سب کو کوئی نہ کوئی تعلق زمین سے پہلے ہی سے چلا آتا تہا۔

اب ہم اپنے اوسی عنوان کی طرف رجوع کرتے ہین۔ یعنے زمین کی مالگزاری آجکل کیا چیز ہے۔ جب بنگالہ مین انگریزے سرکار نے عنان حکومت براہ راست اپنے ہاتھ مین لی تو سب سے پہلے اور بڑی مشکل یہہ پیدا ہوئی کہ زمین کی مالگزارے کا کس طرح بندوبست کیا جائے۔

اب تو ایک بڑا زمانہ گذر گیا ہے۔ اسوقت ان دشواریون کا خیال مین آنا بہت مشکل ہے جو افسرون کو مالگزارے کے انتظام مین عاید ہوئی تہین۔ ملک مین ایک دراز زمانے تک قحط پڑ چکا تہا جو پہلے کبھی سننے مین نہین آیا تہا جس سے ملک کے آبادی دسوان حصہ رہ گئی تھی۔ مالگزارے کے تشخیص کا کوئی اصول اور قاعدہ نہ تہا۔ کہین کہین کوئی لیئے دیئے کاغذات سرکاری ملتے تھے جنکا کوئی اعتبار نہ تہا۔ اون مین سرکاری تعلقات کے کچہہ فہرستین تھین اور برائے نام قیاسی جمع اوس مین لکھی ہوتی تھی۔ اور پہلے جو تحصیل ہوئی تھی اوسکے حساب مندرج تھے۔ سوائے اِسکے نہ تجربہ کار افسر تھے نہ پیمایش تھی۔ کیونکہ پہلے کارپردازون مین سے کوئی نہ رہا تہا۔ اگر کچہہ عملہ تہا تو اضلاع مین وہ ہی ناکافی عملہ تہا جو انگریزے عہدہ دارون کا۔ اون کو یہہ خبر بھی نہ تہی کہ ہندوستان مین

ملکیت آراضی کیا شے ہوتی ہے۔ یہ تو وہ بیشک خوب جانتے تھے کہ تجارت مین روپیہ کس طرح چرلگاتے ہین۔ اور اوس سے کیونکر منفعت اوٹھاتے ہین۔

جب بنگالہ دیکھہ بھال لیا تو بھی وہ تجربہ اس کام نہ آیا کہ دوسرے جدید صوبون مین بندوبست کیا جاتا۔ کیونکہ جو ملک ممالک مغربی شمالی کا ملا تھا یا نیا فتح ہوا تھا اوسمین جگہہ جگہہ مقامی قاعدے جاری تھے۔ اونکے لئے ایک نیا ہی انتظام کرنیکی ضرورت تھی۔ یہی مدراس کی اور اوس سے پیچھے بمبئی کی حالت ہوئی۔ ہر صوبے مین اپنے اپنے مقام کے موافق جدا ہی ضرورتین تھین اسلئے وہان کا انتظام جدا ہی طرز کا کرنا ضرور پڑا۔ اوس مین بار بار ناکامیابی ہوئی اور بڑی بڑی تشویشین ہوئین۔ دوسرے صوبے پنجاب سندہ اودہ اور ممالک متوسط ابھی تک ہاتھہ نہین لگے تھے۔ یا اس قابل نہ ہوئے تھے کہ جبتک کوئی اچھے اصول نہ قایم کئے جائین تبتک وہان باضابطہ بندوبست کسطرح کیا جائے۔ لیکن جب یہہ ہو ہی گیا تب بھی مشکلات پیش ہوئین۔ اگرچہ اون مین سے بہت سے ایسی تھین کہ جنھین ہم نے ہی خود پیدا کیا تھا۔ یعنے خلاف قوانین قدرت ہم چاہتے تھے کہ ایک ہی سا انتظام ہر جگہہ ہو جائے حالانکہ وہ اونہین صوبون کے مناسب حال تھا جہان وہ تجویز ہوا تھا۔ جیسا کہ اسوقت ہمارے ملک حیدرآباد مین مرہٹواڑے اور تلنگانہ مین بہت کم تفاوت کے ساتھہ بندوبست ہو رہا ہے جسکا نتیجہ آیندہ چلکر نقصان دہ پیدا ہوگا۔

ان بیانات سے ظاہر ہو جائے گا کہ ہندوستان مین مالگزاریے کے انتظام کے درخت نے اِس قدر آہستہ آہستہ کیون نشو ونما پایا۔ یہان تک کہ وہ حال مین ہی آکر اپنی پوری بڑھوار پر پہونچا ہے۔ اوس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ کیون اوسکی ترقی زینہ بہ زینہ ہوئی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً کیون اوسکے کام مین تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ یہان تک کہ ہر صوبہ کا مسئلہ مالگزاریے ایک معما سا سمجھا جاتا ہے کہ اوسکو باہر کا آدمی کچھہ سمجھہ ہی نہین سکتا۔ گورنمنٹ قیصر یہ بات تو ٹھیک کہتی ہے کہ اوسکی مالگزاریے کی بنیاد وہ ہی قدیمی غلہ کا ایک حصہ ہے اور نقدی جو حال مین لیجاتی ہے صرف غلے کے بدلے مقرر ہوئی ہے۔ مگر تشخیص کے طریقے جواب وہ ایجاد کر رہی ہے۔ وہ اِس خیال سے کہ نقدی کی بجائے غلہ ہے روز بروز زیادہ مفید ہوتی جاتی ہین درحقیقت ایک وقت تو ایسا ہوا تھا۔ کہ گورنمنٹ نے اس طرح پر قیمت لگانے کی تجویز کی تھی جسکا ہم آگے چلکر حال لکھین گے۔ مگر اوس خیال کو حکام نے چھوڑ دیا۔ بعض صوبجات مین (جیسے برہما اور مدراس مین) تشخیص کی ابواب مین اوسط پیداوار آراضی اوس کی قیمت اور خرچۂ پیداوار و منافع موسیٹے جو اوس سے نہا کرنا چاہیئے باقی حصہ مالگزاری آراضی ہے جس کا ابھی تک حوالہ دیا جاتا ہے۔

زمین کی حیثیت اور اوس مین کام کرنے کے طریق سے بے شک جمع کی تجویز کا طریقہ بدل جایا کرتا ہے۔ اور طرح طرح کی صورتین پیدا ہو جاتی ہین۔ مگر ان سب صورتون

مین صرف دو اصول ایسے ہین کہ جو ہمیشہ الگ الگ دکہائی دیتے ہین۔ ایک تو اون مین سے آزمایشی شرحین ہین۔ ان مین پہلے پہل صرف وہ مقدار لیتے ہین جو سب سے بڑی ہے اور جو پہلے درحقیقت وصول ہوچکی ہے۔ مگر چونکہ اشیاء کی قیمت اب گران ہوگئی ہے اور ملک آسودہ وخوشحال ہوگیا ہے اسلئے اوس مین کسیقدر اوس پہلی جمع سے اضافہ بھی کردیا جاتا ہے۔ پہر سرسری طور پر یا تو سب جگہہ یا کہین کہین یہہ جمع لگادیجاتی ہے۔ اور زمین کو دیکہہ بہال کر اوسکی حیثیت تجویز کیجاتی ہے اور اس تجویز مین بہت احتیاط ہوتی ہے۔ دوسرا اصول اون سب مالکان اراضی کی جائدادون کے لئے ہے جہان کاشتکارون سے تعلق ہے۔ وہ یہہ ہے کہ کاشتکار جو لگان پہلے وصول ہوا ہے اوس سے دریافت کیا جاتا ہے پہر اوسکا اوسط لیا جاتا ہے کہ کس کس قسم کی زمین پر کس کس قدر فی ایکڑ وصول ہوا۔ پہر اوس وصول کا ایک حصہ مالگزاری قرار دیجاتی ہے۔ غرض خلاصہ یہہ ہے کہ آجکل کی شرح یا تو ایک ازمایشی شرح ہے جسمین ہر قسم کی زمین کی فی ایکڑ شرح بہت غور وخوض کے ساتہہ تجویز کی گئی ہے۔ یا کسی قطع اراضے سے مجموعہ جو کچہہ درحقیقت وصول ہوا ہے اوس کا ایک حصہ ہے۔

یہہ تو غیر ممکن ہے کہ اس مقام پر اسبارے مین بحث کیجائے کہ مالگزاری سرکاری آمدنی ہونے کے قابل ہے یا نہین صرف مختصر طور پر اس قدر کہنا یہان کافی ہوگا کہ گذشتہ

زمانے مین کسی حکومت نے ایک لمحہ کو بھی خیال نہ کیا کہ اوسے چھوڑ دیا جائے اور آیندہ سے یہہ خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گورنمنٹ دوسرا ایسا ذریعہ آمدنی کا اوسکے عوض قایم کرسکے جس سے مالگزاری کی حاجت نہ رہے۔ یہہ قاعدہ وصول زر مالگزاری کا تمام ملک مین جاری اور لوگ اوسے تمدن اور معاشرت کا ایک قدرتی قاعدہ سمجھنے لگے ہین۔ خاصکر ہندوستان مین تو وہ اوّل درجہ پر ہے۔ کسی محصول کی عمدگی سب سے پہلے یہہ ہے کہ لوگ اوسکے عادی ہو جائین اور اوسکی تحصیل مین بادشاہ کی طرف سے ظلم اور رعایا کی طرف سے لیت ولعل نہ ہو۔

یہہ بحث اسی طرح یہان فضول معلوم ہوتی ہے کہ مشرقی ملکون مین مالگزاری زمین کا محصول ہے یا اوسکا کرایہ ہے یا اور کچھہ ہے کیونکہ اس بحث مین لوگون نے بہت سی کتابین لکھدی ہین جو محض تضیع اوقات ہے۔ اس مین تو شک نہین کہ انگلستان کی محصول اراضی سے ہندوستان کے محصول اراضی کو کچھہ بھی مشابہت نہین۔ کسی زمانے مین چون کہ حاکم اصلی مالکان اراضی خیال کئے جاتے ہین۔ اسوجہہ سے اوسوقت مالگزاری زمین کا کرایہ ہوسکتا تھا۔ اسکی نسبت ہم آگے اور کچھہ بیان کرینگے اس جگہہ صرف اتنا ہی کہنے کی ضرورت ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے ہر جگہہ پر رعایا کو اراضی کے حقوق دیدئے ہین یا اونکے حقوق تسلیم کرلئے ہین اور زمین کے بڑے بڑے قطعات (بنگال اودہ اور تمام شمالی ہند مین) ظاہر زمینداروں کی زمینداری مین دیدئے اور اونہین زمین کا مالک کردیا ہے۔ اسلئے

یہ کہنا تو غیر ممکن ہے کہ سرکار قابضان آراضی سے کاشتکارون کی طرح کرایہ وصول کرتی ہے۔ اس مین شک نہین کہ کہین کہین سرکار بھی زمین کی مالک ہے یعنے تمام بنجر زمین اور غیر مقبوضہ زمین اوسیکی ہے۔ مگر ہم یہان پر اوسکا ذکر نہین کرتے بلکہ آراضے مزروعہ اور مقبوضات دیہی کا ذکر کر رہے ہے۔ اوسکی تو سرکار کسیطرح مالک نہین ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ سرکار کے پاس ہر ایک زمین مالگزاری کے وصول کرنے کے لئے بطور کفالت کے ہے۔ اور کچھہ کچھہ سرکار ایسے کام بھی کرتی ہے جو آراضی کے مالکون کے ہوتے ہین یعنے وہ کاشتکارون کی رفاہ اور بہبودی کے کوشش کرتے ہے قابضان آراضی کو تقاوی دیتی ہے کہ وہ زمین کی حیثیت مین ترقی کرین۔ کنوے کھودواتی ہے۔ مینڈے بندواتی ہے۔ پانی کے آنے جانے کا بندوبست کرتی ہے۔ اور بھی مثل اسکے بہت سے کام کرتی ہے یہ باتین ایسے ہین کہ پہلے حاکم جس بناء پر زمین کی مالکیت کا دعوے کرتے تھے اور شاید یہی ایک قسم حق کی باقی رہ گئی ہے جو گورنمنٹ کو ابھی تک اون صوبون مین حاصل ہے جہان قابضان آراضی کاشتکار ہین اور مالک نہین ہین اور یہی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس سے مالگزاری کسیطرح زمین کا کرایہ ہوسکتی ہے۔ سچ تو یہہ ہے کہ یہہ فضول لفظی بحث ہے ہم کو چاہئے کہ خود مالگزارے ہی کو خیال کرین اور دیکھین کہ اوسکی کیا حالت ہے اوسکا کاشتکارون کی آمدنی پر محصول کی طرح اثر ہوتا ہے۔ یعنے زمین کی پیداوار مین سے جو منافع حاصل ہوتا ہے اوس مین سے سرکار اوسیطرح حصے جیسے دوسرے

پیشون اور حرفون کی آمدنی سے سرکار کو مدد دیجاتی ہے۔

ایک تھوڑا سا بیان اوس مسئلہ کا بھی ہم کرتے ہین جو ۱۸۸۲ء تک کم و بیش تمام ہندوستان مین زیر بحث تہا۔ یعنے جب جائدادون مین ایک کافی طور پہ پیداوار ہونے لگے اور مالگذاری کی تشخیص ایک مناسب مقدار تک ہوجائے تو کیا یہہ بہتر نہین ہے کہ اوس مالگذاری کی اوس جائداد کا استمراری بندوبست کردیا جائے یعنی یہہ قرار دیدیا جائے کہ پہر اوس مین کبہین ترمیم نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا اسوجہہ سے بڑا جوش و خروش اوٹہا تہا کہ بندوبست کے بار بار کرنے مین بہت محنت اور بڑا خرچ پڑتا ہے۔ جب اوسکا کام شروع ہوتا ہے تو پانچ پانچ سال سے لیکر دس دس سال تک چلا جاتا ہے۔ اور اس سبب سے اضلاع مین مدتون تک کاشتکاری کے کام مین بدانتظامی اور خرابی پڑا کرتی ہے۔ اور یہہ خیال کیا گیا تہا کہ تیس برس یا کسی زمانۂ مقررہ کیلئے بندوبست کیا جائے تو پہر یہہ سب کام اس عرصے کے بعد دوہرانا پڑیگا۔ ایسی ایسی صورتین سرکار اور رعایا دونون کیلئے اندیشے سے خالی نہ تھین۔ لیکن اس مسئلہ مین پہلے تو اوسکی اصل بنیاد ہی پر اعتراض ہوا۔ کہ وہ کونسی علامت ہے جس سے یہہ معلوم ہو کہ پیداوار آراضی کافی طور پہ بندوبست استمراری کردینے کے لائق ہوگئی ہے جب کسی ایک ضلع کو آپ اوسکی علامات باحد ٹہہرائینگے تو دوسرا اوسکے برخلاف اور موجود ہوجاتی ہے۔ اور اب تک جسقدر تحقیقاتین [illegible] کارگذار ہوئین اونمین سب سے یہہ کہنا پڑا [illegible] استمراری کے لئے اوس عرصہ تک اور [illegible] رہے جو خاص آراضی کی کوشش [illegible] ہے۔ کہ زمین کی حیثیت